يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۔

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ مدلل

دینی مدارس، سکول و کالجز کے طلبہ و طالبات اور عامۃ المسلمین کے لئے

عقائد اسلامیہ پر مشتمل ایک انتہائی مفید، نادر اور مدلل مجموعہ

پسند فرمودہ

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مولانا مفتی محمد طاہر مسعود

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

نام کتاب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ (مدلل)
مصنف مولانا مفتی محمد طاہر مسعود
اہتمام پورب اکادمی پبلشرز، اسلام آباد
۰۵۱-۵۸۱۹۴۱۰ ،۰۳۰۱-۵۵۹۵۸۶۱
ناشر خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی
طباعت سوم ۲۰۰۹ء
تعداد طباعت : بائیس صد
ہدیہ 5220-00

﴿ملنے کا پتہ﴾
خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی
0300-6091121
مکتبہ سراجیہ، بالمقابل جامعہ مفتاح العلوم چوک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا
0300-9600464

فہرست

اظہارِ تشکر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص فضل وکرم اور اُس کا احسان ہے کہ ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' اپنی پہلی اشاعت کے تقریباً سات آٹھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئی، اور اس کے پہلے ایڈیشن کے بائیس سو نسخے ختم ہوگئے، اور دن بدن اس کی مانگ میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اکابر علماء کرام، اہلِ علم حضرات، جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور عوام الناس سمیت ہر طبقۂ فکر نے اس سعی کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیا ہے۔ بہت سے اہلِ علم حضرات اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے مبارک بادی کے پیغامات بھیجے اور بعض تشریف بھی لائے، جس سے بندہ کی حوصلہ افزائی میں مزید اضافہ ہوا۔ حق تعالیٰ ان حضرات کے حسنِ ظن کو قبول فرمائے اور اپنی بارگاہِ عالی سے انہیں بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ المحدثین استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم کا صمیمِ قلب سے بندہ ممنون ومشکور ہے کہ حضرت ہی کے حسبِ مشورہ وایماء کتاب میں حاشیہ کا اضافہ کر کے تمام ضروری حوالہ جات درج کئے گئے ہیں، یعنی کتاب کا حاشیہ حضرت کے حکم کی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔ نیز حضرت مدظلہم کی توجہ اور سرپرستی کی بدولت ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' کو ملک بھر میں پذیرائی حاصل ہوئی اور سرگودھا ڈویژن اور صوبہ سرحد کے بعض اربابِ مدارس نے کتاب کو اپنے مدارس میں باقاعدہ شاملِ نصاب کر کے بنین وبنات میں اس کی تعلیم بھی شروع کردی ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں اہلِ علم اور دیگر ذمہ دار حضرات سے التماس ہے کہ اس کتاب کی اشاعت اور تبلیغ کو مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے عقائد کی درستگی کے لیے جہاں تک وسائل واختیار کی گنجائش ہو، عام فرمائیں۔
اللہ تعالیٰ اس کاوش کو ہم سب کی بلندیٔ درجات کا اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔ آمین۔

محمد طاہر مسعود
خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا
ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ

عرضِ مصنف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

عقیدہ ونظریہ کسی بھی مذہب کی وہ بنیاد اور اساس ہے جس پر وہ مذہب قائم ہے، اگر عقیدہ متزلزل ومشکوک ہو جائے تو مذہب کی بنیادیں استوار نہیں رہتیں۔

اسلامی تعلیمات میں بھی عقائد کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور قرآن وسنت میں عقائد کی اصلاح ودرستگی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر آیات قرآنیہ عقائد کی درستگی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ عقائد کی بظاہر معمولی غلطی بسا اوقات دائرہ اسلام سے خروج کا سبب بن سکتی ہے۔ اعمال میں کمی وکوتاہی کا وہ نقصان نہیں ہوتا جو فسادِ عقیدہ کا ہوتا ہے۔

اسلامی عقائد دو طرح کے ہیں؛ پہلی قسم کے عقائد دلائل قطعیہ سے ثابت ہوتے ہیں جنہیں قطعی عقائد کہا جا سکتا ہے۔ ان عقائد کو دل وجان سے تسلیم کرنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قطعی عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسری قسم کے عقائد دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے عقائد کو تسلیم کرنا اور ان پر ایمان رکھنا ہر اُس شخص کے لئے لازمی اور ضروری ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہونے کا دعویدار ہو۔ ایسے عقائد کے انکار سے آدمی اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ درحقیقت ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کے اعتقادات اور اعمال و مسائل کا محور حضور اکرم ﷺ کی سنت صحیحہ ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثارِ مبارکہ ہوں اور وہ اپنے عقائد اور اصولِ حیات اور اخلاق وعبادات میں اسی راہ پر چلتے ہوں جس پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عمر چلتے رہے۔ اس راہ کے برخلاف راستے کو بدعت اور اس پر چلنے والوں کو مبتدعین کہا جاتا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد سے ناواقفیت اور لاعلمی روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ عام مسلمان کجا، خواص بھی علم العقائد سے ناواقف ہیں۔ کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والوں سے کیا گلہ، دینی مدارس میں پڑھنے والوں کی اکثریت اپنے مسلّمہ عقائد سے بے بہرہ ہے۔ حتیٰ کہ کسی شیخ کے مریدین ومتوسلین کو اپنے پیر ومرشد اور اپنے شیخ کے عقائد صحیحہ حقہ کا علم نہیں ہوتا کہ

وہ اپنے عقائد کی درستگی کی فکر کرے۔

اندریں حالات ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام عقائد اختصار و جامعیت اور قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کئے جائیں، جس سے عام مسلمان، خواص اور دینی وعصری علوم کے طلبہ مستفید ہوسکیں۔

مخدوم زادہ مکرم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے خواجہ خواجگان، شیخ وقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ایماء پر بندہ کو اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔ بندہ کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس موضوع پر کچھ لکھوں، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کام شروع کیا۔ ۱۴۲۵ھ اور ۱۴۲۶ھ کی شعبان و رمضان المبارک کی تعطیلات میں بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ یہ کام مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان حضرات کی توجہ اور فرمان کی بدولت بندہ سے یہ کام لیا گیا۔

کتاب میں پہلے عقائد قطعیہ کو ذکر کیا گیا ہے، جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ ان عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بعد میں عقائد ظنیہ، یعنی ان عقائد کو ذکر کیا گیا جو دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہونے کے لئے ان تمام عقائد کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک عقیدہ کا انکار آدمی کے اہل السنۃ والجماعۃ سے خروج کا سبب بن سکتا ہے۔

عقائد کا معاملہ چونکہ انتہائی اہم و نازک ہے، بندہ نے کتاب کی اشاعت سے پہلے اکابر ومشائخ علماء کرام کی تصدیق وتوثیق کو ضروری سمجھا، کہ اس حساس اور نازک موضوع پر تنہا اپنی محنت وکاوش پر اعتماد مناسب نہیں، چنانچہ کتاب کا مسوّدہ تصدیق وتوثیق کے لئے اکابر علماء کرام و مشائخ عظام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں کس زبان سے اپنے ان بزرگوں کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود از اول تا آخر کتاب کو ملاحظہ فرما کر تصدیق وتوثیق فرمائی۔ **فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء**

بندہ، شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کا بے انتہا ممنون ہے کہ حضرت دامت برکاتہم نے اس پیرانہ سالی میں کتاب کے متعدد مقامات ملاحظہ فرمائے اور

اپنی تصدیق وتوثیق سے کتاب کومزین فرمایا۔ **فجزاہ اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء**

اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت تا دیر ہمارے سروں پر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ حضرت الشیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے از اوّل تا آخر پوری کتاب کا مطالعہ فرما کر اس کی تصدیق وتوثیق فرمائی، مفید مشورے عنایت فرمائے اور کتاب کے لئے ''پیش لفظ'' تحریر فرمایا۔ حضرت دامت برکاتہم کے مشوروں کو حکم کا درجہ دیتے ہوئے کتاب میں شامل کرلیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کے اس احسان عظیم کا بدلہ دنیا وآخرت میں عطاء فرمائے۔ آمین

بندہ دیگر اکابر علماء کرام جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم، ترجمان اہل السنۃ حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری دامت برکاتہم، محقق العصر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب اسکندر دامت برکاتہم، آیۃ الخیر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان، حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم، شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب دامت برکاتہم اور فاضل جلیل حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری دامت برکاتہم کا بھی بے حد شکر گزار ہے کہ ان حضرات نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی اوقات میں سے اس کتاب کو وقت عنایت فرمایا۔ بعض حضرات نے ساری کتاب کو اور بعض نے چیدہ چیدہ اور اہم مقامات کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی تصدیق وتوثیق کے ذریعہ کتاب پر مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا۔ **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء.**

مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ جسٹس ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بھی کتاب کا مسودہ پیش کیا گیا، حضرت نے کتاب ملاحظہ فرما کر اس کی تصدیق وتوثیق فرمائی اور کتاب کے لئے ایک وقیع مقدمہ تحریر فرمایا۔ **فجزاہ اللّٰہ تعالیٰ اوفی الجزاء .**

حضرات علماء کرام ومشائخ عظام کی تقریظات، تصدیقات اور اظہار اعتماد کے بعد یہ کتاب بحمد اللہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا ''مستند مجموعہ'' کہلانے کی حقدار ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں، عامۃ المسلمین کے لئے بالعموم اور دینی و عصری علوم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کے لئے بالخصوص مفید اور نافع بنائیں اور میرے

لئے ذخیرۂ آخرت اور صدقۂ جاریہ بنائیں۔ **وما ذلك على الله بعزيز**

میرے فاضل دوست مولانا محبوب احمد سلمہ، مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے اس کام میں میرے ساتھ بھرپور معاونت فرمائی، حوالہ جات کی تلاش اور پروف ریڈنگ میں بہت وقت صرف کیا، اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے۔

محمد طاہر مسعود

خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ورکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۶ ربیع الثانی لیلۃ الجمعۃ ۱۴۲۸ھ

رائے گرامی

شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم
خانقاہ سراجیہ کندیاں، میانوالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقیر
ابو الخلیل
خان محمد
عفی عنہ
خانقاہ سراجیہ
نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں، ضلع میانوالی
پاکستان

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابو الخلیل خان محمد عفی عنہ

اس کائنات میں انسان کی سعادت اور فرض شناسی احکام خداوندی کی اتباع میں ہے۔ احکام خداوندی میں بعض کا تعلق عقائد سے اور بعض کا اعمال سے ہے۔ عقائد کی اہمیت اعمال سے کئی گنا زیادہ ہے، کیونکہ ابدی نجات کا مدار عقائد ہیں۔ عقائد کے بغیر اعمال جسم بے روح ہیں۔ عمل کی کوتاہی اور فروگزاشت سے چشم پوشی کی بفضلِ حق جل شانہٗ امید ہو سکتی ہے لیکن عقیدہ کی باز پرس معاف نہیں ہوگی۔

ہر دور میں اسلامی عقائد کے صحیح ترجمان وحاملین اور جادہ حق واعتدال کے پیروکار اہل السنۃ والجماعۃ رہے ہیں۔ افراط وتفریط سے اپنا دامن بچا کے سلف صالحین سے وابستگی کو اپنا شعار اور راہِ نجات تصور کیا۔

زمانۂ حاضر کی ایمان سوز فضاؤں میں عقائد کی درستگی کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ عالم اسلام کو اس وقت عالمی ارتداد کا سامنا ہے، جدید اسلامی فکر، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے عنوان سے زندیقیت والحاد کی راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ ایسے پُرسوز حالات میں اکابر اہل السنۃ والجماعۃ سے نظریاتی وابستگی کا اہتمام انتہائی اہم ہے۔

میری یہ خواہش رہی ہے کہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا ایک ایسا مجموعہ تیار ہو جو ہر طبقۂ فکر کے لئے یکساں مفید ہو، بالخصوص خانقاہ سے وابستہ حضرات کی اعتقادی رہنمائی عمدہ انداز میں ہو، وہ اعتقادی طور پر کسی بے احتیاطی کا شکار نہ ہوں۔

عزیزی مولوی خلیل احمد صاحب سلمہٗ نے اس عظیم کام کے لئے ہمارے مکرم مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب سلمہٗ، مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا کو منتخب فرمایا۔ انہوں نے ماشاء اللہ اس کو بڑی ہی خوبی اور عمدگی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ عقائد مسلمہ کو مدلّل و باحوالہ مرتب کیا ہے۔ اس سے اہل علم بھی مستفید ہوں گے۔ میں ان ہر دو حضرات کو اس عظیم جدوجہد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس مجموعہ کو ہر طبقۂ فکر تک عام کیا جائے۔ دینی مدارس کے طلباء کو اہتمام سے اس کی تعلیم کرائی جائے۔ سکول و کالجز اور دیگر شعبوں سے وابستہ مسلمانوں کو بھی اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے وابستہ حضرات کو بالخصوص تاکیدی گزارش ہے کہ اپنے عقائد کی حفاظت اور درستگی کے لئے اس مجموعہ کو حرزِ جاں بنائیں۔ غور و خوض سے مطالعہ فرمائیں۔ اپنی اولاد کو بھی انہیں عقائد پر کاربند فرمائیں۔ ان شاء اللہ یہ صراطِ مستقیم دنیوی و اخروی فلاح کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ عزیزی مولوی خلیل احمد صاحب سلمہٗ اور مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب سلمہٗ کی اس سعیٔ عظیم کو قبول فرما کر دارین کی ترقیات کا ذریعہ بنائے۔ گم گشتہ راہ ہدایت کے لئے ذریعہ رہنمائی اور فلاح بنائے۔

والسلام

فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ

۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

رائے گرامی

فخر السادات، جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد ارشد مدنی صاحب مدظلہم
ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند، انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

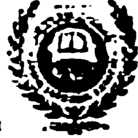
راقم الحروف نے مفتی محمد طاہر مسعود صاحب کی تصنیف ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' کو کہیں کہیں سے دیکھا اور اسم با مسمّٰی پایا۔ یہ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ اس کتاب کو خواص و عوام کے لئے مفید تر بنائے اور اپنی قبولیت سے نوازے۔ آمین

مدنی منزل دیوبند
۱۳/۳/۲۷ھ

ارشد مدنی
مدنی منزل، دیوبند
۱۴/ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ

پیش لفظ

شیخ المحدثین، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا **سلیم اللہ خان صاحب** مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

JAMIA FAROOQIA  الجامعۃ الفاروقیۃ
P.O. Box 11030, KARACHI 25, P.C. 75230 PAKISTAN

الحمد لله و كفىٰ و سلام على عباده الذين اصطفىٰ و بعد بسم الله و به بدينا

اللهم لو لا انت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا ونحن عن فضلك ما استغنيا
ان الاولى قد بغوا علينا وبالصياح عولوا علينا
واذا ارادوا فتنة ابينا ابينا

انسان کے پاس اپنا کچھ نہیں ہے۔ وجود اس کا اپنا نہیں، عقل و دانش، علم و فہم اپنا نہیں، سننے دیکھنے اور بولنے کی طاقت اپنی نہیں، یہ سب عطیۂ خداوندی ہے۔ اس مسکین کے پاس بس عدم ہے اور یہ عدم بھی اللہ بزرگ و برتر کے ارادے اور مشیت کے تابع ہے، یہ عدم کا بھی مالک نہیں۔

درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کا انعام و احسان ہے کہ اس نے انسان کو ان قیمتی نعمتوں سے نوازا ہے۔ عقل کا فیصلہ ہے کہ انعام کرنے والے محسن کا شکر لازم اور ضروری ہے اور ایسا منعم جس نے اتنی فراوانی کے ساتھ بے شمار، بے اندازہ نعمتیں دی ہوں، اس کا شکر تو ہر محسن و منعم سے زیادہ لازم اور ضروری ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شکر ادا کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ خداوند قدوس کی ذات اور صفات سے متعلق عقیدہ صحیح ہو کہ وہی احد و صمد ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ وہی ہمارا اور سب کا خالق و مالک ہے۔ وہی پالنے والا، روزی دینے والا ہے، وہی مارنے والا اور جلانے والا ہے۔ بیماری،

تندرستی، امیری، غریبی، نفع ونقصان صرف اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ ساری مخلوق اسی کی پیدا کی ہوئی ہے، سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، اس تخلیق میں کوئی اس کا شریک یا مشیر نہیں۔ نہ اس کے حکم کو کوئی پلٹ سکتا ہے، نہ اس کے کاموں میں کسی کے دخل کی گنجائش ہے۔ وہ مالک الملک ہے احکم الحاکمین ہے، لہٰذا ضروری ہے اس کے ہر حکم کو مانا جائے اور اس کے حکم کے مقابلے میں کسی دوسرے کا حکم ہرگز نہ مانا جائے، چاہے وہ حاکم وقت ہو یا ماں باپ ہوں یا قبیلے والے یا اپنے دل کی خواہش ہو۔ لا الٰہ الا اللہ ہمارا اقرار واعلان ہو، لا الٰہ الا اللہ ہمارا اعتقاد وایمان ہو۔ لا الٰہ الا اللہ ہمارا عمل اور ہماری شان ہو، یہی عقیدہ دین کی اصل بنیاد ہے، تمام انبیاء کا سب سے پہلا اور اہم سبق ہے۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان میں موجود ہے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں ہو تو لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا بھاری رہے گا۔ یہ فضیلت اور وزن اس لئے ہے کہ اس کلمے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد واقرار ہے۔ اسی کی عبادت اور بندگی کرنے کا، اسی کے حکموں پر چلنے کا، اسی کو مقصود ومطلوب بنانے کا، اسی سے لو لگانے کا فیصلہ اور معاہدہ ہے اور یہ ایمان واسلام کی روح ہے۔ حدیث میں ہے:

> لوگو! اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا، ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ فرمایا، لا الٰہ الا اللّٰہ کثرت سے پڑھا کرو۔

(مسند احمد، جمع الفوائد)

وہ اللہ زندہ ہے، علم والا ہے، قادر اور متکلم ہے، ارادے والا اور سننے دیکھنے والا ہے، ایجاد اور تکوین اس کی صفت ہے، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، عزت وہ دیتا ہے اور ذلت بھی وہی دیتا ہے۔

''محمد رسول اللّٰہ'' کلمے کے اس جزء میں حضرت محمد ﷺ کے رسولِ خدا ہونے کا اقرار اور اعلان ہے، جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ آپ نے جو کچھ بتلایا اور خبریں دیں وہ سب صحیح اور درست ہیں، مثلاً قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا، فرشتوں کا ہونا، قیامت کا آنا اور مردوں کا پھر سے زندہ ہونا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں جانا وغیرہ۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کی ہر بات کو مانا جائے، اس کی تعلیم وہدایت کو اللہ کی تعلیم اور ہدایت سمجھا جائے اور اس کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کرلیا جائے۔ اگر کوئی کلمہ تو پڑھتا ہو لیکن اس نے یہ فیصلہ نہ کیا کہ میں آپ کی بتلائی ہوئی ہر بات کو بالکل برحق اور اس کے خلاف تمام باتوں کو غلط یقین کروں گا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت اور حکموں پر

چلوں گا تو ایسا آدمی مومن مسلمان نہیں۔کلمہ دراصل ایک عہد اور اقرار ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کو خدائے برحق اور معبود و مالک مانتا ہوں اور دنیا و آخرت کی ہر چیز سے زیادہ اسی سے محبت اور تعلق رکھوں گا اور حضرت محمد ﷺ کو رسولِ برحق تسلیم کرتا ہوں اور ایک امتی کی طرح ان کی اطاعت اور پیروی کروں گا اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا۔

عقائد کا معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔عقیدہ دینِ اسلام کی اصل ہے اور عمل اس کی فرع ہے۔اگر عقیدہ درست نہیں تو دوزخ کا دائمی عذاب ہوگا، عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید ہے، چاہے ابتداء ہی میں ہو جائے یا سزا بھگتنے کے بعد۔

ان العقائد کلها اسّ لاسلام الفتی
ان ضاع امر واحد من بتهن فقدغوی

زیر تبصرہ کتاب میں مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب زاد فضلہم نے عقائد کو تفصیل کے ساتھ مدلّل و مبرہن انداز میں تحریر فرمایا ہے۔اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے ساتھ فرق ضالہ کے عقائد اور کفار کے عقائد کو بھی کتاب میں شامل کیا گیا۔احقر نے از اول تا آخر اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور بعض مقامات پر مشورے بھی دیئے ہیں۔میرے خیال میں یہ کتاب مفصل اور مدلّل ہونے کی وجہ سے عوام و طلبہ کے علاوہ علماء کے لئے بھی قیمتی اثاثہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سعی کو مبارک بنائیں اور حسنِ قبول سے سرفراز فرمائیں اور مصنف علام کے لئے صدقہ جاریہ اور عوام و خواص کے لئے زیادہ سے زیادہ استفادے کا ذریعہ بنائیں۔آمین یا رب العالمین۔

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

رئیس وفاق المدارس العربیہ والجامعات الاسلامیہ پاکستان

وصدر جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۴ر ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ / ۵ر جنوری ۲۰۰۷ء، یوم الجمعہ

رائے گرامی

آیۃ الخیر، فاضل اجل، جامع المحاسن
حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

Muhammad Hanif Jalandhry

- President: Jamia Khair-ul-Madaris Multan, Pakistan
- Sec. General: Wifaq-ul-Madaris-al-Arabia Pakistan
- Sec. Coordination: Ittihad Tanzimat Madaris-e-Deenia Paksitan
- Chairman: Punjab Quran Board, Govt. Punjab.
- Editor in-chief: Monthly "AL-KHAIR" Multan
- Chairman: Al-Khair Public School Multan

محمد حنیف جالندھری

- صدر — جامعہ خیر المدارس ملتان
- ناظم اعلیٰ — وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- رابطہ سیکرٹری — اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان
- چیئرمین — پنجاب قرآن بورڈ پاکستان
- چیئرمین — الخیر پبلک سکول
- مدیر اعلیٰ — ماہنامہ الخیر

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اعمال صالحہ مقبولہ عند اللہ کی بنیاد عقائد صحیحہ پر استوار ہوتی ہے۔ بدعقیدہ شخص کا عمل ظاہرا کتنا خوشنما کیوں نہ ہو، حق جل شانہٗ کی بارگاہ میں مردود و مطرود ہے۔ قیامت کے دن نجات کا دارومدار بھی اعمال پر نہیں، عقائد پر رکھا گیا ہے، اس لئے عقائد کا معاملہ اعمال سے زیادہ نازک ہے۔ عمل میں غلطی کی سزا عقیدے میں غلطی کی نسبت خفیف ہے اس لئے ہر مسلمان کو اعمال کے ساتھ عقائد کی تصحیح کا اہتمام لازم ہے۔

آج کل بیشتر مسلمان اپنے بچوں کو ایسے سکولوں، کالجوں اور تعلیمی اداروں میں تعلیم دلواتے ہیں جہاں عقائد دینیہ اور احکام شرعیہ کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے، بلکہ اس کے برعکس عقائد دینیہ پر رفتہ رفتہ ایسی بجلیاں گرائی جاتی ہیں کہ عقائد کی پوری عمارت خاکستر ہو جاتی ہے اور ایمان یا اسلام برائے نام رہ جاتا ہے۔ ایسے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والوں کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ نکاح کے وقت ان کی عقائد کی تفتیش بھی کی جائے اس لئے کہ ان میں سے بیشتر کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم نے کسی جگہ لکھا ہے کہ میں جب کالج میں پڑھتا تھا تو آنحضرت ﷺ کو دنیا کے دوسرے لیڈروں کی طرح ایک لیڈر سمجھتا تھا، اگر مجھے فراغت کے بعد اہلِ حق کی صحبت ورہنمائی میسر نہ آتی اور میرا خاتمہ اسی عقیدے پر ہوتا تو میری موت کفر پر آتی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ایک پیغمبر کو لیڈر سمجھنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ مزید لکھا کہ میں کیا، سکول و کالج میں پڑھنے والوں کی اکثریت اسی طرح کے کفریہ عقائد میں مبتلا ہوتی ہے۔

اس لئے تمام اہلِ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے عقائد کی تصحیح کے لئے کتاب وسنت کا ضروری علم اور اہلِ حق کی مجالست ومصاحبت اختیار کریں۔

برادرم محترم حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب زید مجدہم کی تألیف ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' عقائدِ اسلامیہ کو جاننے کے لئے نہایت موزوں ومناسب ہے، جس میں نہ صرف اہلِ اسلام، اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد لکھے گئے ہیں بلکہ وبضدها تتبین الاشیاء کے قاعدے کے تحت، دیگر مذاہب باطلہ وفرق ضالہ کے عقائد بھی باحوالہ درج کئے گئے ہیں۔ یہ تألیف نہ صرف سکول وکالج کے طلبہ وطالبات بلکہ دینی مدارس کے طلبہ وطالبات اور عوام کے لئے بھی نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم مفتی صاحب کی اس تألیف کو قبولیت خاصہ اور مقبولیت عامہ نصیب فرمائیں۔ آمین یارب العلمین!

والسلام

محمد حنیف جالندھری

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴ر صفر ۱۴۲۸ھ/۴ر مارچ ۲۰۰۷ء

رائے گرامی

محقق العصر، ترجمان اہل السنۃ، حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہم

مدیر دوماہی زمزم، غازی پور، یوپی، انڈیا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا، پاکستان کی تالیف کردہ کتاب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا، فہرست پر تفصیلی نظر ڈالی، بلاشبہ یہ اپنے موضوع پر بڑی جامع کتاب ہے۔ اکابر علمائے دیوبند کی تقاریظ نے اس کتاب کو موثوق بہ بنا دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کا فیض عام کرے۔ زبان و بیان سادہ، عام فہم اور مدلل ہے، کم استعداد طلبہ اور عوام بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

فقط

محمد ابوبکر غازی پوری

۲۶ مئی ۲۰۰۷

محمد ابوبکر غازی پوری

۲۶ مئی ۲۰۰۷ء

رائے گرامی

امام اہل السنۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہم

نحمدهٗ و نصلي و نسلم علٰى رسوله الكريم. امابعد:

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں انسان کا مقصد تخلیق معرفتِ الٰہیہ ہے۔ اور معرفتِ الٰہیہ تک رسائی عقائد وافکار کی صحت کے بغیر ممکن نہیں۔ عقائد وافکار کی صحت ہی معرفتِ الٰہیہ تک رسائی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اسی پر اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا مدار ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ۔ بحالت ایمان عملِ صالح کرنے والے کی کوشش کی عنداللہ ناقدری نہ ہوگی اور ایمان نام ہی عقائد وافکار کی صحت کا ہے۔

اسلامی تاریخ کے اندر عقائد اسلامیہ پر تین طرف سے یلغار ہوئی۔ پہلی یلغار مذاہب سماویہ (یہود ونصاریٰ) کی طرف سے تھی، جن کے جملہ اعتراضات واشکالات کا جواب خدا تعالیٰ قرآن حکیم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرامین میں دے چکے تھے، جن کی صداقت سے متاثر ہو کر یہود ونصاریٰ کے بیشتر اصحابِ علم دولتِ ایمان سے سرفراز ہو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے علماءِ یہود ونصاریٰ کا قبولِ اسلام اس حقیقت کی واضح وبیّن شہادت ہے۔

عقائد اسلامیہ پر دوسری یلغار یونانی فلسفہ کی طرف سے ہوئی جس نے انسانی قلوب و اذہان کو عقلی بحثوں میں الجھا کر رکھ دیا۔ اور اس طرح اسلامی عقائد کو مجروح کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ حضرت امام ابوالحسن علی اشعری، حضرت امام ابومنصور ماتریدی، حضرت امام فخرالدین رازی اور حضرت امام ابوحامد محمد الغزالی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اسلافِ امت نے اس خوفناک یلغار کو روکا، اور اسی طرز میں ان کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی عقائد کا تحفظ کیا۔

اسلامی عقائد پر تیسری یلغار اسلام کے اندر پیدا ہونے والے ان باطل گروہوں کی طرف سے تھی جنہوں نے بعض منصوص عقائد کی خودساختہ تعبیر وتشریح کر کے ان کی روح اور

مقصد کو فنا کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ ان باطل گروہوں کی نشاندہی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی زبانِ نبوت سے فرما چکے تھے اور خبر دے چکے تھے کہ میری امت کے اندر ۷۳ فرقے پیدا ہوں گے۔ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ ۔سارے جہنمی ہوں گے صرف ایک ان میں ناجی اور جنتی ہوگا۔اور ناجی فرقہ کا نام آپؐ نے اہل السنۃ والجماعۃ بتایا۔(الملل والنحل بعلامہ عبدالکریم شہرستانیؒ، جلد۱، ص۲۰)

اس فرمانِ نبویؐ کی روشنی میں اسلافِ امت نے ان باطل گروہوں کے مقابلہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے اسی نام وعنوان کو اختیار کیا، اور اسی نام وعنوان سے ان کے افکارِ باطلہ کا ردّ کیا۔ اسی عنوان سے اہلِ حق کے عقائد ونظریات مرتّب کئے گئے اور ہر دَور کے تقاضوں کے مطابق مختلف زبانوں اور زمانوں میں ان پر کتابیں تالیف کر کے ان کی حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

برصغیر پاک و ہند کے اندر گزشتہ چار صدیوں میں بیشمار فتنوں نے جنم لیا۔ اہلِ اسلام کے اندر جاہل وخودغرض مذہبی پیشواؤں کی وجہ سے شرک و بدعت کو فروغ ملا۔قبر پرستی کا رُجحان پیدا ہوا۔اَن گنت غیر شرعی رسومات نے جنم لیا اور فکری بدعقیدگی نے امتِ مسلمہ کی وحدت وقوت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ختم نبوت، حجیت حدیث، حجیت سنت، حجیت تقلید، حقانیت معجزات و کرامات، عظمتِ صحابہؓ واہلِ بیتؓ اور عصمت انبیاء کرامؑ جیسے منصوص واجماعی عقائد سے انکار کر کے گمراہی کی نئی راہیں کھولی گئیں۔

ان حالات میں امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سراج الہند حضرت امام شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم بزرگانِ امت نے تمام تر صعوبتیں برداشت کر کے اہل السنۃ والجماعۃ کے متواتر ومتوارث عنوان اور عقائد کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔اور اِن کے بعد ان کے حقیقی علمی وروحانی ورثاء اکابرینِ دیوبند نے یہ ذمہ داری کما حقہ نبھائی، اور ان کی جدوجہد کے اسی پہلو نے انہیں دیگر تمام گروہوں سے ممتاز رکھا۔ بلا مبالغہ اس دَور میں اہل السنۃ والجماعۃ کے متواتر و متوارث عقائد ونظریات کی حفاظت کے لئے بزرگانِ دیوبند کی نظیر ومثال تلاش کرنا مشکل ومحال ہے۔انہوں نے اپنی تمام تر ذہنی وفکری اور علمی وعقلی صلاحیتیں اس جدوجہد میں صَرف کر دیں کہ اہل السنت والجماعت کے متواتر ومتوارث عقائد وافکار میں کسی قسم کا کوئی تغیر وتبدل رونما نہ ہونے پائے۔حتیٰ کہ اگر اِس جدوجہد میں ان کے بعض اپنے بھی ان کی راہ میں حائل ہوئے تو

انہوں نے ان اپنوں کو بھی اپنی صفوں سے علیحدہ کرنے اور خود سے الگ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی، جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

اسلافِ دیوبند کی اسی مخلصانہ، دیانتدارانہ اور ذمہ دارانہ جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ آج ہم پورے یقین و وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس بحمد اللہ تعالیٰ عقائد اہلِ سنت بعینہٖ اسی حالت میں اور اُسی تعبیر وتشریح کے ساتھ موجود ہیں، جس حالت اور جس تعبیر وتشریح کے ساتھ قرنِ اوّل اور قرنِ ثانی کے مسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ اور بزرگانِ دیوبند کے علمی و روحانی وارث تا قیامت ان شاء اللہ العزیز عقائد اہلِ سنت کی حفاظت کا یہ فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔

خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب زیدمجدہم شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا کو، کہ انہوں نے اپنے اسلاف کی اس روایت کو زندہ رکھتے ہوئے زیرِتقریظ کتاب ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' تالیف فرمائی۔ اصلاحِ عقائد کے لئے ان کی یہ بےنظیر کاوش فکرِ اسلاف کی حقیقی ترجمان ہے، اور اس میں ان کا طرزِ بیان عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ اس میں عقائد کی بحث سے قبل ایمانیات، کفر اور شرک پر جو مدلّل اور مفید بحث کی گئی ہے، اس سے قاری کے لئے عقائد کی اہمیت اور اُن سے انکار وانحراف کے نتائج اخذ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے اور مقصد تک ذہنی رسائی مشکل نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ اسلام کے مقابل مذاہب (یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس و قادیانی وغیرہ) اور اہل السنۃ والجماعۃ سے متصادم گروہوں (روافض وخوارج، معتزلہ، جبریہ، قدریہ، کرامیہ، آغاخانی، ذکری وغیرہ) پر بھی مختصر مگر ضروری بحث کی گئی ہے، تاکہ اسلامی عقائد کے ساتھ ساتھ ان باطل مذاہب اور فرقوں کی حقیقت بھی قاری پر اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اس کتاب کی سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ کتاب کے اندر مذکور ومنقول عقائد کا اصل مأخذ پورے متن کے ساتھ حاشیہ میں دے دیا گیا ہے، تاکہ اصحابِ علم وذوق کے لئے اصل کتب ومأخذ کی طرف مراجعت آسان ہو۔

عصرِ حاضر کی ضرورت اور تقاضوں کے مطابق اہلِ حق کے لئے یہ ایک نادر ونایاب تحفہ ہے۔ اربابِ مدارس کو یہ نصاب میں شامل کرنی چاہئے اور ملک کے اندر فہم قرآن وسنت کے عنوان اور حوالہ سے اصلاحی وتربیتی کورسز منعقد کرنے والے اداروں کو بھی چاہئے کہ وہ اس کتاب کو اپنے کورسز میں شامل کریں۔ خدا تعالیٰ حضرت مفتی طاہر مسعود صاحب زیدمجدہم کی اس

خالص دینی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خلق کی عمومی ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم.

عبدالحق خان بشیر

امیر پاکستان شریعت کونسل پنجاب

شیخ مکرم سیّدی وسندی ومرشدی ومولائی حضرت والد محترم، امام اہلِ سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہٗ نے مکمل کتاب سماعت فرمائی اور ناچیز کو اس پر ان کی طرف سے تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان کے حکم کی تعمیل میں مذکورہ چند سطور تحریر کیں۔ اس پوری تحریر کو سن کر حضرت شیخ مدظلہٗ نے اس پر دستخط فرمائے۔

بندہ عاجز، ضعیف وکمزور اور بیمار ہے، اس تحریر کی پوری پوری تائید کرتا ہے۔

ابوالزاہد محمد سرفراز

۱۵-۱۲-۲۰۰۸ یوم الاحد ۱۶ / ۱۲ / ۱۴۲۹ھ

ابوالزاہد محمد سرفراز

یوم الاحد ۱۶/ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ/ ۱۵/دسمبر ۲۰۰۸ء

رائے گرامی

مفکر اسلام، جامع المحاسن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث و نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد: برادرِ عزیز و گرامی قدر جناب مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب زید مجدہم کی تالیف لطیف ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' نظر سے گذری۔ پوری کتاب پڑھنے کی تو مہلت نہ ملی، لیکن معتد بہ حصہ دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اور یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ بفضلہ تعالیٰ مؤلف موصوف نے بڑی محنت اور استیعاب کے ساتھ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد مستند کتب کے حوالوں سے جمع فرمائے ہیں۔ آج، جبکہ طرح طرح کے نظریات لوگوں میں پھیل گئے ہیں، ان تمام مسائل کو جمع کرنا ایک اہم ضرورت تھی، جسے اِس کتاب نے بڑی حد تک پورا کیا ہے۔ خاص طور سے دینی مدارس کے طلبہ کے لئے یہ کتاب ان شاء اللہ نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس کی بہترین جزا دنیا و آخرت میں عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

البتہ یہ بات اس کتاب کے مطالعے کے دوران پیش نظر رہنی چاہئے کہ عقائد کے مختلف درجات ہیں۔ بعض عقائد ایسے ہیں جن کا انکار موجب کفر ہوتا ہے، بعض کے انکار سے چاہے کفر کا فتویٰ نہ ہو، مگر گمراہی ضرور ہوتی ہے، اور بعض کا انکار محض غلطی ہے۔ اس کتاب میں چونکہ تمام عقائد کا استقصاء مقصود ہے، اس لئے تمام عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز بعض ایسی باتیں بھی اس میں آگئی ہیں جن کا تعلق عقیدے سے زیادہ واقعے سے ہے، مثلاً جنات کی عمروں کا لمبا ہونا یا شرقی دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں مینار کی تعیین وغیرہ۔

ان اُمور کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان شاء اللہ! اس کتاب کا مطالعہ یا تدریس مفید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے نفع کو عام اور تام فرمائیں۔ آمین ثم آمین

بندہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۷ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

رائے گرامی

مبلغ اسلام، قاطع الشرک والبدعۃ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ تعالیٰ
المدرس بالمسجد الحرام، مکۃ المکرمہ زادھا اللہ شرفاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(MOHAMMAD MAKKI HIJAZI)
Scholar In Masjid El Haram

(محمد مكي حجازي)
المدرس بالمسجد الحرام

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ من لانبی بعدہ

آج مؤرخہ ۲۰/۱۲/۱۴۲۹ھ مسجد الحرام مہبط الوحی ومشرق الوریٰ میں صاحبزادہ خلیل احمد خلف الرشید والدی وشیخی خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کے واسطہ سے فضیلۃ الشیخ محمد طاہر مسعود شیخ الحدیث ومفتی جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا کی تالیف ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' نظر نواز ہوئی۔ موسم حج کی مصروفیات کی بنا پر مطالعہ کتاب کاملاً ممکن نہ تھا۔ عنوانات اور بعض مقامات پر نظر ڈالی۔ الحمدللہ! آپ کی تحقیق، اندازِ بیان وسلاست زبان پر قلبی مسرت ہوئی۔ دین اسلام اور ادیان سماویہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اساس وبنیاد عقیدہ ہے۔ اسی لئے علما کرام الاصول الثلاثہ یا الایمان بالثلاثیات پر مدلّل محنت فرماتے ہیں۔ جیسے مشہور قول ہے کہ دین کا خلاصہ صرف دو ہیں: ''العظمة للخالق ''، ''والشفقة على المخلوق ''، یا بقول حضرت احمد علی المغفور لہٗ لاہوری فرمایا کرتے: دین کا خلاصہ خدا کی عبادت، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور خدمت خلق کا نام ہے۔ مؤلف موصوف نے توحید میں توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید فی الاسماء والصفات پر مدلّل بحث فرما کر متلاشیانِ حق کے لئے صراطِ مستقیم واضح فرما دی ہے۔

خداوند کریم اس پرخلوص محنت کو قبول فرما کر قبولیت عامہ تامہ نصیب فرمائیں۔

موسم حج اور اس روسیاہ کی ظاہری وباطنی اعراض مانع ہیں، وگرنہ دل کی تمنا تھی کہ کتاب پر مفصل تبصرہ کرتا۔ خداوند کریم شاید نصیب فرما دیں۔

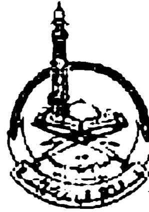
وما ذالك على الله بعزيز۔

رائے گرامی

محقق العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہم
نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Jamiat-ul-Uloom-il-Islamiyyah
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi, Pakistan



جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی ۵۔ پاکستان

Ref No. ____________ Date. ____________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰ ۃ والسّلام علی رسولہ الامین

''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' نام کے اس مجموعہ کو ہمارے ادارہ کے رفیق، ماہنامہ بینات کے مدیر اور ہمارے شیخ حضرت اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے خادمِ خاص مولانا سعید احمد جلال پوری نے اول تا آخر مطالعہ کر کے اس پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔

میں ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی تحریر سے حرف بحرف متفق ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا مفتی طاہر مسعود سلمہٗ ربہ کی اس تصنیف کو خواص وعوام کے لئے مفید بنائے اور اپنی بارگاہِ عالی میں شرف باریابی نصیب فرمائے۔ بلاشبہ اس پُرفتن دور میں ضرورت تھی کہ عام فہم اور سادہ اُردو زبان میں مسلمانوں اور نئی نسل کی ہدایت و راہنمائی کا انتظام کیا جائے اور امت کو ضلال وگمراہی سے بچایا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب اس مقصد کے لئے مفید سے مفید تر ثابت ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

عبدالرزاق اسکندر

(حضرت مولانا) عبدالرزاق اسکندر

مدیر جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

رائے گرامی

نامور محقق وادیب، فاضل جلیل حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدظلہم
مدیر ماہنامہ بینات کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

بلا شبہ دورِ حاضر شرور وفتن کا دور ہے، چنانچہ ہر روز ایک نیا فتنہ وجود میں آتا ہے اور ہر فتنہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور مہیب ہوتا ہے، جبکہ ان کی رفتار دھاگہ ٹوٹنے پر تسبیح کے گرنے والے دانوں سے زیادہ تیز اور ان کی ظلمت شبِ دیجور کی تاریکی سے بڑھ کر ہے۔

اس لئے کہ ارشاداتِ نبوت کی روشنی میں قربِ قیامت کے فتنوں میں سے ہر فتنہ اس قدر ہوش رُبا ہوگا کہ ہر فتنہ کی آمد پر مسلمان سمجھے گا کہ یہ پہلے سے بڑھ کر ہے اور یہ مجھے ہلاک کر دے گا، پھر دوسرا اور تیسرا فتنہ آئے گا، تو اس کو ہر وقت یہی خطرہ اور اندیشہ لگا رہے گا کہ یہ اسے تباہ وبرباد کردے گا۔ اس لئے جو شخص چاہتا ہو کہ اسے دوزخ سے نجات ملے اور جنت میں داخل ہو، تو اس کو اس حالت میں موت آنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔

یوں تو ہر باطل پرست اپنے معتقدات کو باعث فوز وفلاح اور ذریعہ نجات جانتا ہے، سوال یہ ہے کہ کن عقائد ونظریات پر نجاتِ آخرت کا مدار ہے؟ اس سلسلہ میں نبی امی ﷺ کی یہ ہدایت پوری پوری ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ "ما انا علیہ واصحابی" جس طریق پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں باعث نجات ہے

اس لئے ضرورت تھی کہ اُردو زبان میں اس شاہراہِ ہدایت کے خدوخال متعین کئے جائیں، اس کے خطوط کی نشاندہی کی جائے اور جادہ مستقیمہ سے ہٹ کر ضلالت وگمراہی کی پگڈنڈیوں، آئمہ ضلالت کی حقیقت حال اور ان کے نام نہاد ادیان و مذاہب کی راہنمائی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے خانقاہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین، رشد وہدایت کے امام،

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کو، جنہوں نے اپنی خصوصی توجہ سے صاحبزادہ گرامی جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلمہٗ اور فاضل محقق مولانا مفتی طاہر مسعود شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کو اس طرف متوجہ کیا اور مفتی صاحب موصوف نے کمال حزم واحتیاط اور گہری تحقیق سے یہ کتاب مرتب فرمائی۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء.

اس کا خصوصی واختصاص یہ ہے کہ اسے نہایت عام فہم اور رشستہ اُردو زبان میں مدوّن کیا گیا ہے، اور کوئی بات بھی بلاحوالہ نہیں، بلکہ ہر ہر اسلامی عقیدہ کو قرآن وسنت، اجماع امت، اور اکابر اسلاف کے علم وتحقیق کے حوالوں سے مبرہن کر کے ایک مستند عقیدہ کی کتاب بنادیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے قدیم وجدید فرقوں، ان کے بانیوں اور اسلام سے متصادم ان کے باطل نظریات ومعتقدات کو بھی اسلاف امت کی تحقیقات وتصریحات کی روشنی میں ذکر کیا ہے۔

راقم الحروف نے بحمد للہ! از اوّل تا آخر اس مقدس صحیفہ کی حرف بحرف خواندگی کا شرف حاصل کیا ہے، اس لئے میں بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب عام مسلمانوں، اسکول وکالج اور دینی مدارس کے طلبہ کے لئے بے حد مفید اور ان کے دین وعقیدہ کے تحفظ کے لئے تریاق کا کام دے گی۔ اگر وفاق المدارس کے ارباب حل وعقد اس کو وفاق المدارس کے نصاب میں شامل فرمالیں تو ان شاء اللہ طلباء وطالبات نہ صرف ذہنی اور فکری انتشار سے محفوظ رہیں گے، بلکہ باطل پرستوں کے اغواء واضلال سے بھی محفوظ رہیں گے اور ان کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب زید علمہ کو اس گراں مایہ خدمت پہ اپنی بارگاہ سے بیش از بیش جزائے خیر عطا فرمائے اور اس صحیفہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما کر اُمت اور نئی نسل کی ہدایت وراہنمائی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

واللّٰہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

یکے از خدام حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

سعید احمد جلال پوری

مدیر ماہنامہ بینات کراچی

۱۳ر صفر ۱۴۲۸ھ

رائے گرامی

حکیم العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہم
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑپکا

Abdul Majeed
Shaikh-ul-Hadees & Raes ul Mudarseen
Jamia Islamia Bab-ul-Uloom (Regd)
Kahror Pacca Distt. Lodhran
342983
١٤٢٨



0608-342854 گھر
342983 دفتر

عبدالمجید

مکرم ومحترم مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

آپ کی کتاب عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کا مطالعہ کرنے کی توفیق ہوئی، واقعی نہایت مفید مجموعہ ہے۔ کوئی بات قابلِ اصلاح نظر نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ کتاب کے مندرجات پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہوں۔

عبدالمجید عفی عنہ

۳۰ محرم الحرام ١٤٢٨

19 فروری ۲۰۰۷

رائے گرامی

مفکر اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی صاحب مدظلہم
شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

Jamia
Miftah-ul-Uloom Sargodha
CHOWK SATELLITE TOWN SARGODHA PAKISTAN



جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا
چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا پاکستان

نحمده تبارك و تعالىٰ و نصلي و نسلم علی رسوله الكريم
وعلی آله و اصحابه و اتباعه اجمعين

حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کی تصنیف عقائد اسلامیہ کے حوالہ سے نظر سے گزری اور بہت خوشی ہوئی کہ آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عام فہم انداز میں اسلامی عقائد کی تشریح کی ہے جو جدید تعلیم یافتہ حضرات بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات کے لئے بطورِ خاص مفید ہے۔ اسلامی عقائد کے حوالہ سے ہر دور میں نت نئے مسائل اور اشکالات جنم لیتے رہے ہیں اور اس دور کے علماء کرام نے ان مسائل اور اشکالات کی روشنی میں عقائد کی تعبیر و تشریح کی ہے۔ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کی یہ کوشش بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، جس میں انہوں نے عقائد کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ضروری دلائل کو بھی باحوالہ شامل کر دیا ہے، جس سے اس کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ یہ آج کے دور کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہے۔

فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے استفادہ اور مصنف کے لئے سعادت دارین کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا رب العلمین

ابو عمار زاہد الراشدی
سرپرست جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

مقدمہ

مفکر اسلام، حضرت العلام
مولانا علامہ جسٹس ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہم پی۔ ایچ۔ ڈی لندن

دینِ اسلام میں عقائد کی اہمیت

دینِ اسلام میں عقائد و اعمال اور اخلاق و معاشرت خیالات اور ضروریات پر مبنی نہیں، یہ دین کی اپنی مستقل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اعمال و اخلاق میں تو کہیں کہیں وسعت کی راہیں بھی کھلی ہیں لیکن عقائد میں صحیح بات صرف ایک ہی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ دونوں طرف کے متوازی عقائد درست تسلیم کر لئے جائیں. عقائد ایسی گرہیں ہیں جو ایک ہی جگہ لگتی ہیں اور ایک ہی جگہ کھلتی ہیں۔ عقائد کے اختلاف کو اصولی اختلاف کہا جاتا ہے اور اعمال کے اختلاف کو فروعی اختلاف کہتے ہیں۔

یہ بات اسلامی عقائد میں قطعی ہے کہ اللہ کے ہاں دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ دوسرے سب ادیان بھی اپنی اپنی جگہ صحیح ہوں اور وہ بھی اپنے نظریات پر چل کر آخرت میں نجات پالیں۔ نجات حضور ﷺ پر ایمان لائے بغیر کسی کی نہ ہو پائے گی۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن بھیجا تو انہیں اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے کہا۔ اگر وہ ادیان اپنی اپنی جگہ خود لائق نجات ہوتے تو انہیں دینِ اسلام کی دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی۔

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ بعث معاذاً الی الیمن فقال انک تاتی قوما اهل الکتاب فادعهم الی شهادة ان لا الٰه الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه فان هم اطاعوا لذلك فاعلم ان اللّٰه فرض علیهم خمس صلوات فی الیوم واللیلة

(متفق علیہ۔ مشکوۃ:۱/۱۵۵)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا، ''تم اہلِ کتاب کے پاس جا رہے ہو، انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ وہ شہادت

دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔''

امام طحاوی نے اپنے عقیدہ طحاویہ میں اسے یوں لکھا ہے:

ودین اللّٰہ فی الارض والسماء واحد وھو دین الاسلام قال اللّٰہ تعالیٰ ان الدین عند اللّٰہ الاسلام.

یہ چوتھی صدی کی آواز آپ نے سن لی، اس وقت پوری قلمرو اسلامی میں کسی نے اس سے ذرا بھی اختلاف نہیں کیا، اب اگلی صدی میں حافظ ابن حزم (۴۶۳ھ) سے سنئے:

الاسلام دین واحد وکل دین سواہ باطل. (المحلیٰ: ۱/۱۰۴)

حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) نے اپنے دور میں اسے اس طرح پیش کیا:

من لم یقر باطنا وظاھرا ان اللّٰہ لا یقبل دینا سوی الاسلام فلیس بمسلم. (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۷/۴۶۳)

ترجمہ: جس نے دل سے اور زبان سے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی دین ماسوائے اسلام لائق قبول نہیں، وہ (باوجود اقرار توحید و رسالت) مسلمان نہ مانا جائے گا۔

اس سے واضح ہوا کہ نظریہ وحدت ادیان کے قائلین باوجود اپنے دعویٰ اسلام کے خود مسلمان نہیں رہتے، اخروی نجات کے لئے رسالتِ محمدی کا اقرار ہر حال میں ضروری ہے۔

اب مسلمانوں میں پھیلنے والے اختلافات پر بھی ایک نظر کریں:

مسلمانوں میں عقائد کے اختلاف زمانہ تابعین میں پھوٹے اور معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، جبریہ اور روافض وخوارج کی تحریکیں بڑے زور سے چلیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں گیا۔ صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین کہلائے، جو صحابہؓ کے نقش قدم پر نہ چلے وہ تابعین نہیں سمجھے جاسکتے۔ صحابہؓ کے نقشِ پا چھوڑنے والوں کو اہلِ بدعت کہا گیا ہے، صحابہؓ کی لائن پر چلنے والوں نے اہل السنۃ کا نام پایا۔ اس زمانے میں بس یہ دو ہی نام تھے: ۱۔ اہل سنت ۲۔ اہل بدعت۔

امام ابن سیرین (۱۱۰ھ) کا یہ جملہ اس عہد کا اس طرح پتہ دیتا ہے:

فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدعۃ فلا

یوخذ حدیثھم۔(صحیح مسلم:۱/۱۱۱)

ترجمہ: سو اہل السنۃ رواۃ حدیث کو دیکھا جائے اور ان کی حدیث لے لی جائے اور اہل بدعت راویوں کو پہچانا جائے اور ان کی روایت کردہ احادیث نہ لی جائیں۔

معلوم ہوا کہ ان دنوں اصحاب الحدیث اور رواۃ حدیث بطور فرقہ اہل سنت ہی کہلاتے تھے، اہل حدیث فقط ان کا ایک علمی امتیاز تھا کہ یہ اس فن کے شناور ہیں، بطور فرقہ یہ کسی گروہ کا نام نہ تھا، آج کا اہل حدیث فرقہ کہیں ان دنوں موجود نہ تھا۔ اہل السنۃ اور اہل بدعت ہی دو متقابل الفاظ ملتے تھے، ان دنوں اہل بدعت زیادہ تر بدعت فی العقائد کے مجرم تھے آج کے اہل بدعت، بدعت فی الاعمال سے پہچانے جاتے ہیں۔

یہ بات واضح ہے کہ اس پہلے دور میں اہل بدعت مختلف انواع میں سامنے آئے اور یہ سب مستقل فرقے بنے اور اہل السنۃ سب ایک ہی رہے۔ ان میں گو کئی فروعی اختلاف بھی رہے مگر عقائد میں یہ سب ایک ہی رہے اور انہوں نے اپنا صرف ایک ہی نام رکھا، یہ نام اہل السنۃ رہا، عقائد میں ان کی ایک ہی تعلیم تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی فرقہ ناجیہ کی یہی پہچان بتائی تھی کہ وہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ رہیں گے کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ نہ جائیں گے۔ ''ما انا علیہ واصحابی'' سے ان کی پہچان بتادی گئی تھی۔

اہل سنت کے فروعی اختلاف میں گروہ بندی نہ تھی

مذہب رستے کو کہتے ہیں فرقے کو نہیں، سو مذاہب کا اختلاف کوئی فرقہ بندی نہ تھا، یہ سب نیک بخت مسلمان تھے اور چاروں ایک تھے۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

ومعلوم ان اھل المذاھب کالحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ والحنبلیۃ دینھم واحد وکل من اطاع اللہ ورسولہ منھم بحسب وسعۃ کان مومنا سعیدا باتفاق المسلمین.

(فتاوی ابن تیمیہ:۲۷/۴۶۲)

ترجمہ: اور یہ بات اچھی طرح مانی جاچکی ہے کہ مذاہب اربعہ کے لوگ سب ایک ہی دین رکھتے ہیں (ان کا دین میں اختلاف نہیں ہے صرف بعض طرقِ عمل میں اختلاف ہے) ان میں وہ حنفی ہوں، مالکی، شافعی ہوں یا حنبلی، جو بھی اللہ اور

اس کے رسول کی اطاعت حسب وسعت کرے گا وہ (حنفی ہو یا شافعی) باتفاق امت مسلمہ اسے نیک بخت مومن سمجھا جائے گا۔

"من اطاع اللّٰہ ورسولہ منھم" کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ آئمہ اربعہ کے پیرو بھی دراصل اللہ اور رسول کے ہی پیرو ہیں، گو وہ روایات کی رُو سے نہیں ان آئمہ مجتہدین کی پیروی کے واسطہ سے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرتے رہے ہیں۔ ان کا آئمہ کی پیروی کرنا، اماموں کو رسول کے مقابل لانا نہیں ہے، آئمہ مجتہدین کی پیروی سے حضور اکرم ﷺ کی پیروی تک پہنچنا ہے۔ امام ابن تیمیہ کے ہاں حنفیہ کرام بھی دراصل حضور ﷺ کے ہی پیرو ہیں (گو عہد جدید کے اہلحدیث انہیں حضور اکرم ﷺ کا پیرو نہیں مانتے، امام ابوحنیفہ کا پیرو کہتے ہیں)۔

حدیث کے معنی مراد کے گرد فقہاء کرام وفا کا پہرہ دیتے رہے، عقائد اسلام کا متکلمین نے پوری ہمت سے پہرہ دیا، یہ متکلمین محدثین کے خلاف نہ تھے۔ یہ حضرات متکلمین معتزلہ کا رَد، انہیں کے ہتھیاروں سے کرتے تھے۔ ان کا اپنا مؤقف امام ابن تیمیہ کے قول کے مطابق قرآن وسنت کی نصرت ہی ہوتا تھا۔ یہ لوگوں کو قرآن وسنت سے دور رکھنے والے لوگ نہ تھے۔ صحابہ کرامؓ کی لائن کے تحفظ میں متکلمین نے قرآن کا پہرہ دیا اور فقہاء نے ان کی لائن کے تحفظ میں احادیث وآثار کا پہرہ دیا اور جس طرح خود حدیث پر مستقل کتابیں لکھی گئیں، عقائد پر بھی مستقل کتابیں لکھی گئیں، یہاں تک کہ عقیدہ تعلیمات اسلام کا ایک مستقل موضوع بن گیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ (۱۵۰ھ) نے عقائد اسلام کے تحفظ میں پہل کی اور فقہ اکبر لکھی، عملی فقہ ان کے نزدیک فقہ اصغر رہی۔ آپ نے اپنی اس علمی دستاویز کا نام فقہ اکبر رکھا۔ عقائد ان کے ہاں وقت کا بڑا موضوع تھا، اور اس کے لئے نہایت سنگلاخ راہوں سے گزرنا پڑتا ہے، اہل السنۃ کے بالمقابل ایک فتنہ نہیں کئی فتنے عراق میں سر اٹھائے ہوئے تھے۔

گوجرانوالہ کے مولانا محمد اسماعیل سلفی اس نازک صورت حال کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں۔

> "جس قدر رز میں سنگلاخ تھی اسی قدر وہاں اعتقادی اور عملی اصلاح کے لئے ایک آہنی مرد کی ضرورت تھی، جس کے علم وعقل کی پہنایاں اس سرزمین کے مفاسد کو سمیٹ لیں۔ میری ناقص رائے میں یہ آہنی شخصیت امام ابوحنیفہؒ تھے جن کی فقہی موشگافیوں نے اعتزال اور تجہم کے ساتھ رفض وتشیع کو بھی ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔" اللھم ارحمہ واجعل الجنۃ الفردوس ماواہ (فتاوی سلفیہ/۱۴۱)

پھر امام طحاوی (۳۲۱ھ) نے عقیدہ طحاویہ میں اہل السنۃ عقائد کی ایک پوری تصویر لی، عقیدہ طحاویہ اس وقت دنیا کی تمام اہم درسگاہوں میں بڑی شرح سے پڑھایا جاتا ہے اور اس کی ان بڑے بڑے علماء نے شرحیں لکھیں جن کا اپنا نام اور کام اس قابل ہوا کہ ان پر مستقل کتابیں لکھی گئیں۔

پھر امام ابوالحسن الاشعری (۳۲۴ھ)، امام ابوالمنصور الماتریدی (۳۳۳ھ)، قاضی ابو بکر باقلانی (۴۰۲ھ)، امام ابوالمنصور عبدالقاہر (۴۳۹ھ)، علامہ ابوالشکور السالمی اور علامہ نسفی رحمھم اللہ نے اس پلیٹ فارم پر کام کیا۔ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد لکھی۔ اسلام کی بارہ صدیوں میں تمام اہل السنۃ اپنے عقائد میں ایک ہی رہے اور اختلاف فی الفروع سے ان میں کوئی فرقہ بندی نہ ہوئی۔ عقائد نسفی اور شرح عقائد نسفی کے مؤلفین حنفی اور شافعی دو علیحدہ علیحدہ مذہب کے تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) نے اپنے دور میں عقائد اسلام پر فارسی میں تکمیل الایمان لکھی۔ اس کا اُردو ترجمہ تکمیل الاذہان کے نام سے چھپ چکا ہے۔

اُردو میں عقائد اسلام پر مستقل کتابیں لکھنے میں شیخ ابومحمد عبدالحق حقانی اور شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سبقت کی اور ان کی گراں قدر تألیفات آج بھی تشنگاں علوم دین کو سیراب کر رہی ہیں۔ تاہم ان کتابوں میں بدعات فی الفروع پر کوئی زیادہ بحثیں نہیں ملتیں۔ **ولقد جاء فی المثل السائر کم ترك الاول للاخر.**

اس دور میں یہ خدمت اسلام مفتی محمد طاہر مسعود صاحب کے مقدر میں لکھی تھی اور الحمدللہ کہ انہوں نے عقیدہ اسلام کو اس دور کے تقاضوں کے مطابق لکھ کر بدعت فی الاعمال کے مجرمین پر بھی حجت تمام کردی ہے۔ پرانی مثل چلی آ رہی ہے کہ پہلے لوگ کتنی ہی باتیں پچھلوں کے لئے چھوڑ گئے۔ **فشکر اللہ سعیھم.**

اگرچہ انگریزوں کے ہندوستان آنے پر اہل السنۃ کی تقسیم کی خدمت مولانا فضل رسول بدایونی (۱۳۲۱ھ) کے سپرد ہوئی، پھر بھی ان میں عقائد کا کوئی اختلاف راہ نہ پا سکا، یہ فقہ کا بھی کوئی اختلاف سامنے نہ لاسکے، دونوں حلقے اپنے آپ کو امام ابوحنیفہ کا مقلد کہتے رہے۔ اب بھی صرف چند رسوم کا اختلاف ہے جس سے یہ دونوں حلقے پہچانے جاتے ہیں، انہیں حقیقی فرقہ بندی کا رنگ دینے کے لئے بس ان کے پاس چند الزامات ہی رہ گئے۔ اور صرف متن عبارات کے ہیر پھیر سے ان میں اختلاف عقائد کا دعویٰ پرورش پاتا رہا، یہاں تک کہ عوام سمجھنے لگے کہ یہ واقعی دو فرقے ہیں، حالانکہ یہ اصولاً دو فرقے نہ تھے۔ جب یہ جھوٹے الزامات پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے ثابت نہ ہو

پائے تو انہوں نے عوام کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے نماز، اذان اور جنازہ کے گرد اپنی بدعات کے کانٹے بکھیرے کہ شاید ان سے ان دو میں حقیقی اختلاف کی دیوار کھڑی کی جا سکے۔

جناب پیر کرم شاہ صاحب بھیروی دونوں حلقوں کو اہل السنۃ تسلیم کرتے ہیں اور ان کے اس اختلاف پر یوں اظہار افسوس کرتے ہیں:

''اس باہمی داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی میں، حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم کی محفوظیت، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے۔'' (ضیاء القرآن: ۱/۴)

جن علماء نے ان ضد اختلاف میں قائم کی گئی چند رسموں کو حق و باطل کا نام دیا ان میں گجرات کے مفتی احمد یار خان، اوکاڑہ کے مولوی غلام علی اور اچھرہ کے مولانا محمد عمر سرفہرست نظر آتے ہیں۔ اول الذکر نے جاء الحق لکھ کر اپنے اس رسمی اختلاف کو حق و باطل کا نام دیا اور مولانا اچھروی نے مقیاس حنفیت لکھ کر علمائے دیو بند کو حنفیت سے ہٹے ہوئے پیش کیا اور اپنے ان رسمی اختلافات سے اہل السنۃ کی اس باہمی تفریق کو اور استحکام دیا۔ حکومت برطانیہ یہی چاہتی تھی کہ اختلافات پیدا کرو اور اپنی حکومت کو استحکام دو، اس غیر ملکی کوشش اور نعرہ اختلاف کی ظاہری قوت کون لوگ تھے؟ یہ اس کے بیان کا موقع نہیں۔ بعض علماء احناف نے ''جاء الحق'' اور ''مقیاس حنفیت'' کے رد میں کتابیں لکھیں اور جھوٹے الزامات کا بڑی تفصیل سے رد کیا۔ تاہم اہل بدعت کا پرنالہ اسی طرح بہتا رہا اور اہل السنۃ اور اہل بدعت کے یہ دو حلقے پھر سے ایک نہ ہو سکے۔ **فلیبك علی الاسلام من كان باكيا.**

اہل بدعت کی ان سیہ کاریوں اور الزام تراشیوں سے اَن پڑھ دیہاتیوں کی ایک بڑی تعداد پلاؤ زردہ اور حلوہ ویوڑی میں مجذوب رہی۔ پھر جب پسماندہ علاقوں میں بھی دنیوی تعلیم نے کچھ فروغ پایا تو دیہاتی حلقوں میں بھی بہت سے لوگ ان اختلافات کو سمجھنے لگے اور اب وقت آ گیا ہے کہ کھل کر عقائد اہل السنۃ کی تفصیل وتشہیر کی جائے، ہو سکتا ہے کہ اہل السنۃ میں کھڑی کی گئی جھوٹے الزامات کی دیواریں پھر سے پیوست زمیں ہو جائیں۔

ان حالات میں ضرورت تھی کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد پر ایک واضح اور آسان

پیرایہ میں ایک نئی جامع کتاب لکھی جائے جو سب کی سب اہل السنۃ والجماعۃ کے سلف صالحین اور متفق علیہم بزرگوں کی عبارات سے ماخوذ ہو اور سلف صالحین کے یہ عبارات متن میں نہیں بلکہ حاشیہ میں دی جائیں تاکہ جو لوگ ان اختلاف کی گہرائی میں نہیں جانا چاہتے وہ اہل السنۃ کے بنیادی عقائد ایک عام فہم پیرائے میں متن کتاب سے آسانی سے لے سکیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس طرح دو بچھڑے بھائی پھر سے مل بیٹھیں اور سب اہل السنۃ والجماعۃ بدعت فی العقائد کے مجرمین کے سامنے ایک سیسہ پلائی دیوار بن سکیں۔

من کجا نغمہ کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار مے کشم ناقہ بے زمام را

الحمد للہ کہ مولانا مفتی محمد طاہر مسعود شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے اس گھاٹی کو پوری کامیابی سے عبور کرلیا ہے۔ قارئین کرام مولانا موصوف کی اس کتاب کی اگر فہرست ہی دیکھ لیں تو ان اختلافات میں زیر بحث آئے جملہ عناوین ان کے سامنے ان اختلافات کے جملہ تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے مدارس عربیہ کے درس میں قرار واقعی جگہ دی جائے۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر ان شاء اللہ العزیز یہ شرح عقائد نسفی سے بھی زیادہ مفید ہوگی، گو الفضل للمتقدم اپنی جگہ حقیقت ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کو متعدد مقامات سے دیکھا ہے اور جیسا کہ اس کی فہرست نے اسے دیکھنے کا شوق دے دیا تھا اسے اس سے بڑھ کر پایا۔ حق تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور اس دور جدید میں پیدا کئے گئے اس فرضی اور رسمی اختلاف کو پھر سے ہم سے اٹھا دے۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

والسلام خیر الختام

خالد محمود عفا اللہ عنہ
ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر
حال مقیم پاکستان
۲۹-۱۰-۲۰۰۹

ایمانیات

۱:...... ایمان کا لغوی معنی ہے، امن دینا، اعتماد کرنا، کسی کو بے خوف کرنا، کسی کو سچا سمجھ کر اس کی بات پر یقین کرنا وغیرہ۔ ایمان کا اصطلاحی اور شرعی معنی ہے، نبی کریم ﷺ سے دین کی جو بات قطعی طور پر ثابت ہے، اسے دل و جان سے تسلیم کرنا۔(۱)

۲:...... ان تمام چیزوں کو جو نبی کریم ﷺ سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں، ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ مومن بننے کے لئے ان تمام ضروریات دین پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۳: ضروریات دین بہت ساری ہیں، مثلاً اللہ کی توحید اور اس کی صفات پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا، قیامت پر ایمان لانا، تقدیر پر ایمان لانا، موت کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ ارکانِ اسلام کی فرضیت کا قائل ہونا، سود، زنا، جھوٹ اور فرائض اسلام کی عدم ادائیگی کی حرمت کا قائل ہونا وغیرہ۔(۲)

۱۔ الایمان: التصدیق ۔ التهذیب: وأما الایمان فهو مصدر آمن یؤمن ایماناً فهو مؤمن ۔ واتفق اهل العلم من اللغویین وغیرهم أن الایمان معناه التصدیق ۔(لسان العرب: ۲۷/۱۳)، یقول ابن تیمیه رحمه الله تعالیٰ أن الایمان تصدیق السامع للمخاطب واثقا باماننه معتمدا علی دیانته ۔(فیض الباری: ۱/ ٤٦)، وأما فی الشرع فهو التصدیق بما علم مجیء النبی ﷺ به ضرورة تفصیلا فیما علم تفصیلا واجمالاً فیما علم اجمالاً ۔(روح المعانی: ۱/ ۱۱۰)

۲۔ أن الایمان فی الشرع هو التصدیق بما جاء به الرسول ﷺ من عند الله تعالیٰ أی تصدیق النبی ﷺ بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورة قیل اراد بالضرورة ما یقابل الاستدلال فالضروری کالمسموع من فم رسول ﷺ او المنقول عنه بالتواتر کالقرآن والصلوات الخمس وصوم رمضان وحرمة الخمر والزنا ۔(نبراس: ۲٤۹)۔ عن بشیر بن خصاصیة رضی الله عنه قال: اتیت رسول الله ﷺ لأبایعه علی الاسلام فاشترط علی تشهد أن لا اله الا الله وأن محمدا عبده ورسوله وتصلی الخمس وتصوم رمضان وتؤدی الزکوٰة وتحج البیت وتجاهد فی سبیل الله ۔(المستدرک للحاکم رقم الحدیث: ۲٤۲۱، سنن بیهقی رقم الحدیث: [illegible])

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

۴:..... اصل ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے، زبان سے اقرار کرنا اجرائے احکام اسلام کے لئے شرط ہے کہ ہمیں آدمی کا مسلمان ہونا زبانی اقرار سے ہی معلوم ہوگا۔ ایک شخص دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبان سے اقرار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ مسلمان ہے۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) عن علی ابن ابی طالب أنه كان يقول عن قول رسول الله ﷺ أنه كان يقول ثم عرى الايمان أربع والاسلام توابع أن تؤمن بالله وحده وبمحمد ﷺ وما جاء به شئی و تؤمن بالله وتعلم أنك مبعوث بعدالموت واقام الصلوة وايتاء الزكوة وصيام رمضان وحج البيت والجهاد فى سبيل الله عزوجل۔ (مسند عبد بن حميد رقم الحديث: ۷٦)۔ عن علی رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول بنى الاسلام على أربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل۔ (شعب الايمان: ۱/۷۱) عن الحسن رحمة الله مرسلا قال: قال النبى ﷺ: بنى الاسلام على عشرة اركان: وذكر منها الصلوة... والزكوة... والصيام... والحج... والجهاد... (المعجم الكبير للطبرانى: رقم الحديث/ ۱۱۵۹۸)۔ والمراد من الضرورة ما يعرف كونها من دين النبى ﷺ بلا دليل بأن تواتر عنه واستفاض حتىٰ وصل الى دائرة العوام وعلمه الكواف منهم لا ان كلا منهم يعلمه وان لم يرفع لتعليم الدين رأسا۔ فان جهله لعدم رغبته فى تعليم الدين وعلمته العامّة فهو ضرورى كالواحدانية، والنبوة، وختمها بخاتم الأنبياء، وانقطاعها بعده، والبعث والجزاء، وعذاب القبر۔ (فيض البارى: ۱/ ٦۹)

عن على ابن ابى طالب أنه كان يقول عن قول رسول الله ﷺ أنه كان يقول ثم عرى الايمان أربع والاسلام توابع أن تؤمن بالله وحده وبمحمد ﷺ وما جاء به شئى و تؤمن بالله وتعلم أنك مبعوث بعدالموت واقام الصلوة وايتاء الزكوة وصيام رمضان وحج البيت والجهاد فى سبيل الله عزوجل۔ (مسند عبد بن حميد رقم الحديث ۷٦)۔ عن على رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول بنى الاسلام على أربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل۔ (شعب الايمان: ۱/۷۱) عن الحسن رحمة الله مرسلا قال. قال النبى ﷺ: بنى الاسلام على عشرة اركان: وذكر منها الصلوة... والزكوة... والصيام... والحج... والجهاد... (المعجم الكبير للطبرانى: رقم الحديث/ ۱۱۵۹۸)۔ والمراد من الضرورة ما يعرف كونها من دين النبى ﷺ بلا دليل بأن تواتر عنه واستفاض حتىٰ وصل الى دائرة العوام وعلمه الكواف منهم لا ان كلا منهم يعلمه وان لم يرفع لتعليم الدين رأسا۔ فان جهله لعدم رغبته فى تعليم الدين وعلمته العامّة فهو ضرورى كالواحدانية، والنبوة، وختمها بخاتم الأنبياء، وانقطاعها بعده، والبعث والجزاء، وعذاب القبر۔ (فيض البارى: ۱/ ٦۹)

۔ اولئك كتب فى قلوبهم الايمان۔ (المجادلة/ ۲۲)، قال النبى ﷺ يامقلب القلوب ثبت قلبى على دينك (جامع ترمذى: ۲/ ٦٦۸)، (يجب) أى يفرض فرضا عينيا بعد ما يحصل علما يقينا (أن يقول) أى المكلف بلسانه المطابق لما فى جنانه (آمنت بالله) (بقیہ اگلے صفحے پر)

۵:...... اعمال صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے ترکیبی نہیں یعنی ایسے اجزاء نہیں کہ ان اعمال کے نہ کرنے کی وجہ سے آدمی کافر ہو جائے۔

۶:...... اعمال صالحہ نماز، روزہ وغیرہ ایمان کے اجزائے تزیینی ہیں کہ ان اعمال سے ایمان کو زینت اور رونق حاصل ہوتی ہے، ایمان کامل اور مکمل ہوتا ہے۔ (۱)

۷:...... انہی اعمال صالحہ کی کمی بیشی کی وجہ سے لوگوں کے ایمانی مراتب مختلف ہو سکتے ہیں۔ مراتب ایمانی کا یہ اختلاف نور ایمان اور کمال ایمان کے اعتبار سے ہے، ورنہ نفس ایمان میں سب برابر ہیں۔ اس لئے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے، اور تصدیق سب کی یکساں ہوتی ہے۔ (۲)

۸:...... ضروریات دین بعض تفصیل کے ساتھ بتلائے گئے ہیں اور بعض اجمالاً۔ جو ضروریات دین تفصیلاً بتلائے گئے ہیں، ان پر تفصیلاً ایمان لانا ضروری ہے، مثلاً نماز پر اس کے متعلقہ بتلائی گئی ہیئت وکیفیت سمیت ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا تو قائل ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ قائل نہیں تو وہ مومن نہیں۔ اور جو ضروریات اجمالاً بتلائے گئے ہیں، مثلاً فرشتوں پر ایمان لانا وغیرہ، ان پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے۔ (۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) وفیہ اشعار بأن الاقرار له اعتبار علی خلاف فی أنه شطر للایمان الا أنه یسقط فی بعض الأحیان، أو شرط لاجراء أحکام الایمان، کما هو مقرر عند الأعیان۔ (شرح فقه اکبر/ ۱۲) انه هو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا من حرمة الدم والمال وصلوٰة الجنازة علیه ودفنه فی مقابر المسلمین. فمن صدق بقلبه ولم یقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وان لم یکن مؤمنا فی احکام الدنیا (نبراس / ۲۵۰) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں فتح الملهم: ۱/ ۴۳۴

۱۔ الذین امنوا وعملوا الصلحت۔ (الرعد/ ۲۹)، وان طائفتن من المؤمنین اقتتلوا۔ (الحجرات/ ۹)، اطاعة الشارع فی الفرائض والسنن والآداب والاخلاق... وهو الایمان الکامل الذی یسمی صاحبه متخلقا باخلاق النبی ﷺ المذکور فی کثیر الاحادیث۔ (مرام الکلام فی عقائد الاسلام/ ۵۲)، ان الاعمال غیر داخلة فی حقیقة الایمان لما ثبت أنه اسم للتصدیق (شرح المقاصد: ۳/ ۴۳۲)

۲۔ قال الامام الأعظم رحمه الله فی کتابه الوصیة. ثم العمل غیر الایمان، والایمان غیر العمل، بدلیل أن کثیرا من الأوقات یرتفع العمل من المؤمن، ولا یجوز أن یقال یرتفع عنه الایمان، فان الحائض ترتفع عنها الصلوٰة، ولا یجوز أن یقال یرتفع عنها الایمان أو أمر لها بترك الایمان۔ (شرح فقه اکبر ۸۹۔)

۳۔ ویکفی الاجمال فیما یلاحظ اجمالاً۔ ویشترط التفصیل فیما یلاحظ تفصیلاً۔ حتی لو لم یصدق بوجوب الصلوٰة عند السؤال عنه کان کافرا، وهذا هو المشهور وعلیه الجمهور۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۴۲۰)

۹:...... ایمان کے دو درجے ہیں؛ ایمان تحقیقی اور ایمان تقلیدی۔ ایمان تحقیقی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا قائل ہے اور انہیں دلائل سے ثابت بھی کر سکتا ہے، اور ایمان تقلیدی یہ ہے کہ تمام ایمانیات کا قائل تو ہے مگر انہیں دلائل سے ثابت نہیں کر سکتا۔ دونوں قسم کا ایمان معتبر ہے، تاہم ایمان تحقیقی، ایمان تقلیدی سے رتبے میں بڑھ کر ہے۔(۱)

۱۰:...... ایمان میں شک کرنا یعنی بعض ایمانیات کے بارے میں مشکوک ہو جانا کفر ہے، اس لئے ایمان کے بارے میں شک کو قریب سے بھی نہیں گزرنے دینا چاہئے۔ شک کی بناء پر ایمان کے ساتھ ان شاء اللہ نہیں کہنا چاہئے، یعنی یوں نہ کہے، ''ان شاء اللہ میں مسلمان ہوں۔'' اگر تواضعاً یا صورت دعویٰ سے بچنے کی غرض سے یا ایمان پر خاتمہ کا یقین نہ ہونے کی بناء پر ''ان شاء اللہ میں مومن ہوں'' کہہ دے تو درست ہے، تاہم نہ کہنا بہرحال بہتر ہے۔(۲)

۱۱:...... ایمان کا لغوی معنی تصدیق کرنا ہے اور اسلام کا لغوی معنی جھکنا اور فروتنی اختیار کرنا ہے۔ ایمان کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن کی تصدیق کی جاتی ہے یعنی اعتقادات سے، اسلام کا تعلق ان چیزوں سے ہے جنہیں عملی طور پر بجالایا جاتا ہے یعنی اعمال ظاہرہ نماز، روزہ وغیرہ سے۔ لیکن قرآن وحدیث میں ان کا آپس میں ایک دوسرے پر اطلاق بھی کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا

۱۔ وهو الذي آمن بلا دليل. فقال امامنا أبو حنيفة وسفيان الثوري ومالك والأوزاعي وأبو البركات النسفي والجمهور صحيح ولكنه عاص بترك الاستدلال۔ (مرام الكلام /۵۵)، ذهب كثير من العلماء وجميع الفقهاء الى صحة ايمان المقلد وترتب الأحكام عليه في الدنيا والآخرة۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۴۵۲)، قال أبو حنيفة رحمه الله وسفيان الثوري ومالك والأوزاعي والشافعي وأحمد وعامة الفقهاء واهل الحديث رحمهم الله تعالى صح ايمانه ولكنه عاص بترك الاستدلال بل نقل بعضهم الاجماع على ذلك۔(شرح فقه اكبر /۱۴۳)

۲۔ قال: المذهب صحة الاستثناء في الايمان۔ حتى أنه ربما يؤثر أنا مؤمن حقا، ومنعه الأكثرون لدلالته على الشك أو ايهامه اياه۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۴۴۹)، فان أراد المستثنى الشك في أصل ايمانه منع من الاستثناء وهذا مما لا خلاف فيه وان أراد أنه مؤمن من المؤمنين الذين وصفهم الله في قوله: انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم ... أولئك هم المؤمنون حقا۔(الأنفال/ ۲ تا ۴) فالاستثناء حينئذ جائز۔ وكذلك من استثنى وأراد عدم علمه بالعاقبة، وكذلك من استثنى تعليقا للأمر بمشيئة الله، لا شكا في ايمانه۔(عقيدة طحاويه مع الشرح ۳۵۳)، انه يصح أن يقول أنا مؤمن ان شاء الله تعالى بناء على أن العبرة في الايمان والكفر والسعادة والشقاوة بالخاتمة۔(شرح فقه اكبر ۱۴۰)

ہے کہ شرعاً دونوں کا مصداق تقریباً ایک ہی ہے۔ یا دونوں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرا نامکمل یا غیر معتبر ہے۔(۱)

۱۲: ...... کسی بدعملی اور گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، لیکن ایسی بدعملی جو امارات کفر وعلامت تکذیب ہو، آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ مثلاً بت کو سجدہ کرنا، قرآن کریم کو نجاست میں ڈالنا یا پاؤں سے روندنا یا کسی بھی طریقہ سے اس کی توہین کرنا، تکذیب کی علامت ہونے کی بناء پر کفر ہے۔(۲)

۱۔ ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه (آل عمران/ ۸۵)، فأخرجنا من كان فيها من المؤمنين ۔ فما وجدنا فيها غير بيت من المسلمين۔(الداريات/ ۳۵۔۳۶)، قل لاتمنوا علىّ اسلامكم بل الله يمن عليكم أن هدكم للايمان۔(الحجرات/ ۱۷)، قال النبي ﷺ لقوم وفدوا عليه: أتدرون ماالايمان بالله وحده؟ قالوا: الله ورسوله أعلم قال: شهادة أن لا اله الا الله وأن محمدا رسول الله، واقام الصلوٰة، وايتاء الزكوٰة، وصيام رمضان، وأن تعطوا من المغنم الخمس۔(صحيح بخاری: ۱/ ۱۳)، أن الاسلام يطلق ويراد به الحقيقة الشرعية وهو الذي يرادف الايمان وينفع عند الله۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۶)، قال اهل السنة والجماعة: ألايمان لا ينفصل عن الاسلام والاسلام من الايمان من كان مؤمنا كان مسلماً ومن كان مسلما كان مؤمناً، وان كان الايمان غير الاسلام لغة كالبطن لا يتصور بدون الظهر والظهر بدون البطن وان كان غيره فان الايمان هو التصديق والاسلام هو الانقياد فمن كان مصدقا لله تعالىٰ ولرسوله كان مسلماومن كان منقاداله ولرسوله كان مصدقا وعند المعتزلة والروافض ينفصل احدهما عن الآخر۔ (اصول الدين للبزدوی/ ۵۴)، الجمهور على أن الاسلام والايمان واحد بمعنى رجوعهما الى القبول والاذعان ـ وكون كل مؤمن مسلما، والعكس في حق الاسم، والحكم، والدار لاجماع على ذلك وشهادة النصوص۔(شرح المقاصد: ۳/ ۴۴۲)

۲۔ وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما(الحجرات/ ۹)، ان احدا لو صدق بجميع ما جاء به النبي عليه السّلام وسلمه واقر به وعمل ومع ذلك شد الزنار بالاختيار أو سجد للصنم بالاختيار نجعله كافرا، لما أن النبي عليه السّلام جعل ذلك علامة التكذيب والأنكار۔ (شرح عقائد/ ۹۰)، لو سلم اجتماع التصديق المعتبر في الايمان مع تلك الأمور التي هي كفر وفاقا فيجوز أن يجعل الشارع بعض محظورات الشرع علامة التكذيب فيحكم بكفر من ارتكبه، وبوجود التكذيب فيه، وانتفاء التصديق عنه كالاستخفاف بالشرع، وشد الزنار۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۴۵۸)، ثم لا نزاع في أن من المعاصي ما جعله الشارع أمارة التكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كالسجود للصنم والقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمة الكفر ونحو ذلك مما ثبت بالأدلة أنه كفر۔ (شرح فقه اكبر/ ۱۲۷)

۱۳:..... ایمان وکفر کا مدار خاتمہ پر ہے۔ایک شخص زندگی بھر مسلمان رہا اور مرتے وقت کلمہ کفر بک دیا تو کافر سمجھا جائے گا،اس کے برخلاف ایک شخص زندگی بھر کافر رہا اور موت سے پہلے اسلام قبول کرلیا تو یہ مسلمان سمجھا جائے گا۔(۱)

۱۴:... اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اعمال کی تین شرطیں ہیں؛ ایمان،اخلاص اور عمل کا سنت کے مطابق ہونا۔لہٰذا کافر ومشرک کے اعمال قبول نہیں ہوتے،ریاکار کے اعمال اور سنت کے خلاف اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔(۲)

۱۵:..... مومن کے ہر نیک عمل کا قبول ہونا ضروری نہیں اور ہر برے عمل کا معاف ہونا ضروری نہیں۔نیک عمل شرائط قبولیت کے ساتھ کیا گیا ہو اور اسے باطل نہ کیا ہو یہاں تک کہ ایمان پر خاتمہ ہوگیا ہو،اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو قبول فرمالیں گے مگر یہ اللہ تعالیٰ پر لازم اور ضروری نہیں۔ برے عمل کے بعد شرائط توبہ کے ساتھ توبہ کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمالیتے ہیں،مگر یہ ان پر لازم اور ضروری نہیں۔(۳)

۱۔ ولا تموتن الا وأنتم مسلمون۔(البقرۃ/ ۱۳۲)،عن سهل بن سعدؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ ان العبد ليعمل عمل اهل النار وانه من أهل الجنة ويعمل عمل أهل الجنة وانه من أهل النار وانما الأعمال بالخواتيم (صحيح بخاری: ۲/۹۷۸)

۲۔ يا ايها الذين آمنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والأذى كالذى ينفق ماله رئاء الناس۔(البقرۃ/ ۲۶۴)،فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراؤن ويمنعون الماعون۔(الماعون/ ۴ تا ۷)،فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا۔(الكهف / ۱۱۰)،وما أمروا الا ليعبدوا اللہ مخلصين له الدين۔(البينة/ ۵)،لقد كان لكم فى رسول اللہ اسوة حسنة(الاحزاب/ ۲۱)،(فلا نقول ان حسناتنا مقبولة) أى مبرورة (وسيأتنا مغفورة) أى البتة كقول المرجئة ولكن نقول أى بل نعتقد المسئلة مبينة مفصلا كما أوضحه بقوله (من عمل حسنة بشرائطها) أى بجميع شرائطها (خالية عن العيوب المفسدة) أى الظاهرية (والمعانى المبطلة) أى الباطنية فى الانتهاء كالكفر والعجب والرياء (شرح فقه اكبر/ ۷۷۔ ۷۸)

۳۔ لا يسئل عما يفعل۔(الانبياء/ ۲۳)،فعال لما يريد۔(البروج/ ۱۶)،ويجوز العقاب على الصغيرة والعفو عن الكبيرة۔(شرح عقائد/ ۸۷)،(ولا نقول ان حسناتنا مقبولة وسيأتنا مغفورة) كقول المرجئة ولكن نقول۔ المسئلة مبينة مفصلة بقوله (من عمل حسنة بشرائطها) (خالية عن العيوب المفسدة) والمعانى المبطلة ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا۔فان اللہ تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها۔وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها حتى مات مؤمنا فانه فى مشيئة اللہ تعالى ان شاء عذبه وان شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبدا۔(فقه اكبر مع الشرح/ ۷۷۔۷۸)

کفر

۱۶:..... ایمان واسلام کی ضد کفر ہے۔کفر کا لغوی معنی ہے چھپانا، ناشکری کرنا۔اس کا اصطلاحی معنی ہے،''ضروریات دین میں سے کسی بھی امر ضروری کا انکار کرنا۔'' (۱)

۱۷:..... کفر کی عام طور پر پانچ اقسام ذکر کی جاتی ہیں، جو کہ کفر کی بڑی اقسام ہیں۔

ا۔کفر انکار: ضروریات دین کی دل سے تصدیق ہو نہ زبان سے اقرار کرے، جیسے عام کفار، یہ نہ تو دل سے تصدیق کرتے ہیں اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ (۲)

ب۔کفر جحود: دل سے ضروریات دین کو حق اور سچ سمجھتا ہے لیکن دل سے قبول نہیں کرتا اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتا ہے، جیسے آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے یہودیوں کا کفر اور شیطان کا کفر۔(۳)

ج۔کفر عناد: دل سے ضروریات دین کو قبول کر کے زبان سے اقرار بھی کرتا ہے، لیکن دوسرے باطل ادیان سے اعلانِ برأت نہیں کرتا، یہ شخص بھی کافر ہے، جیسے کوئی شخص تمام ضروریات دین کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ عیسائیوں یا یہودیوں کو بھی صحیح مذہب پر سمجھے تو یہ شخص کافر ہے۔(۴)

د۔کفر نفاق: دل سے ضروریات دین کا انکار کرتا ہے لیکن کسی مصلحت یا دنیوی منفعت کی خاطر زبان سے اقرار کرتا ہے، ایسے شخص کو منافق کہا جاتا ہے۔منافق کافر

۱۔ والکفر: کفر النعمة، وهو نقيض الشكر ... مشتق من السفر۔(لسان العرب: ۵/۱۶۹)
الکفر عدمه الايمان عما من شانه۔(شرح المقاصد ۳/۴۵۷)

۲۔ والذين كفروا عما انذروا معرضون ۔ (ألاحقاف/۳)، أما الكفر الانكار فهو ان يكفر بقلبه، ولسانه ولا يعتقد بالحق ولا يقربه۔(فيض الباری: ۱/۷۱)

۳۔ واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكافرين۔ (البقرة/۳۴)، واما كفر الجحود فهو ان يعرف الحق بقلبه، ولا يقر بلسانه، ككفر ابليس۔(فيض الباری: ۱/۷۱)

۴۔ أفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض۔(البقرة، ۸۵)، واما كفر المعاندة فهو ان يعرف بقلبه، ويقر بلسانه ولا يقبل ولا يتدين به، ككفر ابى طالب۔(فيض الباری: ۱/۷۱)

سے بھی بدتر ہوتا ہے۔(۱)

ھ۔کفر زندقہ یا کفر الحاد: یہ ایسا کفر ہے کہ اس کا مرتکب بظاہر تمام ضروریات دین کو تسلیم کرتا ہے اور بظاہر مسلمان معلوم ہوتا ہے، لیکن کسی امر ضروری کی ایسی تشریح کرتا ہے جو اُمور مسلّمہ فی الدین کے یا قطعیات کے خلاف ہے، جیسے لاہوری، قادیانی وغیرہ بہت سے اُمور ضروریہ کی غلط تشریح کرتے ہیں جو قطعیات کے خلاف ہوتی ہے، اس بناء پر یہ زندیق کافر کہلاتے ہیں۔ (۲)

۱۸:... اہلِ قبلہ اور مؤوّل کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو معاشرہ میں مسلمان سمجھا جاتا ہوا سے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، جب تک کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نہ کرے۔اگر کسی ایک امر ضروری کا انکار کردے تو وہ اہل قبلہ یعنی مسلمانوں میں شامل نہ ہوگا۔اسی طرح مؤوّل سے مراد وہ شخص ہے جو غلط بات کو غلط دلیل سے ثابت کرتا ہو، لیکن یہ شرط ہے کہ اس کی تاویل سے قطعیات، اُمور مسلّمہ فی الدین یا ضروریات دین پر زد نہ پڑتی ہو اس طرح کے مؤوّل کو کافر نہیں کہنا چاہئے، لیکن اگر مؤوّل، تاویل کرتے ہوئے قطعیات کا انکار کردے یا ضروریات دین کا انکار کردے تو ایسا مؤوّل امرِ ضروری کے انکار کی بناء پر کافر ہو جائے گا، اور ایسی تاویل اس کو کفر سے نہیں بچا سکے گی۔(۳)

۱۹: فقہاء نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص کے کلام میں ننانوے احتمالات کفر کے ہوں اور ایک

۱۔ اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول اللّٰه۔(المنافقون/ ۱)، واما كفر النفاق فبان يقر بلسانه، ويكفر بقلبه۔(فيض الباري: ۱/۷۱)

۲۔ أفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض۔ (البقرة / ۸۵)، وان اعترف به ظاهرا أو باطنا لكنه يفسر بعض ما ثبت بالدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون وأجمعت عليه الامة فهو (الزنديق)۔ كما اذا اعترف بان القرآن حق، وما فيه من ذكر الجنة والنار حق لكن المراد بالجنة الابتهاج الذى يحصل بسبب الملكات المحمودة۔ والمراد بالنار هي الندامة التي تحصل بسبب الملكات المذمومة۔ وليس في الخارج جنة ولا نار۔ (فيض الباري۔ ۱/۷۱)

۳۔ أفتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذلك منكم الا خزي في [illegible] ويوم القيامة يردون الى أشد العذاب وما اللّٰه بغافل عما تعملون۔ (البقرة [illegible]) [illegible] (بقیہ اگلے صفحہ پر)

احتمال ایمان کا ہو تو اسے کافر نہیں کہنا چاہئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایسا مبہم کلام کیا جس میں کفر کا احتمال تھا، لیکن اُس نے اس احتمالِ کفر کے مطلب سے انکار کیا یا اس کی وضاحت سے پہلے پہلے فوت ہو گیا تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، اور اگر اس کو وضاحت کرنے کا موقع ملا، اور اس نے ایسی وضاحت کی جس سے ضروریات دین کا انکار لازم آتا ہو، تو ایسا شخص یقیناً کافر ہے۔

اسی طرح فقہاء کا یہ قول اس شخص کے بارے میں ہے جس کے کسی جملہ سے کفر کا احتمال نکلتا ہو، لیکن اس کی پوری زندگی صحیح عقائد اور کتاب وسنت کے مطابق ہو اور اس کے اس مبہم کلام کے علاوہ اور قرائن کفر کی تائید میں یا اُمورِ ضروریہ کے انکار کے بارے میں موجود نہ ہوں، لیکن اگر اس شخص کا کوئی اور کلام یا قرائن کفر کی تائید میں یا اُمورِ ضروریہ کے انکار میں موجود ہوں تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے۔(۱)

۲۰:..... جو شخص غیر شرعی قوانین کو اسلامی قانون سے افضل سمجھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح جو شخص اسلامی قوانین کے برخلاف قانون کا قائل ہے وہ بھی کافر ہے۔ مثلاً، جو یہ کہتا ہے کہ چور کی سزا صرف ایک ماہ قید ہے یا زانی کی سزا صرف دس کوڑے ہے، یہ شخص دائرہ

(گذشتہ سے پیوستہ) أهل القبلة المواظب طول العمر على الطاعات باعتقاد قدم العالم، ونفى الحشر، ونفى العلم بالجزئيات، ونحو ذلك، وكذا بصدور شئ من موجبات الكفر عنه۔ (شرح المقاصد: ۴۶۱/۳)، ثم اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله بالكليات والجزئيات وما أشبه ذلك من المسائل ۔ فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أو نفى الحشر أو نفى علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من أهل القبلة، وأن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لا يكفر ما لم يوجد شئ من أمارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته۔(شرح فقه اكبر / ۱۵۴)

۱۔ وفى الخلاصة وغيرها اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتى أن يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم زاد فى البزازية الا اذا صرح بارادته موجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ۔(بحر الرائق: ۱۲۵/۵)، ونقل صاحب المضمرات عن الذخيرة: أن فى المسئلة اذا كان وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنع التكفير، فعلى المفتى أن يميل الى الذى يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم۔ ثم ان كان نية القائل الوجه الذى يمنع التكفير فهو مسلم، وان كان نية الوجه الذى يوجب التكفير لا ينفعه فتوى المفتى ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته۔(شرح فقه اكبر / ۱۹۲)

اسلام سے خارج ہے۔(۱)

۲۱:...... اسلامی حکام کا بسبب اسلامی احکام مذاق اڑانا یا استہزاء کرنا کفر ہے۔ اگر ایسا کرنے سے کسی شخص کا استہزاء مقصود ہو، اسلامی احکام کا استہزاء مقصود نہ ہو تو کفر نہیں۔(۲)

۱۔ ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون(المائده/٤٤)، ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه ـ(آل عمران/٨٥)، من تمنى أن لا يكون الله حرم الزنا أو القتل بغير حق أو الظلم أو أكل مالا يكون حلالا في وقت من الأوقات يكفر .... وفي الجواهر: من أنكر حرمة الحرام المجمع على حرمته أو شك فيها: أى يستوى الأمر فيها كالخمر والزناء واللواطة والرباء أو زعم أن الصغائر والكبائر حلال، كفر۔ (شرح فقه اكبر / ١٨٧ـ١٨٨)

۲۔ قل أبالله وآياته ورسوله كنتم تستهزؤن۔ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم۔ (التوبة/٦٥ـ٦٦)، والاستهزاء بحكم من أحكام الشرع كفر۔(شرح فقه اكبر / ١٧٦) من سمع قراءة القرآن فقال استهزاء بها: صوت طرفة كفر: أى نغمة عجيبة وانما يكفر اذا قصد الاستهزاء بالقراءة نغمها، بخلاف ما اذا استهزاء بقارئها من حيثية قبح صوته فيها وغرابة تأدية لها۔ (شرح فقه اكبر / ١٦٧)، والاستهزاء على الشريعة كفر لأن ذلك من أمارات التكذيب وعلى هذه الأصول أى كفر المستحل والمستحلين والمستهزئ۔ (نبراس/ ٣٣٩)

شرک

۲۲:...... کفر کی ایک قسم شرک بھی ہے، شرک کہتے ہیں:
"اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات، اس کی صفات یا اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک کرنا۔"(۱)

۲۳:......شرک فی الذات: شرک فی الذات کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی خدائی میں کسی کو شریک کرنا، جیسے عیسائی تین خدا مانتے ہیں، آتش پرست دو خدا مانتے ہیں، ہندو اور بتوں کو پوجنے والے بہت سارے خدا مانتے ہیں، یہ سب شرک فی الذات ہے۔(۲)

۲۴:......شرک فی الصفات: شرک فی الصفات کا معنی یہ ہے کہ غیر اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت اور خدائی میں تو شریک نہ ٹھہرایا جائے، البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ جو صرف اسی کے لئے ثابت ہیں، ان میں دوسروں کو شریک کیا جائے۔ اس شرک کی چند موٹی موٹی اقسام ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

۲۵:......شرک فی العبادات: جو کام اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی تعظیم اور بڑائی کی خاطر اپنے بندوں کے لئے جاری فرمائے ہیں، ان کاموں کو عبادت کہا جاتا ہے، مثلاً نماز پڑھنا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا، اس کے گھر کا طواف کرنا، روزہ رکھنا وغیرہ۔ جو ایسے کاموں میں غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے، وہ شرک فی العبادت کا مرتکب ہے، مثلاً غیر اللہ کو سجدہ کرنا، رکوع کرنا، یا اس کے لئے نماز کی طرح قیام کرنا، یا کسی قبر کو سجدہ کرنا، یا کسی نبی، ولی، پیر یا امام کے نام کا روزہ رکھنا، غیر اللہ کے نام کی قربانی کرنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کے گھر یا قبر کا بیت اللہ کی

۱۔ قل انما أدعوا ربی ولا أشرك به أحدا۔ (الجن / ۲۰)، وان قال بالهين أو أكثر حص باسم المشرك لاثبات الشريك في الألوهية۔(شرح المقاصد: ۳ / ٤٦٠)

۲۔ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم وقال المسيح يبنى اسرائيل اعبدوا الله ربى وربكم انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ومأوٰه النار وما للظلمين من أنصار۔ لقد كفر الذين قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من اله الا اله واحد۔ (المائده/ ۷۲۔۷۳)

طرح طواف کرنا، کسی سے اللہ کی طرح حاجتیں مانگنا، غیر اللہ کو اللہ کی طرح پکارنا وغیرہ سب شرک فی العبادت ہے۔(۱)

۲۶:......شرک فی الحکم: حاکم یعنی حکم دینے والی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ کسی چیز کا حلال ہونا، یا حرام ہونا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے حلال یا حرام کرنے کی وجہ سے ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے تو وہ شرک فی الحکم کا مرتکب ہے، مثلاً کسی پیر یا ولی کی منع کردہ چیزوں کو حرام سمجھ لینا، جن کاموں کا پیر نے حکم کیا اس کو اللہ کے فرض کی طرح فرض اور ضروری سمجھ لینا، یا غیر اللہ کے حکم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرح ماننا وغیرہ شرک فی الحکم ہے۔(۲)

۲۷:......شرک فی العلم: علم غیب اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو کلی اور ذاتی ہو۔ جو علم جزئی یا عطائی ہو، وہ علم غیب نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں غیر اللہ کو شریک کرے وہ شرک فی العلم کا مرتکب ہے، مثلاً یہ سمجھے کہ فلاں نبی یا فلاں ولی علم غیب جانتے تھے، یعنی انہیں کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم ہے، یا وہ اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد ہمارے تمام حالات سے باخبر ہیں یا انہیں دور ونزدیک کی تمام چیزوں کی

۱۔ وقضی ربك ألا تعبدوا الا اياه ۔(بنی اسرائیل/ ۲۳)، وجعلوا اللّٰہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا للّٰه بزعمهم وهذا لشركائنا فما كان لشركائهم فلايصل الى اللّٰه وما كان للّٰه فهو يصل الى شركائهم ساء ما يحكمون ۔(الأنعام /۱۳۷)، انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير اللّٰه۔(البقرة/ ۱۷۳)، قل ان صلاتى ونسكى ومحياى ومماتى للّٰه رب العلمين۔(الأنعام/ ۱۶۳)، يوفون بالنذر ويخافون يوما كان شره مستطيرا (الدهر/۷)، قال رسول اللّٰه ﷺ لاتطرونى كما أطرت النصارى عيسى ابن مريم فانما انا عبده ولكن قولوا: عبد اللّٰه ورسوله۔(صحيح بخارى: ۱/ ۴۹۰)، قال رسول اللّٰه ﷺ لعن اللّٰه اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجدا۔(صحيح بخارى: ۱۷۷/۱)، قال رسول اللّٰه ﷺ لا تجعلوا بيوتكم قبورا ولا تجعلوا قبرى عيدا وصلوا على فان صلاتكم تبلغنى حيث كنتم۔ (سنن أبو داؤد: ۲۸۶/۱)، قال على رضى اللّٰه عنه حدثنى رسول اللّٰه ﷺ باربع كلمات: لعن اللّٰه من لعن والده ولعن اللّٰه من ذبح لغير اللّٰه، ولعن اللّٰه من آوى محدثا، ولعن اللّٰه من غير منار الأرض (صحيح مسلم: ۱۶۰/۲)

۲۔ اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون اللّٰه......سبحانه عما يشركون۔ (التوبة /۳۱)، أفحكم الجاهلية يبغون ومن أحسن من اللّٰه حكما لقوم يوقنون ۔(المائدة /۵۰)

خبر ہے، یہ شرک فی العلم ہے۔(۱)

۲۸:......شرک فی القدرت: اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت ثابت ہے کہ وہ ذات قادرِ مطلق ہے، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کسی دوسرے کے لئے ثابت کرنا شرک فی القدرت کہلاتا ہے، مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ پیر بھی بیٹا یا بیٹی دے سکتے ہیں اور اسی وجہ سے بیٹے کا نام ''پیراں دتہ'' رکھنا، یا یہ عقیدہ رکھنا کہ کوئی نبی یا ولی بارش برسا سکتے ہیں، یا مرادیں پوری کر سکتے ہیں یا مقدمہ میں کامیاب کرا سکتے ہیں، یا روزی دے سکتے ہیں، یا روزی میں فراخی پیدا کر سکتے ہیں، یا زندگی موت ان کے قبضہ میں ہے، یا کسی کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں، یہ سب شرک فی القدرت ہے۔(۲)

۲۹:......شرک فی السمع والبصر: سمع کا معنی سننا، اور بصر کا معنی دیکھنا، اللہ تعالیٰ کے لئے

۱۔ واللّٰہ بکل شیء علیم۔(البقرۃ/ ۲۸۲)، لا یعزب عنه مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الأرض۔(سبا/ ۳)، یعلم ما یسرون وما یعلنون۔(البقرۃ/ ۷۷۔ النحل/۲۷)، وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو۔(الأنعام/ ۵۹)، ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها ولا حبة فی ظلمٰت الأرض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔(الانعام/ ۵۹)، ھو أعلم بکم اذ أنشأکم من الأرض واذ أنتم اجنة فی بطون امّھٰتکم۔(النجم/۳۲)، ان اللّٰہ عندہ علم الساعة وینزل الغیث...... بای ارض تموت(لقمان/ ۳۴)، قال ابن عباس: ھذہ خمسة لا یعلمها ملك مقرب ولا نبی مصطفیٰ فمن ادعی أنه یعلم شیئا من ھذہ فانه کفر بالقرآن لانه خالفه۔(تفسیر خازن: ۳/۴۴۵)، والتحقیق أن الغیب ما غاب عن الحواس والعلم الضروری والعلم الاستدلالی وقد نطق القرآن بنفی علمه عمن سواہ تعالیٰ فمن ادعی أنه یعلمه کفر ومن صدق المدعی کفر۔(نبراس/ ۳۴۳)

۲۔ ان الذین تدعون من دون اللّٰہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا له۔(حج/ ۷۳)، قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللّٰہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الأرض وما لهم فیهما من شرك وما له منهم من ظهیر۔(سبا/۲۲)، والذین تدعون من دونه ما یملکون من قطمیر ان تدعوهم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیٰمة یکفرون بشرککم ولا ینبئك مثل خبیر۔(فاطر/ ۱۳۔ ۱۴)، ولا تدع من دون اللّٰہ ما لا ینفعك ولا یضرك فان فعلت فانك اذا من الظٰلمین وان یمسسك اللّٰہ بضر فلا کاشف له الا ھو وان یردك بخیر فلا رآد لفضله۔(یونس/ ۱۰۶۔ ۱۰۷)، للّٰہ ملك السمٰوٰت والأرض یخلق ما یشاء یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور أو یزوجهم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انه علیم قدیر۔(شوریٰ/ ۴۹۔ ۵۰)، قال شاہ ولی اللّٰہ رحمه اللّٰہ: (بقیہ اگلے صفحے پر)

خاص قسم کا سننا اور خاص قسم کا دیکھنا ثابت ہے، جس کی تفصیل توحید کے بیان میں آ رہی ہے۔ ایسا سننا اور ایسا دیکھنا مخلوق میں سے کسی کے لئے ثابت نہیں۔ کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں نبی یا ولی ہماری تمام باتوں کو دور و نزدیک سے سن لیتے ہیں، ہمیں یا ہمارے تمام کاموں کو ہر جگہ سے دیکھ لیتے ہیں، شرک فی السمع والبصر ہے۔ (۱)

۳۰:...... شرک فی الصفات: ہر جگہ حاضر ناظر اور ہر جگہ موجود صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا کسی ولی کے لئے یہ صفت ماننا بھی شرک فی الصفات ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی دیگر صفات جن کا بیان توحید کے باب میں آئے گا، ان میں سے کسی ایک صفت میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ (۲)

۳۱: ...... کفر و شرک ایسا بدترین جرم ہے کہ کافر و مشرک کی کبھی معافی نہیں ہوگی اور نہ ہی ان کی بخشش ہوگی، یہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ (۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) حقیقة الشرك أن يعتقد انسان في بعض المعظمين من الناس ان الآثار العجيبة الصادرة منه انما صدرت لكونه متصفا بصفة من صفات الكمال مما لم يعهد في جنس الانسان بل يختص بالواجب جل مجده لا يوجد في غيره الا ان يخلع هو خلعة الالوهية على غيره أو يفني غيره في ذاته ويبقى بذاته أو نحو ذلك مما يظنه هذا المعتقد من الخرافات ۔(حجة الله البالغة: ۱ / ۱۴۴)

۱۔ ان تدعوهم لا يسمعوا دعاءكم ولو سمعوا ما استجابوا لكم ۔(الفاطر / ۱۴)، واذا سألك عبادي عني فاني قريب أجيب دعوة الداع اذا دعان ۔(البقرة / ۱۸۶)، قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي الى الله والله يسمع تحاوركما ان الله سميع بصير(المجادلة / ۱)، والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشيء الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه(الرعد / ۱۴)

۲۔ وما تكون في شأن وما تتلوا منه من قرآن ولا تعملون من عمل الا كنا عليكم شهودا اذ تفيضون فيه (يونس / ۶۱)، الم تر أن الله يعلم ما في السموٰت وما في الأرض ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا أدنى من ذلك ولا أكثر الا هو معهم أين ما كانوا ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيمة ان الله بكل شيء عليم۔(المجادلة / ۷)

۳۔ ان الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ۔(النساء / ۴۸ ۔ ۱۱۶)، انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة(المائدة / ۷۲)، ان الذين كفروا من أهل الكتاب والمشركين في نار جهنم خلدين فيها ۔(البينه/۶)

۳۲:... دنیا کے بارے میں کافر ومشرک کی دعا قبول ہوسکتی ہے، لیکن آخرت کے بارے میں کسی کافر ومشرک کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔(۱)

١۔ فاذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين له الدين فلما نجّهم الى البر اذا هم يشركون۔(العنكبوت / ٦٥)، فيكشف ما تدعون اليه ان شاء وتنسون ما تشركون۔(الأنعام / ٤١)، ولو ترى اذ وقفوا على النار فقالوا يليتنا نرد ولا نكذب بايات ربنا ونكون من المؤمنين۔ بل بدالهم ما كانوا يخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وانهم لكذبون۔(الأنعام / ٢٧ ـ ٢٨)

وجودِ باری تعالیٰ

۱: اللہ تعالیٰ خود بخود موجود ہے، اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں۔

۲: اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، یعنی اس کا موجود ہونا ضروری ہے اور اس کا عدم (نہ ہونا) محال یعنی ناممکن ہے۔

۳:..... اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز واجب الوجود نہیں۔ (۱)

۴:...... اللہ تعالیٰ کے دو طرح کے نام ہیں: ایک ذاتی، دوسرے صفاتی۔ ذاتی نام اللہ ہے۔ صفاتی نام احادیث مبارکہ میں ننانوے بتلائے گئے ہیں جو کہ مشہور و معروف ہیں، یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کی بنیاد اور اصل ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی ننانوے نام ہیں ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور نام نہیں ہیں، بلکہ ان کے علاوہ اور بھی بے شمار نام ہیں جن میں سے بعض قرآن و حدیث میں ذکر فرمائے گئے ہیں، مثلاً ذوالفضل، ذی المعارج، ذی الطول، ملیک، اکرم، رفیع، قاہر، شاکر، دائم، وتر، فاطر، وغیرہ۔ (۲)

۵: اللہ تعالیٰ کے لئے صفت قدرت بھی ثابت ہے کہ وہ ذات قادرِ مطلق ہے، کوئی چیز اس

۱۔ یا أیها الناس أنتم الفقراء الی اللّٰه واللّٰه هو الغنی الحمید۔(فاطر / ۱۵)، وبیانه أن الواجب الوجود لذاته واجب الوجود من جمیع جهاته کأسمائه وصفاته.....وقد ثبت أنه واجب الوجود۔(شرح فقه اکبر / ۱۵ ۔ ۱۶)، والمحدث للعالم هو اللّٰه تعالیٰ أی الذات الواجب الوجود..... انما هو من حیث کونه واجب الوجود ..... الذی یکون وجوده من ذاته أی ذاته علة تامة لوجوده..... ولا یحتاج الی شیٔ اصلا أی فی وجوده۔(نبراس /۹۶ ۔ ۹۷)، عندی..... لانه وقع فی کلام الصریری وهو امام هؤلآء القوم هکذا واجب الوجود لذاته مذکوریست که نظیر ندارد وازلاً وابداً موجود باشد وفرض عدم وے محال باشد وموجب وجود وذات وے باشد وآں خدائے تعالیٰ است وصفات وے جل شانهٗ۔(نبراس / ۱۰۷)

۲۔ وللّٰه الأسماء الحسنی فادعوه بها ۔(الأعراف / ۱۸۰)، واللّٰه یختص برحمته من یشاء واللّٰه ذو الفضل العظیم۔(البقرة / ۱۰۵)، من اللّٰه ذی المعارج (المعارج/۳)، غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول۔(غافر / ۳)، فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔(القمر/۵۵)، وربك الأکرم (العلق/۳)، رفیع الدرجات ذو العرش (المومن/۱۵)، وهو القاهر فوق عباده(الانعام/۱۸)، فان اللّٰه شاکر علیم(البقره/۱۵۸)، (بقیہ اگلے صفحے پر)

کی قدرت سے باہر نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے، عجز کا وہاں نام ونشان نہیں۔(۱)

۶:...... اللہ تعالیٰ کے لئے صفت ارادہ بھی ثابت ہے، یعنی اپنے ارادہ واختیار سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے وجود بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معدوم کردیتا ہے۔ اس نے ازل میں جو ارادہ کیا تھا، اسی کے مطابق ہو رہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی کے مطابق ہوتا رہے گا۔ وہ جس کا ارادہ کرتا ہے وہ ہو کے رہتا ہے، کوئی چیز بھی اس کے ارادہ واختیار سے باہر نہیں۔(۲)

۷:..... اللہ تعالیٰ کو صفت سمع بھی حاصل ہے۔ سمع کا معنی ہے، سننا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی ہر بات کو سنتا ہے، ایک کی بات سننے سے، اسے دوسروں کی بات سننے میں رکاوٹ نہیں ہوتی، وہ بیک وقت انسانوں، فرشتوں، جنوں، جانوروں، پرندوں، پانی میں مچھلیوں، کیڑے مکوڑوں اور ان کے علاوہ دیگر تمام مخلوقاتِ عالم کی تمام باتوں کو سنتا اور سمجھتا ہے۔ انسانوں اور دوسری مخلوق کی مختلف زبانوں سے اسے کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔ اتنی زبردست قوتِ سماعت کے باوجود وہ

(گذشتہ سے پیوستہ) الحمد للّٰہ فاطر السموت والأرض۔(فاطر / ۱)، عن أبی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال: ان اللّٰہ تسعۃ وتسعین اسماء مائۃ الا واحد، من احصاھا دخل الجنۃ وان اللّٰہ وتر یحب الوتر۔ (صحیح مسلم: ۲ / ۳٤۲)، ذھب المحققون الی أن اللّٰہ علم للذات۔(شرح المقاصد: ۳ / ۲۵۸)، واللّٰہ اسم للذات المقدسۃ فقط أو مع الصفات الکاملۃ۔(نبراس / ۳)

۱۔ قل ھو القادر علی أن یبعث علیکم عذابا من فوقکم۔(الأنعام / ٦۵)، بلی قدرین علی أن نسوی بنانہ۔(القیامۃ / ٤) وانا علی أن نریک ما نعدھم لقدرون۔(المؤمنون: ۹۵)، وکان اللّٰہ علی کل شیء مقتدرا۔(الکھف / ٤۵)، وما کان اللّٰہ لیعجزہ من شیء فی السموت ولا فی الأرض انہ کان علیما قدیرا۔(فاطر / ٤٤)، قال النبی ﷺ فی دعا الاستخارۃ: اللھم انی أستخیرک بعلمک وأستقدرک بقدرتک (صحیح بخاری: ۱ / ۱۵۵)، وقادر بقدرتہ التی ھی صفتہ الأزلیۃ السرمدیۃ والمعنی أنہ اذا قدر علی شیء فانما یقدر علیہ بقدرتہ القدیمۃ لا بالقدرۃ الحادثۃ کما توجد للأشیاء الممکنۃ فھو الحی القیوم۔(شرح فقہ اکبر / ۱٦)، الکلام فی القدرۃ ھی الاختیار فی الفعل والترک وأجمع أھل السنۃ علی أن الحق سبحانہ فاعل بالقدرۃ فان شاء لم یفعل۔(مرام الکلام / ۲۱)

۲۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔(البقرہ / ۱۸۵)، انما قولنا لشیء اذا أردناہ أن نقول لہ کن فیکون۔ (النحل / ٤۰)، ولو شاء ربک لآمن من فی الأرض کلھم جمیعا۔(یونس / ۹۹)، مذھب أھل الحق أن کل ما أراد اللّٰہ تعالیٰ فھو کائن، وأن کائن فھو مراد لہ، وان لم یکن مرضیا، ولا مامورا بہ، بل منھیا عنہ، وھذا ما اشتھر من السلف أن ما شاء اللّٰہ کان ومالم یشاء لم یکن۔ (شرح المقاصد: ۳ / ۱۰۰)

کانوں سے پاک ہے۔(۱)

۸: اللہ تعالیٰ کے لئے صفت بصر بھی ثابت ہے۔ بصر کا معنی ہے، دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز روشنی میں ہو یا اندھیرے میں، نزدیک ہو یا دور، دن میں ہو یا رات میں، بڑی ہو یا چھوٹی، مخلوق کو نظر آئے یا نہ آئے، اللہ تعالیٰ سب کو ہر وقت یکساں طور پر دیکھتا ہے، کسی بھی وقت کوئی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی۔ بایں ہمہ وہ مخلوق جیسی آنکھوں سے اور آنکھوں کی ہر قسم کی شکل وصورت سے پاک ہے۔(۲)

۹: اللہ تعالیٰ صفت خلق اور صفت تکوین کے ساتھ بھی موصوف ہیں۔ خلق کا معنی پیدا کرنا اور تکوین کا معنی وجود میں لانا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں اور وجود میں لاتے ہیں۔(۳)

۱۰: اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے مگر اس کو اس کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے اور کیفیت

۱۔ فاستعذ باللّٰہ انه هو السميع البصير۔(غافر / ٥٦)، ليس كمثله شئ۔(الشورى / ١١) عن ابى موسى الأشعرى رضى اللّٰه عنه قال: كنا مع النبى ﷺ فى سفر فكنا اذا أشرفنا على وادٍ هللنا و كبرنا ارتفعت اصواتنا، فقال النبى ﷺ: ايها الناس أربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون أصم و لا غائبا انه معكم انه سميع قريب۔(صحيح بخارى: ١/ ٤٢٠)، فانه تعالىٰ سميع بالأصوات و الحروف و الكلمات بسمعه القديم الذى هو نعت له فى الأزل۔(شرح فقه اكبر / ١٨)، قال فى أنه حى سميع بصير شهدت به الكتب الالٰهية و أجمع عليه الأنبياء، بل جمهور العقلاء۔(شرح المقاصد: ٣/ ١٠٠)

۲۔ انه كان بعباده خبيرا بصيرا۔(الأسراء / ٣٠)، ليس كمثله شئ۔(الشورى / ١١)، عن ابى هريرةؓ عن النبى ﷺ فى حديث الايمان قال: يا محمد ما الاحسان؟ قال: أن تعبد اللّٰه كأنك تراه فانك ان لم تكن تراه فانه يراك۔ (صحيح بخارى: ١/ ١٢)، و بصير بالاشكال و الألوان ببصره القديم الذى هو له صفة فى الأزل فلا يحدث له سمع بحدوث مسموع و لا بصر بحدوث مبصر، فهو السميع البصير يسمع و يرى، لا يعزب على سمعه مسموع و ان خفى غاية الخفى، و لا يغيب عن رؤيته مرئى و ان دق فى النظر، بل يرى دبيب النملة السوداء فى الليلة الظلماء على الصخرة الصماء۔(شرح فقه اكبر / ١٨)

۳۔ انما امره اذا اراد شيأ ان يقول له كن فيكون(يس / ٨٢)، هل من خالق غير اللّٰه يرزقكم من السماء و الأرض(فاطر / ٣)هو اللّٰه الخالق البارى المصور (الحشر / ٢٤)، و التكوين و التخليق و الخلق و الايجاد و الاحداث و الاختراع و نحو ذلك... صفة اللّٰه تعالىٰ لاطباق العقل و النقل على أنه خالق للعالم مكون له۔(شرح العقائد/ ٦٤)

استویٰ ہمیں معلوم نہیں، وہ عرش وغیر عرش کل عالم کا محافظ ہے۔(۱)

۱۱:..... اللہ تعالیٰ صفت معیت کے ساتھ بھی متصف ہے۔ معیت الٰہی کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم، سمع، بصر اور احاطہ کے اعتبار سے اپنی مخلوق اور بندوں کے ساتھ ہے، اس کو معیت عامہ کہا جاتا ہے۔ دوسری معیت خاصہ ہے جو خاص مؤمنین کے لئے ہے اور اس معیت کا معنی بندوں کی نصرت، تائید اور حفاظت ہے۔ اس کی معیت اور قرب مخلوق کی معیت اور قرب کی طرح نہیں ہے۔(۲)

۱۲:..... اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے رزق کا ذمہ لیا ہے۔ ہر شخص اپنا رزق خود کماتا ہے، البتہ رزق جیسے حلال ہوتا ہے حرام بھی رزق ہوتا ہے۔ آدمی اسباب کے ذریعہ حلال یا حرام کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔(۳)

۱۳: نیک اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور برا اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ یہ قرب وبعد مسافت کے اعتبار سے نہیں بلکہ یہ قرب بلا کیف ہے اور یہ بعد بھی بلا کیف ہے۔(۴)

۱۴:..... جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے وہ بے دین اور کافر ہے اور اس جرم کی پاداش میں

۱۔ الرحمن على العرش استوى۔(طٰهٰ/ ٥)، وهو مستغن عن العرش وما دونه۔ محيط بكل شيء وفوقه، وقد أعجز عن الاحاطة خلقه۔(عقيده طحاويه مع الشرح/ ٢٨٠)، وقال الامام الأعظم رحمه الله تعالىٰ في كتابه الوصية: نقر بأن الله على العرش استوى من غير أن يكون له حاجة اليه واستقرار عليه، وهو الحافظ للعرش وغير العرش۔ ... ونعم ما قال الامام مالك رحمه الله حيث سئل عن ذلك الاستواء فقال: الاستواء معلوم، والكيف مجهول، والسؤال عنه بدعة، والايمان به واجب۔(شرح فقه اكبر/ ٣٨)

۲۔ يستخفون من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم (النساء/ ١٠٨)، وهو معكم أين ما كنتم والله بما تعملون بصير۔(الحديد/ ٤)، قال النبي ﷺ: ايها الناس أربعوا على أنفسكم فانكم لا تدعون أصم ولا غائبا انه معكم انه سميع قريب۔(صحيح بخاري. ١/ ٤٢٠)

۳۔ وما من دابة في الأرض الا على الله رزقها۔(هود/ ٦)، الرزق ما ساقه الله الى الحيوان فانتفع به، فكل يستوفي رزقه ولا يأكل احد رزق أحد۔(شرح المقاصد: ٣/ ٢٣٦)، والحرام رزق لأن الرزق اسم لما يسوقه الله تعالىٰ الى الحيوان فيأكله وذلك قد يكون حلالا وقد يكون حراما۔ وهذا أولى من تفسيره بما يتغذى به الحيوان لخلوه عن معنى الاضافة الى الله تعالى مع أنه معتبر في مفهوم الرزق۔(شرح العقائد/ ٩٥)

۴۔ (ولكن المطيع قريب منه بلا كيف) أي من غير التشبيه (والعاصي بعيد عنه بلا كيف) أي بوصف التنزيه۔(شرح فقه اكبر/ ١٠٤)

ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔(۱)

۱۵:..... اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص وعیب، کمزوری محتاجی اور تمام لوازمات وعاداتِ بشریہ مثلاً پیدا ہونا، بیماری، صحت، بچپن، جوانی، بڑھاپا، نیند، اونگھ، تھکاوٹ اور نسیان وغیرہ سے پاک ہے۔(۲)

۱۶:..... اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو وجود بخشا ہے اور ہر چیز کے خواص اور تاثیر کا بھی وہی خالق ہے، کوئی چیز ذاتی طور پر مؤثر، مفید یا نقصان دہ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز میں مؤثر حقیقی ہے اور ہر چیز کا نفع اور نقصان اسی کے قبضہ میں ہے۔(۳)

۱۷: مخلوق کی زندگی اور موت، صحت اور بیماری، اچھائی اور برائی سب اسی کے قبضہ میں ہے، وہ جب تک چاہتا ہے مخلوق کو زندہ رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو موت دے دیتا ہے۔ اسی طرح جب تک چاہے گا کائنات کو باقی رکھے اور جب چاہے گا اس کو فناء کر کے قیامت برپا کر دے گا۔(۴)

۱۸: اللہ تعالیٰ جب آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں تو ان کا نزول بلا کیف ہوتا ہے اور جب قیامت کے دن میدانِ محشر میں نزول فرمائیں گے تو ان کا نزول بلا کیف ہوگا۔(۵)

۱۔ وقال القاضي: (أبو بكر الباقلاني رحمه الله) الكفر هو الجحد بالله وربما يفسر الجحد بالجهل۔(شرح المقاصد: ۳/ ۴۵۹)

۲۔ الله لا اله الا هو الحي القيوم لا تاخذه سنة ولا نوم۔(البقره / ۲۵۵)، لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا أحد۔(الاخلاص / ۳۔۴)، ألكم الذكر وله الأنثى تلك اذا قسمة ضيزى۔(النجم / ۲۱، ۲۲)، سبحان ربك رب العزة عما يصفون۔الخ (الصفٰت / ۱۸۰)

۳۔ قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار۔(الرعد / ۱۶)، نسقيكم مما في بطونه من بين فرث و دم لبناً خالصاً (النحل / ۶۶)، وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو (یونس / ۱۰۷)

۴۔ ألا انه بكل شيء محيط (فصلت/ ۵۴)، وانه هو اضحك وابكى۔ وانه هو أمات وأحيا (النجم/ ۴۳۔۴۴)، ثم اماته فاقبره۔ ثم اذا شاء انشره (عبس / ۲۱، ۲۲)

۵۔ وجاء ربك (الفجر/ ۲۲) هل ينظرون الا أن ياتيهم الله (البقره/ ۲۱۰)، عن ابي هريرة ان رسول الله ﷺ قال: ينزل ربنا تبارك وتعالىٰ كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر (صحيح بخارى: ۱/ ۱۵۳) وقد سئل ابو حنيفه رحمه الله عما ورد: من أنه سبحانه ينزل من السماء فقال ينزل بلا كيف (شرح فقه اكبر/ ۳۸)

۱۹: ...... اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں تغیر اور فنا نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہمیشہ باقی رہے گی اور اس کی صفات بھی ہمیشہ باقی رہیں گی، اس کے سوا ہر مخلوق فانی ہے اور ہلاک ہونے والی ہے۔(۱)

۲۰: ...... اللہ تعالیٰ کسی چیز کیساتھ متحد نہیں ہوتا، جیسے دو چیزیں مل کر ایک ہو جاتی ہیں، جیسے برف پانی میں گھل کر پانی ہو جاتی ہے۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول کرتا ہے۔ حلول کا معنی ہے، ایک چیز کا دوسری چیز میں سما جانا، پیوست ہو جانا، ایک چیز کا دوسری چیز میں حل ہو جانا، جیسے کپڑے میں کوئی رنگ حلول کرتا ہے یعنی پیوست ہوتا ہے، اور حل ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام میں حلول کر گیا تھا، ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان، حیوان، درخت اور پتھر میں حلول کرتا ہے۔(۲)

۲۱: ...... اللہ تعالیٰ کی اولاد نہیں، نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے۔ نہ ہی اس کے بیوی، بچے اور خاندان ہے۔(۳)

۱۔ لا الہ الا ھو کل شیء ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ۔(قصص/ ۸۸)، کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ۔(الرحمن / ۲۶ ۔ ۲۷)، قال النبی ﷺ اللھم أنت الأول فلیس قبلک شیء، وأنت الآخر فلیس بعدک شیء۔ (صحیح مسلم: ۳۴۸/۲)، قولہ (لا یفنی ولا یبید) اقرار بدوام بقائہ سبحانہ وتعالیٰ والفناء والبید متقاربان فی المعنی والجمع بینھما فی الذکر للتاکید.... أن اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ لم یزل متصفا بصفات الکمال، صفات الذات وصفات الفعل۔(عقیدہ طحاویہ مع الشرح / ۱۱۳، ۱۱۴)، (لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ) یعنی أن صفات اللّٰہ وأسماؤہ کلھا ازلیۃ لا بدایۃ لھا، وأبدیۃ لا نھایۃ لھا، لم یتجدد لہ تعالیٰ صفۃ من صفاتہ ولا اسم من أسمائہ، لأنہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ۔(شرح فقہ اکبر/ ۲۳)

۲۔ لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر۔(الشوری / ۱۱)، سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون۔(الأنعام / ۱۰۰)، قال الشیخ فی عقیدتہ الصغری تعالی الحق تعالی ان تحلہ الحوادث أو یحلھا، وقال فی عقیدتہ الوسطی اعلم ان اللّٰہ تعالیٰ واحد باجماع ومقام الواحد یتعالی أن یحل فیہ شیء أو یحل فی شیء أو یتحد بشیء۔ (الیواقیت والجواھر: ۶۳/۱)

۳۔ قل ھو اللّٰہ أحد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا أحد۔ (الاخلاص / ۱ تا ۴)، ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شیء ۔(الأنعام / ۱۰۱)

۲۲:... اللہ تعالیٰ کا اس جہان میں دیدار نہیں ہو سکتا، آخرت میں اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جس کی حقیقت وکیفیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔(۱)

١۔ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار (الانعام/١٠٣)، للذين احسنوا الحسنى وزيادة (يونس/٢٦)، قال النبی ﷺ: اذا دخل اهل الجنة الجنة قال: يقول الله تبارك وتعالى تريدون شيئا ازيدكم؟ فيقولون الم تبيض وجوهنا؟ الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال فيكشف الحجاب فما اعطوا شيئا احب اليهم من النظر الى ربهم عزوجل (صحيح مسلم: ١/١٠٠)، ذهب أهل السنة الى أن الله تعالى يجوز أن يرى وأن المؤمنين فی الجنة يرونه منزها عن المقابلة والجهة والمكان (شرح المقاصد: ٢/ ١٣٤)، (والله تعالى يرى) بصيغة المجهول أی ينظر اليه بعين البصر (فی الآخرة) أی يوم القيمة ... بلا كيفية ولا جهة ولا ثبوت مسافة، ومن يرى ربه لا يلتفت الى غيره۔ (شرح فقه اكبر/ ٨٣)، وأما الاجماع فهو أن الأمة كانوا مجتمعين على وقوع الرؤية فی الآخرة وأن الآيات الواردة فی ذلك محمولة على ظواهرها وهذا الاجماع يدل على صحة الرؤية ووقوعها۔ (نبراس/ ١٦٧)

توحید باری تعالیٰ

۱:...... اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔(۱)

۲:...... اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یعنی نہ اس کی ابتداء ہے نہ انتہاء۔ وہ قدیم ہے، ازلی ہے ابدی ہے۔(۲)

۳:...... اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی عبادات کے لائق ہے۔

۴:...... اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔(۳)

۵:...... اللہ تعالیٰ ہی حلال اور حرام قرار دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حلال وحرام قرار دے۔(۴)

۶:...... اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں پہلی صفت حیاۃ ہے۔ صفات ذاتیہ ان صفات کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات کے ساتھ تو موصوف ہو، ان صفات کی اضداد کے ساتھ موصوف نہ ہو، مثلاً حیاۃ، قدرت، علم، ارادہ، سمع، بصر، کلام، خلق اور تکوین وغیرہ صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہے۔ ان صفات کی ضد، مثلاً، موت، عجز، جہل وغیرہ کے ساتھ موصوف نہیں

۱۔ لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا۔(الأنبياء / ۲۲)، قل هو الله أحد۔(الاخلاص / ۱)

۲۔ كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔(الرحمن / ۲۶۔ ۲۷)، فقول الشيخ قديم بلا ابتداء، دائم بلا انتهاء هو معنى اسمه الأول والآخر والعلم بثبوت هذين الوصفين مستقر في الفطر۔(عقيده طحاويه مع الشرح / ۱۱۱)، لما كان الواجب ما يمتنع عدمه لم يحتج بعد اثباته كونه أزليا أبديا۔ (شرح المقاصد: ۱۶/۳)

۳۔ والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم۔(البقرة / ۱۶۳)، انني أنا الله لا اله الا أنا فاعبدني۔(طه / ۱٤)، اياك نعبد واياك نستعين۔(الفاتحه / ٤)

٤۔ انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله۔ (البقرة / ۱۷۳)، احل الله البيع وحرم الربوا۔(البقرة / ۲۷۵)، قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبت من الرزق۔(الأعراف / ۳۲)، قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن۔ (الأعراف / ۳۳)، قال رسول الله ﷺ: اني لست احرم حلالا ولا احل حراما

(صحيح بخاری ۱ / ٤۳۸)

ہے۔ صفت حیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حیّ، یعنی زندہ ہے۔ زندگی کی صفت اس کے لئے ثابت ہے، وہ حقیقی زندگی کا مالک ہے، ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اور مخلوق کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ (۱)

۷:..... اللہ تعالیٰ صفت علم کے ساتھ بھی موصوف ہے۔ علم کا معنی ہے، جاننا۔ وہ تمام عالم کی ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے، ہر چیز کو اس کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اور اس کے ختم ہونے کے بعد بھی جانتا ہے، انسان کے سینے میں مخفی راز سے بخوبی آگاہ ہے۔ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہٰذا جو کچھ ہوا، ہو رہا ہے اور ہوگا، اللہ تعالیٰ کو ان سب کا تفصیلی علم ہے۔ (۲)

۸:..... اللہ تعالیٰ کی صفات میں زمانہ کے اعتبار سے کوئی ترتیب نہیں ہے کہ ایک صفت پہلے ہو اور دوسری بعد میں، بلکہ تمام صفات ازل سے اس کے لئے ثابت ہیں۔ (۳)

۹:..... اللہ تعالیٰ کی صفات نہ تو عین ذات باری تعالیٰ ہیں کہ ذات اور صفات مفہوم اور معنی کے اعتبار سے بالکل ایک ہی چیز ہوں، کیونکہ صفات، ذات پر زائد ہوتی ہیں تو دونوں بالکل ایک نہ

۱۔ اللّٰہ لا الٰہ الا ہو الحي القيوم۔ (البقرة/ ٢٥٥)، وهو الذي احياكم ثم يميتكم ثم يحييكم۔ (الحج / ٦٦)، ان اللّٰه فالق الحب والنوى يخرج الحي من الميت ومخرج الميت من الحي ذلكم اللّٰه فانّى تؤفكون۔ (الأنعام / ٩٥)، لم يزل ولا يزال باسمائه وصفاته الذاتية والفعلية أما الذاتية فالحياة والقدرة والعلم۔ (فقه اكبر مع الشرح / ١٥۔ ١٦)

۲۔ ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير۔ (الملك / ١٤)، ان اللّٰه لا يخفى عليه شيء في الأرض ولا في السماء (آل عمران / ٥) واللّٰه يعلم ما في السموٰت وما في الأرض واللّٰه بكل شيء عليم۔ (الحجرات / ١٦)، ويعلم ما تسرون وما تعلنون واللّٰه عليم بذات الصدور۔ (التغابن/ ٤)، قالت من أنبأك هذا قال نبّأني العليم الخبير۔ (التحريم / ٣)، (والعلم) أي من صفات الذاتية، وهي صفة أزلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بها، فاللّٰه تعالىٰ عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وانه تعالىٰ يعلم الجهر والسر وما يكون أخفى منه من المغيبات۔ (شرح فقه اكبر/ ١٦)

۳۔ ان اللّٰه سبحانه وتعالىٰ لم يزل متصفا بصفات الكمال..... ولا يجوز أن يعتقد أن اللّٰه وصف بصفة بعد ان لم يكن متصفا بها، لأن صفاته سبحانه صفات كمال، وفقدها صفة نقص، ولا يجوز أن يكون قد حصل له الكمال بعد أن كان متصفا بضده۔ (عقيدة طحاويه مع الشرح / ١٢٤)

ہوئیں، لہٰذا صفاتِ باری تعالیٰ، ذاتِ باری تعالیٰ کا عین نہ ہوئیں اور صفات باری تعالیٰ نہ ہی غیر ذات باری تعالیٰ ہیں کہ ذات اور صفات میں سے ایک دوسرے کے بغیر موجود ہو، کیونکہ صفات تو ذات کے بغیر اس لئے نہیں ہوسکتیں کہ صفات ذات کے تابع ہوتی ہیں اور تابع، متبوع کے بغیر موجود نہیں ہوسکتا اور ذاتِ باری تعالیٰ صفات کے بغیر اس لئے نہیں ہوسکتی کہ اس صورت میں ذاتِ باری تعالیٰ کا صفات کمال کے بغیر ہونا لازم آئے گا اور یہ محال ہے، لہٰذا صفات باری تعالیٰ ذات باری تعالیٰ کا غیر بھی نہ ہوئیں۔ مختصراً اس عقیدے کو یوں بھی کہہ دیا جاتا ہے، صفات باری تعالیٰ نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات۔ (۱)

۱۰: اللہ تعالیٰ صفت وحدت کیساتھ موصوف ہے، یعنی وہ اپنی ذات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے اور اپنی صفات میں بھی اکیلا اور تنہا ہے، نہ کوئی اس کی ذات میں شریک ہے اور نہ ہی صفات میں۔ (۲)

۱۱:...... اللہ تعالیٰ بلاشرکت غیرے ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ (۳)

۱۲:...... اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بھی قدیم ہیں، یعنی ہمیشہ سے ہیں۔ (۴)

۱۔ الصفة لا عين الموصوف ولا غيره هذا له معنى صحيح هو: أن الصفة ليست عين ذات الموصوف التي يعرضها الذهن مجردة بل هي غيرها، وليست غير الموصوف، بل الموصوف بصفاته شئ واحد غير متعدد۔(عقيده طحاويه مع الشرح / ۱۲۶)، وهي لا هو ولا غيره يعني ان صفات اللّٰه تعالىٰ ليست عين الذات ولا غير الذات فلا يلزم قدم الغير ولا تكثر القدماء تفريع على عدم المغايرة۔(نبراس / ۱۲۸)

۲۔ سبحانه وتعالى عما يقولون علوا كبيرا۔(الأسرا / ٤٣)، ويوم يناديهم فيقول أين شركائي الذين كنتم تزعمون۔(القصص / ٦٢۔ ٧٤)، قل هو اللّٰه هو أحد۔ (الاخلاص / ١)
(واللّٰه تعالىٰ واحد) أى فى ذاته..... (ولكن من طريق أنه لا شريك له)أى فى نعته السرمدى لا فى ذاته ولا فى صفاته ولا نظير له ولا شبيه له۔ (شرح فقه اكبر / ١٤)

۳۔ خلق السموٰت والأرض بالحق تعلىٰ عمّا يشركون۔(النحل / ٣)، ألا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير۔(الملك / ١٤) هذا خلق اللّٰه فأروني ماذا خلق الذين من دونه(لقمان / ١١)، قل اللّٰهمّ ملك الملك تؤتي الملك من تشاء۔(آل عمران / ٢٦) وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحانه وتعالى عما يشركون۔(القصص /٦٨)

٤۔ وله صفات أزلية قائمة بذاته۔(شرح عقائد / ٣٧)، وصفاته فى الأزل غير محدثه ولا مخلوقة۔(شرح فقه اكبر / ٢٥)

۱۳:...... اللہ تعالیٰ صفت کلام سے بھی موصوف ہیں، کلام کے معنی ہے، بولنا اور باتیں کرنا، یعنی اللہ تعالیٰ متکلم ہیں، کلام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک حضرت موسیٰ سے کلام نہیں کیا تھا، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ متکلم تھے۔ قرآن کریم سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اصل کلام وہ ہوتا ہے جو دل میں ہو، اس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے۔ جب اس کو الفاظ کے قالب میں ڈھالتے ہیں تو وہ کلام لفظی بن جاتا ہے۔ کلام کے لئے حروف اور کلمات ضروری نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو حروف اور کلمات کے ساتھ آراستہ کر کے نازل کیا تاکہ بندے اس کو پڑھ سکیں اور سن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کلام کے لئے زبان کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی مخلوق جیسی زبان ہے، وہ زبان سے پاک ذات ہے۔ (۱)

۱۴:...... اللہ تعالیٰ کے لئے ان صفات کے علاوہ اور بھی بے شمار صفات ثابت ہیں، مثلاً زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، عزت دینا، ذلت دینا، مخلوق کی الگ الگ شکل وصورت بنانا، بے نیاز ہونا، بے مثل و بے مثال ہونا، ہر چیز کا مالک ہونا، ہر جگہ موجود ہونا، مخلوق کی ہر ضرورت پوری کرنا، ہر مشکل سے نجات دینا، ہر کسی کی حاجت روائی کرنا، کائنات عالم کی تدبیر کرنا، ہدایت دینا، مخلوق کی خطائیں معاف کرنا اور ہر عیب سے پاک ہونا وغیرہ۔ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ازلی، ابدی اور قدیم ہیں، ان میں کمی بیشی، تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ (۲)

۱۔ من کلم اللہ ورفع بعضھم درجٰت۔(البقرۃ / ۲۵۳)، قال یٰموسیٰ انی اصطفیتک علی الناس برسلٰتی وبکلامی فخذ ما اٰتیتک وکن من الشٰکرین۔(الأعراف / ۱۴۴)
الکلام ھو صفۃ ازلیۃ عبر عنھا بالنظم المسمی بالقرآن المرکب من الحروف یرید ان الکلام المعدود من الصفات الالٰھیۃ ھو المعنی القدیم القائم بذاتہ تعالیٰ واما ھذا القرآن المرکب من الحروف الھجاء فحادث ولیس صفۃ قدیمۃ قائمۃ بذاتہ تعالیٰ بل ھو دال علیھا ویسمی الأول بالکلام النفسی والثانی بالکلام اللفظی۔ (نبراس / ۱۳۹)

۲۔ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ (الروم / ۴۰)
وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔ (آل عمران / ۲۶)
ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ۔(الشوریٰ / ۲۵)
واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ أو قاعداً أو قائماً۔(یونس / ۱۲)
واذا مس الانسان ضر دعا ربہ منیبا الیہ۔(الزمر / ۸)
ومن یھد اللہ فما لہ من مضل۔(الزمر / ۳۷)
سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ۔(الصٰفٰت / ۱۸۰)
وصفاتہ کلھا فی الأزل۔(فقہ اکبر مع الشرح / ۳۱)

۱۵: ..... اللہ تعالیٰ، جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح ان کے افعال کے بھی خالق ہیں، ان کی عادات، اخلاق اور صفات وغیرہ کے بھی اللہ تعالیٰ ہی خالق ہیں، بندوں کے افعالِ خیر (اچھے کاموں) اور افعالِ شر (برے کاموں) دونوں کے خالق اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف افعالِ شر کے خالق ہونے کی نسبت کرنے سے اس کی ذات میں کوئی نقص یا عیب پیدا نہیں ہوتا، اس لئے کہ خلق بہر حال محمود ہی ہے خواہ خیر کا ہو یا شر کا، البتہ کسبِ خیر محمود ہے اور کسبِ شر مذموم، اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ عملِ خیر اور کسبِ خیر سے راضی ہوتے ہیں اور عملِ شر اور کسبِ شر سے ناراض ہوتے ہیں۔ (۱)

۱۶: اللہ تعالیٰ غصے بھی ہوتے ہیں اور خوش بھی، مگر وہ مخلوق کی طرح تأثر سے پاک ہیں اور ان کا غضب ناک ہونا بلا کیف ہے، مخلوق کے غضب ناک ہونے کی طرح نہیں اور ان کا راضی اور خوش ہونا بھی بلا کیف ہے، مخلوق کے راضی اور خوش ہونے کی طرح نہیں۔ اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفات کی طرح نہیں۔ (۲)

۱۷: ..... ہر قسم کی نعمتیں اور ہر قسم کی تکلیفیں اسی کی طرف سے ہیں۔ (۳)

۱۸: ... اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے اور کام بھلائی اور حکمت پر مبنی ہیں، اس کے کسی بھی فیصلے میں ذرہ

۱۔ وھو علی کل شی وکیل (الأنعام / ۱۰۲)، واللّٰہ خلقکم وما تعملون۔(الصافات / ۹۶)، ولا یرضی لعبادہ الکفر۔(الزمر / ۷)

خلق الخلق سلیما من الکفر والایمان، ثم خاطبھم وأمرھم ونھاھم فکفر من کفر بفعلہ وانکارہ وجحودہ الحق بخذ لان اللّٰہ تعالیٰ ایاہ۔ وآمن من آمن بفعلہ واقرارہ وتصدیقہ بتوفیق اللّٰہ تعالیٰ ایاہ ونصرتہ لہ ....والایمان والکفر فعل العباد ..وجمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون کسبھم علی الحقیقۃ واللّٰہ تعالیٰ خالقھا۔(فقہ اکبر مع الشرح / ۴۶۔ ۴۹۔۵۰)فعل العبد واقع بقدرۃ اللّٰہ تعالی، وانما للعبد الکسب۔(شرح المقاصد: ۳ / ۱۶۳)

۲۔ وغضب اللّٰہ علیہ ولعنہ وأعدلہ عذابا عظیما۔ (النساء / ۹۳)أفمن اتبع رضوان اللّٰہ کمن باء بسخط من اللّٰہ ومأوٰہ جھنم ۔(آل عمران / ۱۶۲)، (وغضبہ ورضاہ صفتان من صفاتہ بلا کیف) أی بلا تفصیل أنھما من صفات أفعالہ أو من نعوت ذاتہ ۔ والمعنی وصف غضب اللّٰہ ورضاہ لیس کوصف ما سواہ من الخلق، فھما من صفات المتشابھات فی حق الحق علی ما ذھب تبعا لجمھور السلف۔(شرح فقہ اکبر / ۳۷)

۳۔ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللّٰہ الخ(التغابن/ ۱۱)، ما أصابک من حسنۃ فمن اللّٰہ(النساء/ ۷۹)

بھر ظلم یا ناانصافی نہیں۔(۱)

۱۹:...... اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن کریم میں کچھ ایسی چیزیں ثابت ہیں جن کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔مثلاً چہرہ، ہاتھ، پنڈلی وغیرہ۔اللہ تعالیٰ ان اعضاء سے منزہ ہے۔ان کے بارے میں یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ ان سے جو مراد باری تعالیٰ ہے وہ حق ہے، میں اس پر ایمان لاتا ہوں۔(۲)

۲۰:... اللہ تعالیٰ کی کوئی نظیر، کوئی اس کا شریک، کوئی اس کی ضد، کوئی اس کے مقابل نہیں، کوئی اس کے فیصلوں کو رد کرنے والا نہیں، کوئی اس کے حکم اور امر پر غالب نہیں۔(۳)

۲۱:... اللہ تعالیٰ کسی چیز میں کسی کا محتاج نہیں، یعنی وہ اپنی ذات وصفات اور اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں، کیونکہ کل عالم اس کا محتاج ہے۔اگر اللہ تعالیٰ عالم کی کسی چیز کا محتاج ہو تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محتاج کا محتاج ہے اور یہ محال ہے، لہٰذا کل عالم اسی کا محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔(۴)

۱۔ وهو الحكيم الخبير۔(سبا / ۱)، وما الله يريد ظلما للعباد۔(غافر / ۳۱)، وما ربك بظلام للعبيد۔(حمٓ سجده/ ٤٦)

۲۔ وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت أيديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء۔(المائدة / ٦٤)، كل شئ هالك الا وجهه له الحكم واليه ترجعون(القصص / ۸۸) ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام۔(الرحمن / ۲۷)، الرحمن على العرش استوى (طه / ٥)، يد الله فوق أيديهم (الفتح / ۱۰)، ولتصنع على عينى (طه / ۳۹)، قال: ومنها ما ورد كالاستواء واليد والوجه والعين ونحو ذلك والحق أنها مجازات و تمثيلات۔ (شرح المقاصد: ۳ /۱۲۸)، وفى كلام المحققين من علماء البيان ان قولنا الاستواء مجاز عن الاستيلاء ۔واليد واليمين عن القدرة والعين عن البصر ونحو ذلك انما هو لنفى وهم التشبه والتجسم بسرعة والا فهى تمثيلات وتصويرات للمعانى العقلية بابرازها فى الصور الحسية وقد بينا ذلك فى شرح التلخيص۔ (شرح المقاصد: ۱۲۹/۳)

۳۔ لا شريك له وبذلك أمرت وانا أول المسلمين۔(الأنعام/ ١٦٤)، ولم يكن له كفوا أحد۔ (الاخلاص /٤) ليس كمثله شئ۔(الشورى / ۱۱)، لا تبديل لكلمات الله۔(يونس / ٦٤)، والله غالب على أمره۔ ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔(يوسف /۲۱)، وما لهم فيهما من شرك وماله منهم من ظهير۔(سبا / ۲۲)، فلا تجعلوا لله أندادا وأنتم تعلمون۔(البقرة / ۲۲)(ولا ضد له) أى ليس له منازع وممانع أبدا لا فى البداية ولا فى النهاية (ولا ند له) أى لا شبيه له ولا شريك له...... (ولا مثل له) أى لا شبيه له ولا كفو ولا نوع له حيث لا جنس له۔(شرح فقه اكبر / ٣٦)

٤۔ يا أيها الناس أنتم الفقراء الى الله والله هو الغنى الحميد۔ (فاطر / ۱٥)، له مقاليد السموت والأرض۔(الشورى / ۱۲) الله الصمد۔(الاخلاص / ۲)

۲۲: اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں، وہ کسی ضابطے اور قانون کا پابند نہیں، جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اسے پوچھنے والا نہیں۔ اگر وہ اپنی ساری مخلوق کو جہنم میں بھیج دے تو اسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اگر وہ سب کو جنت میں داخل کر دے تو بھی اسے کوئی پوچھنے والا نہیں، اس لئے کہ اللہ کے سوا کون ہے جو اس پر کوئی چیز واجب کر سکے اور پوچھ سکے۔ اہلِ جنت کا جنت میں داخلہ اس کے فضل و کرم سے ہوگا، کسی کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق نہیں۔(۱)

۲۳: ...... اللہ تعالیٰ کو بدا نہیں ہوتا۔ بدا کا معنی ہے، ظاہر ہونا، جو بات پہلے معلوم نہ ہو اس کا معلوم ہونا۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور پاک ہیں، کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ پہلے جاہل تھے پھر علم حاصل ہوا۔ بعض شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بدا ہوتا ہے۔ بدا کی تین قسمیں ہیں:

۱:...... **بدا فی العلم:** جو کچھ پہلے معلوم تھا اس کے برخلاف حقیقت منکشف ہوئی۔

۲:...... **بدا فی الارادہ:** جو پہلے ارادہ کیا تھا وہ غلط معلوم ہوا۔

۳:...... **بدا فی الامر:** جو حکم پہلے دیا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔

بدا کے عقیدہ کے نتیجے میں اللہ کا جاہل ہونا، غلط علم رکھنے والا ہونا، غلط ارادہ کرنے والا ہونا اور غلط حکم دینے والا ہونا ثابت ہوتا ہے، لہٰذا یہ عقیدہ اس قابل نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو۔(۲)

۱۔ ولو شاء ربك لآمن من في الأرض كلهم جميعا۔(یونس / ۹۹)، لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون۔(الانبیاء/۲۳) ومنها أنه لا یجب علی اللّٰه شيء من رعایة الأصلح للعباد وغیرها۔(شرح فقه اکبر / ۱۲۷)، وما هو أصلح للعبد فلیس بواجب علی اللّٰه تعالیٰ خلافا للمعتزلة ۔(نبراس /۲۰۲)

۲۔ فمن أظلم ممن افتری علی اللّٰه کذبا لیضل الناس بغیر علم۔(الأنعام / ۱۴۵)، ألا له الحکم وهو أسرع الحاسبین۔(الأنعام /۶۲)، ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔(ق/ ۲۹) بدادر علم وهو أن یظهر له خلاف ما علم۔ بدادرارادہ وهو أن یظهر له صواب علی خلاف ما أراد۔بدادر أمر وهو أن یامر بشيء ثم یامر بشيء بعده بخلاف ذلك۔

(تحفہ اثنا عشریہ مترجم/ ۲۸۲۔ ۲۸۳)

رسالت

۱:...... نبی اور رسول خدا کی ان برگزیدہ ہستیوں کو کہا جاتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرماتے ہیں۔ ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا ضروری ہے۔(۱)

۲:...... نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اس انسان کو کہا جاتا ہے جس پر وحیٔ الٰہی نازل ہوتی ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ احکام اور ہدایت خلق کے لئے مامور ہو، صاحب کتاب ہو یا نہ ہو۔

رسول نبی سے شان میں بڑھ کر ہوتا ہے۔ جس نبی کو کوئی خصوصی امتیاز حاصل ہو وہ رسول کہلاتا ہے، مثلاً نبی اگر صاحب کتاب ہو تو رسول کہلائے گا، یا جو اصلاحِ ناس کے لئے مبعوث ہو وہ نبی ہوتا اور جو مقابلہ اعداء کے لئے مبعوث ہو وہ رسول ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔(۲)

۳:...... نبی زیادہ مبعوث ہوئے اور رسول کم، ایک روایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی

۱۔ قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل واسحق ویعقوب۔(البقرة/۱۳٦) النبی انسان بعثہ اللّٰہ لتبلیغ ما اوحی الیہ، وکذا الرسول۔ (شرح المقاصد: ۲٦۸/۳)، أما فی الشرع فقال الأشاعرة: ھو من قال اللّٰہ تعالیٰ لہ ممن اصطفاہ من عبادہ: ارسلناك الی قوم کذا۔ أو الی الناس جمیعا أو بلغھم عنی، ونحوہ من الألفاظ الدالة علی ھذا المعنی کبعثتك ونبئھم(کشاف اصطلاحات الفنون: ۲ /۱٦۸۱)، فیجب الایمان بجمیع الأنبیاء والمرسلین وتصدیقھم فی کل ما أخبروا بہ من الغیب وطاعتھم فی کل ما أمروا بہ ونھوا عنہ۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲٦۳/۲)

۲۔ وقد ذکروا فروقا بین النبی والرسول، وأحسنھا: أن من نبأہ اللّٰہ بخبر السماء ان أمرہ أن یبلغ غیرہ، فھو نبی رسول، وان لم یأمرہ أن یبلغ غیرہ، فھو نبی ولیس برسول، فالرسول أخص من النبی، فکل رسول نبی، ولیس کل نبی رسولا، ولکن الرسالة أعم من جھة نفسھا، فالنبوة جزء من الرسالة، اذ الرسالة تتناول النبوة وغیرھا بخلاف الرسل، فانھم لا یتناولون الأنبیاء وغیرھم، بل الأمر بالعکس، فالرسالة أعم من جھة نفسھا، وأخص من جھة أھلھا۔ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/۱۵۸) فالنبی انسان بعثہ اللّٰہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام... والرسول انسان بعثہ اللّٰہ تعالیٰ الی قوم مشرکین کافرین لتبلیغ التوحید والرسالة والاحکام۔ (خیالی حاشیہ شرح عقائد/ ۱٤۰)

تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے اور رسل کی تعداد تین سو تیرہ یا کم وبیش ہے۔(۱)

۴:...... نبی دنیا میں کسی سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھتا، اسے براہِ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے علوم عطا کئے جاتے ہیں، اسی بناء پر وہ اپنے زمانے میں اور اپنی قوم میں سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے۔(۲)

۵:...... تمام انبیاء ورسل علیہم السّلام کا دین یعنی اصولی عقائد ایک ہیں اور شریعتیں یعنی فروعی احکام جدا جدا ہیں۔(۳)

۶:...... ہر نبی اپنے مقصد نبوت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری نبھانے میں کامیاب اور سرخرو ہوا ہے، اگر کسی نبی پر کوئی ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا، پھر بھی وہ نبی کامیاب

۱۔ عن ابی امامة قال: قال أبو ذر رضی اللّٰہ عنه قال قلت یا رسول اللّٰہ کم وفاء عدة الأنبیاء قال: مائة الف وأربعة وعشرون الفا، الرسل من ذلك ثلاثمائة وخمسة عشر جما غفیرا رواه احمد وعن أبی ذرؓ قال قلت یا رسول اللّٰہ کم المرسلون قال ثلاثمائة وبضعة عشر جما غفیرا رواه احمد وفی روایة ما یتا الف والف وأربعة وعشرون ألفا(نبراس/۲۸۱)، ففی صحیح ابن حبان من حدیث ابی ذر الغفاریؓ قال دخلت المسجد فاذا رسول اللّٰہ ﷺ جالس وحده، فذکر حدیثا طویلا وفیه، قلت یا رسول کم الأنبیاء ؟ قال: مائة الف وعشرون الفا، قلت یا رسول اللّٰہ کم الرسل من ذلك ؟ قال ثلاثمائة وثلاثة عشر جما غفیرا۔ قلت یا رسول اللّٰہ من کان أولهم؟ قال آدم علیه السّلام۔

(شرح عقیده سفارینیه: ۲/۲۶۳)

۲۔ الذین یتبعون الرسول النبی الأمی۔(الأعراف / ۱۵۷)، وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی۔ (النجم / ۳ ۔ ۴ ۔ ۵)، وأنزل اللّٰہ علیك الکتاب والحکمة وعلمك مالم تکن تعلم۔(النساء / ۱۱۳)

۳۔ شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی أوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه۔(الشوری / ۱۳)، ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا۔ (المائده/۴۸)، واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة یعبدون ۔(الزخرف / ۴۵)؛ فمعنی الآیة شرعنا لکم ما شرعنا للأنبیاء دینا واحدا فی الأصول وهی التوحید والصلاة والزکوٰة والصیام والحج والتقرب بصالح الأعمال.. فهذا کله مشروع دینا واحدا وملة متحدة لم یختلف علی ألسنة الأنبیاء وان اختلف اعدادهم ...... وبالجملة لا شك فی اختلاف الادیان فی الفروع، نعم لا یبعد اتفاقهما فیما هو من مکارم الأخلاق واجتناب الرزائل۔ (روح المعانی: ۲۴/۲۲)

اور سرخرو ہے۔(۱)

۷:...... نبی سے بسا اوقات اجتہادی خطا ہو سکتی ہے، اور یہ نبوت وعصمت کے منافی نہیں، لیکن نبی کبھی بھی خطائے اجتہادی پر برقرار نہیں رہتا۔(۲)

۸:...... نبی اور رسول جتنے بھی مبعوث ہوئے سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کسی ایک نبی یا رسول کو جھٹلا دیا اور باقیوں پر ایمان لایا تو بھی ایمان ختم ہو گیا۔(۳)

۹:...... نبیٔ اوّل آدم علیہ السّلام ہیں اور سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السّلام ہیں۔

۱۰:...... افضل الناس، انبیاء کرام ہیں، افضل الانبیاء، رسل ہیں، افضل الرسل، اولوالعزم من الرسل ہیں اور وہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم ہیں۔(۴)

۱۔ فذکر انما أنت مذکر لست علیهم بمسیطر الا من تولی و کفر فیعذبه الله العذاب الأکبر۔ (الغاشیة/ ۲۱ تا ۲٤)، فهل علی الرسل الا البلغ المبین۔(النحل: ۳۵)، واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة یعبدون۔ (الزخرف / ٤٥)، الثانی ما یتعلق با لتبلیغ فقداجمعت الامةعلی کونهم معصومین عن کذب مواظبین علی التبلیغ و التحریض والا لا رتفع الوثوقا بالا داء واتفقو اعلیٰ ان ذالك لایجوز وقوعه منهم عمداوسهوا (تفسیر خازن: ٤/ ۲۲۹)

۲۔ واما صدور الکبیرة بعد النبوةسهوا و کذا علی سبیل الخطاء فی الاجتهاد فجوزه الأکثرون۔ (نبراس/ ۲۸۳)(وأما) صدورها عنهم (سهوا) أو علی سبیل الخطاء فی التاویل (فجوزه الأکثرون)۔ (وقال الجاحظ) یجوز أن یصدر عنهم غیر صغار الخسة سهوا بشرط أن ینبهوا علیه فینتهوا عنه وقد تبعه فیه کثیر من المتاخرین۔(شرح المواقف: ۸/ ۲۹۰)

۳۔ ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون أن یفرقوا بین الله ورسله ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون أن یتخذوا بین ذلك سبیلا أولئك هم الکفرون حقا(النساء / ۱۵۰، ۱۵۱) فیجب الایمان لجمیع الأنبیاء والمرسلین تصدیقهم فی کل ما أخبروا به۔... ولهذا أوجب سبحانه الایمان بکل ما أوتوا به۔ (شرح عقیده سفارینیه: ۲/ ۲٦٤)

٤۔ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض۔ (الأسراء / ۵۵)، فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل ولاتستعجل لهم۔(الأحقاف / ۳۵)، قال النبی ﷺ فی حدیث طویل: یا نوح أنت أول الرسل الی الأرض(صحیح مسلم: ۱/ ۱۱۱)، وأول الأنبیاء ادم واخرهم محمد علیهما الصلوٰة والسّلام، اما نبوة ادم علیه السلام فبالکتاب الدال أنه قد امر ونهی قال الله تعالیٰ یا ادم اسکن أنت وزوجك الجنة و کلا منها رغدا حیث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة ۔ مع القطع بانه لم یکن فی زمنه نبی اخر بالاجماع۔(نبراس / ۲۷٤)، (بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۱:...... نبی اور رسول پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان معتبر و مقبول نہیں، اللہ تعالیٰ پر ایمان اس شخص کا معتبر ہے جو انبیاء کرام پر ایمان رکھتا ہے۔(۱)

۱۲:...... اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر علاقہ میں نبی اور رسول بھیجے، کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اللہ کا نبی نہ آیا ہو۔(۲)

۱۳:...... نبوت اور رسالت کسبی چیز نہیں کہ عبادت و ریاضت کے نتیجے میں انسان رسالت و نبوت حاصل کر لے، بلکہ یہ محض عطیۂ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ جس کو وہ چاہتا ہے خلعت نبوت و رسالت سے نوازتا ہے، عبادت و ریاضت کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں۔(۳)

۱۴:...... نبی اور رسول منصب نبوت و رسالت سے کبھی معزول نہیں کیے جاتے، ان کی پیدائش بحیثیت نبی ہوتی ہے، نبی مر کر بھی نبی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم محیط کی بناء پر کسی ایسے شخص کو مقامِ نبوت سے سرفراز نہیں فرماتے جسے آئندہ معزول کرنا پڑے۔(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ) واما اولوا العزم من الرسل فقد قيل فيهم اقوال احسنها: ما نقله البغوي وغيره عن ابن عباس وقتادة: انهم نوح، وابراهيم، وموسى، وعيسى، ومحمد صلوات الله وسلامه عليهم قال وهم المذكورون في قوله تعالى: واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم وموسى وعيسى بن مريم۔ (الأحزاب / ۷)(عقيده طحاويه مع الشرح / ۳۱۱، ۳۱۲)

۱۔ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون أولئك على هدى من ربهم وأولئك هم المفلحون۔(البقرة/ ۴۔۵)

۲۔ ولقد بعثنا في كل امة رسولا أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت فمنهم من هدى الله ومنهم من حقت عليه الضللة فسيروا في الأرض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين۔ (النحل/ ۳۶)، وان من امة الا خلا فيها نذير۔(فاطر/ ۲۴)

۳۔ والله يختص برحمته من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ (البقرة/ ۱۰۵)، ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء۔(آل عمران / ۱۷۹) والحاصل ان النبوة فضل من الله وموهبة ونعمة من الله تعالى يمن بها سبحانه ويعطيها (لمن يشاء) أن يكرمه بالنبوة فلا يبلغها أحد بعلمه ولا يستحقها بكسبه ولا ينالها عن استعداد ولاية بل يخص بها من يشاء (من خلقه) ومن زعم انها مكتسبة فهو زنديق۔(شرح عقيده سفارينيه: ۲/ ۲۶۸)

۴۔ وقال اهل السنة والجماعة ان الأنبياء صلوات الله عليهم قبل الوحي كانوا انبياء معصومين واجب العصمة والرسول قبل الوحي كان رسولا نبيا وكذلك بعد الوفات۔ والدليل عليه قوله سبحانه وتعالى خبر عن عيسى بن مريم صلوات الله عليه تصديقا له حيث كان في المهد صبيا قال: انى عبد الله اتاني الكتب وجعلني نبيا۔ ومعلوم ان الوحي لا يكون للصبيان والأطفال والكتاب لا يكون الا لنبي مرسل۔ وهذا نص من غير تاويل ولا تعريض ومن أنكر ذلك فانه يصير كافراً۔ (تمهيد أبي شكور سالمي / ۷۳)

۱۵: ..... ہر نبی صادق اور امین ہوتا ہے، جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہوتا ہے، اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا مالک ہوتا ہے، اپنی قوم میں ہر فضل وکمال میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے، تبلیغ پر اُجرت نہیں لیتا، ہر قسم کے تکلفات سے پاک ہوتا ہے، اللہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا ہے، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔(۱)

۱۔ انه كان صادق الوعد وكان رسولا نبيا (مريم / ٥٤)، وانا لصادقون وانا أتيناك بالحق (الحجر / ٦٤)، وأنا لكم ناصح أمين۔(الأعراف / ٦٨) فقد جاء كم بشير و نذير۔ (المائدة / ١٩)، ان أنا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون۔ (الأعراف / ١٨٨)، انك لعلى خلق عظيم۔(القلم / ٤)، ولقد جئنهم بكتب فصلناه على علم هدى ورحمة۔(الأعراف / ٥٢)، وما أسئلكم عليه من أجر ان أجرى الا على رب العلمين۔(الشعراء/ ١٠٩)، اذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم يتلو عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة۔ (آل عمران / ١٦٤)، وكلهم كانوا مخبرين مبلغين عن الله تعالىٰ لأن هذا أى الأخبار والتبليغ معنى النبوة والرسالة فيل لف ونشر لأن النبي من ينبي أى يخبر والرسول من يبلغ وهي نكتة جيدة صادقين ناصحين للخلق أى يطلبون الخير لهم۔ (نبراس / ٢٨٢ ـ ٢٨٣)

۱۶:...... ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ معصوم کا معنی ہے کہ کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ، قصداً یا سہواً نبی سے سرزد نہیں ہوسکتا۔ عصمت ایک ایسا وصف ہے جو جبر کے بغیر اپنے اختیار سے انبیاء کرام کو ہر قسم کے گناہوں سے روکے رکھتا ہے۔(۱)

۱۷:...... انبیاء کرام کے علاوہ اور کوئی معصوم نہیں ہے۔(۲)

۱۔ ولولا أن ثبتنك لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا۔ (بنی اسرائیل/ ۷٤)، ما ضل صاحبكم وما غوى۔(النجم / ۲)، ولقد همت به وهم بها لولا أن رابرهان ربه۔(یوسف/ ۲٤)، ان الانبياء معصومون عن الكذب في التبليغ وغيره خصوصا فيما يتعلق بامر الشرائع وتبليغ الاحكام وارشاد الأمة وهو انهم معصومون من الكفر قبل الوحي وبعده بالاجماع(نبراس/ ۲۸۳) والمختار عندي انهم معصومون عن وساوس الشيطان وعنالكذب والكبائر والصغائر عمدا او سهوا قبل البعثة وبعدها(مرام الكلام / ۳۲)، والأنبياء عليهم الصلاة والسّلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر۔(شرح فقه اكبر/ ٥٦)، قال القاضي عياض واعلم ان الأمة مجتمعة على عصمة النبي من الشيطان في جسمه وخاطره ولسانه۔(تفسیرخازن: ۲/ ۲۷۰)، واما تعريفهما الحقيقي على ما ذكره في شرح المقاصد فهو انها ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها(حاشیه خیالی / ۱۰۷)، قال ائمة الاصول الانبياء عليهم الصلاة والسّلام كلهم معصومون لا يصدر عنهم ذنب ولو صغيرة سهوا ولا يجوز عليهم الخطاء في دين الله قطعا وفاقا للأستاذ الى أبي اسحق الأسفرايني وأبي الفتح الشهرستاني والقاضي عياض والشيخ تقي الدين السبكي وغيرهم۔

(اليواقيت والجواهر: ۲/ ۲)

۲۔ عن الاغر المزني رضي الله عنه قال خرج الينا رسول الله ﷺ رافعا يديه وهو يقول يا ايها الناس استغفروا ربكم ثم توبوا اليه فو الله اني لاستغفر الله واتوب اليه في اليوم مائة مرة قالوا فهذا كان رسول الله يقوله لانه معصوم من الذنوب و اما غيره فلاينبغي ان يقول ذالك لانه غير معصوم من العود في ما تاب منه (شرح معاني الآثار: ۲/ ۳٦۷)

ختمِ نبوت

۱:..... ہر نبی کی تعظیم وتوقیر ضروری ہے، کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔(۱)

۲:.. انبیاء کرام علیہم السّلام میں باہمی فرق مراتب ہے۔ بعض انبیاء کرام علیہم السّلام کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے سردار ہیں۔(۲)

۱۔ یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي و لا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم و انتم لا تشعرون (الحجرات/۲)، و يجب عليكم تبجيله و تعظيمه و مراعاة آدابه و خفض الصوت بحضرته و خطابه بالنبي والرسول و نحو ذلك (تفسير مظهرى: ۲/۴۱)، والحاصل أنه لا شك ولا شبهة في كفر شاتم النبي ﷺ وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الأربعة(رد المحتار، ۳/۳۱۷)، أجمع عوام اهل العلم على ان حد من سب النبي ﷺ القتل۔(الصارم المسلول / ٤)، قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالى: وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الاجماعة من تكررت ردته على ما مر والكافر بسب النبي ﷺ من الأنبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالى قبلت لأنه حق الله تعالى والأول حق عبد لا يزول بالتوبة۔(رد المحتار: ٤/ ۲۳۱)

۲۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت۔ (البقرة/۲۵۳)، وأفضل الأنبياء محمد عليه السّلام لقوله تعالى كنتم خير امة۔ الآية ۔ اى نعم الآية أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔(نبراس / ۲۸٦)، والمعتقد المعتمد أن أفضل الخلق نبينا حبيب الحق، وقد ادعى بعضهم الاجماع على ذلك، فقد قال ابن عباس رضى الله عنه: ان الله فضل محمدا على أهل السماء وعلى الأنبياء۔ وفي حديث مسلم والترمذى عن انس رضى الله عنه: انا سيد ولد آدم يوم القيمة ولا فخر، زاد أحمد والترمذى وابن ماجه عن أبي سعيد: وبيدى لواء الحمد ولا فخر، وما من نبي يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائى وأنا اوّل من تنشق عنه الأرض ولا فخر، وأنا أول شافع وأول مشفع ولا فخر، وروى الترمذى عن أبي هريرة رضى الله عنه ولفظه وأنا أول من تنشق عنه الأرض فأكسى حلة من حلل الجنة ثم أقوم عن يمين العرش، وليس أحد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى۔(شرح فقه أكبر/ ۱۱٤)، فمنها: (بقیہ اگلے صفحے پر)

۳:...... حضرت محمد رسول ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام عالم کے لئے ہے، اور آپ تمام جہانوں کے لئے نبی ہیں۔ جس طرح آپ امت کے نبی ہیں، اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے بھی نبی ہیں۔(۱)

۴:...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ علوم عطا فرمائے گئے، آپ کو اوّلین و آخرین کے وہ علوم عطا فرمائے گئے جو کسی اور کو نہیں دیئے گئے لیکن عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔(۲)

۵:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے رسول ہیں، ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنا شرکیہ عقیدہ ہے۔ قرآن کریم میں جابجا اس باطل عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔(۳)

۶:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا

(گذشتہ سے پیوستہ) تفضیل بعض الأنبياء على بعضهم، وهو قطعي بحسب الحكم الاجمالي حيث قال الله تعالى، "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض"۔ وقال الله تعالى، "ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض" أى بمزيد العلم اللدني لا بوفور المال الدنيوي۔ وأما بحسب الحكم التفصيلي فالأمر ظني۔(شرح فقه أكبر/ ۱۱۴)

۱۔ وما أرسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا۔(سبا: ۲۸)، فقد قال ابن عباس رضي الله عنه ان الله فضل محمد على اهل السماء وعلى الأنبياء۔(شرح فقه أكبر/ ۱۱۴)، أفضل الأنبياء محمد عليه السّلام لقوله تعالىٰ كنتم خير امة الآية..... وعندنا في الاستدلال وجهان. أحدهما الاجماع فهو قول لم يعرف له مخالف من أهل السنة بل من أهل القبلة كلهم ثانيهما الاحاديث المتظاهرة كقوله عليه السّلام ان الله فضلني على الأنبياء، وفضل امتي على الأمم رواه الترمذي۔ وقوله أنا سيد الناس يوم القيمة رواه مسلم ۔ وقوله أنا أكرم الأولين والآخرين على الله ولا فخر رواه الترمذي والدارمي۔ وقوله اذا كان يوم القيمة كنت امام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر رواه الترمذي وأمثالها كثيرة۔(نبراس / ۲۸۶)

۲۔ وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو۔ (الانعام: ۵۹)، عن انس بن مالكؓ قال قال رسول الله ﷺ: هل تدرون من اجود جوداً؟ قالوا الله ورسوله اعلم قال الله تعالىٰ اجود جوداً ثم انا اجود بني آدم واجودهم من بعدي رجل علم علما فنشره ياتي يوم القيمة اميرا وحده او قال امة واحدة(مشكوٰة المصابيح: ۱/ ۳۶، ۳۷)

۳۔ واذ قال عيسى ابن مريم يبني اسرائيل اني رسول الله اليكم۔(الصف / ۶)
وقالت النصرى المسيح ابن الله ذلك قولهم بأفواههم۔(التوبة / ۳۰)
لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم۔(المائدة / ۱۷)

فرمایا اور انہیں سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ قیامت کے قریب وہ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے، چالیس یا پینتالیس برس زمین پر رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے۔(۱)

۷:.... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کی شریعت اور کتاب گزشتہ تمام شریعتوں اور کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ بلا شبہ کافر و مرتد اور زندیق ہے، اور اس کے ماننے والے بھی سب کافر و مرتد ہیں۔(۲)

۸:. حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے، والا، فلا۔(۳)

۱۔ ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔(آل عمران/ ۵۹)
قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان أمرا مقضیا۔(مریم/ ۲۰۔۲۱)
وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللّٰہ الیہ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما۔(النساء/ ۱۵۷۔۱۵۸)، عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ واللّٰہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ أحد۔(صحیح مسلم: ۱/ ۸۷)، عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ المصابیح: ۲/ ۴۸۰)
۲۔ ما کان محمد أبا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔(احزاب/ ۴۰)
من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔(آل عمران/ ۸۵)
اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کما انہ خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیۃ ھم المرسلین۔(الیواقیت والجواھر: ۲/ ۳۷)
قولہ (وکل دعوی النبوۃ بعدہ فغی وھوی) ش: لما ثبت أنہ خاتم النبیین، علم ان من ادعی بعدہ النبوۃ فھو کاذب۔(عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۱۷۶)
۳۔ تنبأ رجل فی زمن ابی حنیفۃؒ وقال امھلونی حتی اجیء بالعلامات فقال ابو حنیفۃ من طلب منہ علامۃ فقد کفر لقول النبی ﷺ لا نبی بعدی(مناقب الامام الاعظم للامام البزازی: ۱/ ۱۶۱)

فرشتے

۱:...... فرشتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، قرآن وحدیث اور سابقہ کتب سماویہ میں فرشتوں کا ذکر موجود ہے۔(۱)

۲:...... فرشتوں کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(۲)

۳:...... فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، نور سے پیدا کئے گئے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ نہیں ہے، نر و مادہ سے پاک ہیں، لطیف جسم والے ہیں جو نظر نہیں آتا، مختلف شکلوں میں ظاہر ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تکوینی اُمور ان کے ذمے لگا رکھے ہیں۔(۳)

۱۔ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ۔(البقرۃ / ۲۸۵)، لیس البر أن تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللّٰہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتاب والنبیین۔(البقرۃ/۱۷۷)، وقال النبی ﷺ فی حدیث جبرئیل: ان تؤمن باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ۔(صحیح بخاری: ۱/۱۲)

۲۔ ومن یکفر باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیداً۔(النساء / ۱۳۶)، امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللّٰہ وملائکتہ وکتبہ۔(البقرۃ /۲۸۵)، وقال ﷺ فی الحدیث المتفق علی صحتہ، حدیث جبرئیل وسؤالہ للنبی ﷺ عن الایمان فقال: ان تؤمن باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر، وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ، فھذہ الأصول التی اتفقت علیھا الأنبیاء والرسل صلوات اللّٰہ علیھم وسلامہ، ولم تؤمن بھا حقیقۃ الایمان الا اتباع الرسل۔ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح / ۳۳۲۔۳۳۳)

۳۔ لا یعصون اللّٰہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔ (التحریم / ٦)، یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون۔(النحل: ۵۰)، لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستحسرون۔ یسبحون اللیل والنھار لا یفترون۔ (الأنبیاء / ۱۹ ۔ ۲۰)، فعن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ خلقت الملئکۃ من نور وخلق الجن من مارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم ۔ رواہ مسلم۔ والمراد بالنور مادۃ نورانیۃ الطف وأشرف من النار(نبراس / ۲۸۷)، جمھور المسلمین علی أن الملئکۃ أجسام لطیفۃ تظھر فی صور مختلفۃ، تقدر علی أفعال شاقۃ، ھم عباد مکرمون یواظبون علی الطاعۃ والعبادۃ، ولا یوصفون بالذکورۃ والأنوثۃ۔(شرح المقاصد: ۳/ ۳۱۹)

۴:..... کوئی فرشتہ کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے، بلکہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔(۱)

۵:..... فرشتوں میں بھی فرق مراتب ہے، بعض فرشتے دوسروں سے افضل ہیں۔(۲)

۶:..... سب سے زیادہ مقرب چار فرشتے ہیں:

۱۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہت زیادہ طاقتور، امانت دار اور مکرم ہیں، ہر زمانہ میں انبیاء کرامؑ پر وحی لانے کے لئے مقرر تھے۔(۳)

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام، بارش برسانے، غلہ اُگانے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔(۴)

۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام، جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے، جس کی آواز کی شدت سے ہر چیز فنا ہو جائے گی، سب جاندار مر جائیں گے، دوبارہ پھر صور پھونکیں گے جس سے سب مردے زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے۔(۵)

۱۔ بل عباد مکرمون، لا یسبقونه بالقول وهم بأمره یعملون۔(الأنبیاء / ۲۶۔۲۷) وکم من ملك في السموت لا تغني شفاعتهم شیئا۔(النجم / ۲۶) ولا دل علیه عقل وما زعم عبدة الأصنام انهم بنات الله تعالیٰ فمحال باطل وافراط أي تجاوز عن الحق في جانب الکمال في شانهم لأنه رفعهم عن العبودیة الی الولد۔(نبراس / ۲۸۸)

۲۔ والقرآن مملوء بذکر الملئکة واصافهم ومراتبهم..... وتارة یذکر حفهم بالعرش وحملهم له، ومراتبهم من الدنو، وتارة یصفهم بالاکرام والکرم، وتقریب والعلو والطهارة والقوت والاخلاص۔(عقیده طحاویه مع الشرح / ۳۰۱)

۳۔ انه لقول رسول کریم ذي قوة عند ذي العرش مکین مطاع ثم أمین۔(التکویر / ۱۹تا۲۱)، قل من کان عدوا لجبریل فانه نزله علی قلبك باذن الله۔(البقرة / ۹۷)، علمه شدید القوی ذومرة فاستوی۔(النجم / ۵۔۶)، عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ: ألا أخبرکم بأفضل الملئکة جبریل۔ (مجمع الزوائد: ۳/ ۱۴۰)، فجبریل مؤکل بالوحي الذي به حیاة القلوب والأرواح۔(عقیده طحاویه مع الشرح / ۳۰۰، ۳۰۱)

۴۔ من کان عدوا لله وملئکته ورسله وجبریل ومیکل فان الله عدو للکفرین۔ (البقرة / ۹۸)، ومیکائیل مؤکل بالقطر الذي به حیاة الأرض والنبات والحیوان۔(عقیده طحاویه مع الشرح / ۳۰۱)

۵۔ عن ابي هریرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ان طرف صاحب الصور مذ وکل به مستعد ینظر حول العرش مخافة أن یؤمر بالصیحة قبل أن یرتد الیه طرفه کأن عینیه کوکبان دریان۔(مستدرك حاکم: ۴/ ۵۵۹، ۸/ ۳۱۰۲)، واسرافیل مؤکل بالنفخ في الصور الذي به حیات الخلق بعد مماتهم۔(عقیده طحاویه مع الشرح / ۳۰۱)

۶۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام، یہ مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں اور وقتِ مقرر پر ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔(۱)

۷:..... کل فرشتے کتنے ہیں؟ ان کی حتمی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔(۲)

۸:..... فرشتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے، انہیں جو حکم دیا جاتا ہے، اسے بجالاتے ہیں، ہر قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔(۳)

۹: اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے مختلف کاموں پر مقرر ہیں اور ان کاموں کی بجا آوری میں مشغول رہتے ہیں۔ مثلاً بعض فرشتے انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں، بعض فرشتے دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہیں، بعض فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کو تھامے ہوئے ہیں، بعض فرشتے جنت کے خازن اور بعض دوزخ کے خازن ہیں، بعض فرشتے عرش کے اردگرد صف بستہ کھڑے ہیں، بعض فرشتے بیت المعمور کا طواف کر رہے ہیں، بعض فرشتے امت کی طرف سے پڑھا جانے والا درود وسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتے قبر میں میت سے سوالات کرنے پر مقرر ہیں، بعض فرشتوں کے دو، بعض کے تین اور بعض کے چار چار پَر ہیں، بعض فرشتے لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں، بعض فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسا کہ غزوہ بدر وغیرہ میں ہوا، بعض فرشتے نافرمان لوگوں کو عذاب دینے کے لئے بھی آسمانوں سے نازل ہوتے رہتے ہیں، جیسے قومِ لوط، قومِ عاد اور قومِ ثمود وغیرہ پر عذاب کے لئے آسمانوں سے فرشتے نازل ہوئے، بعض

۱۔ قل يتوفكم ملك الموت الذى وكل بكم ثم الى ربكم ترجعون۔ (السجدة / ۱۱) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ ان الله عز وجل وكل ملك الموت وقبض الأرواح۔(ابن ماجه /۱۹۹)

۲۔ أما من ورد تعيينه باسمه المخصوص كجبريل وميكائيل واسرافيل، ورضوان، ومالك، ومن ورد تعيين نوعه المخصوص كحملة العرش، والحفظة، والكتبة فيجب الايمان بهم على التفصيل، وأما البقية فيجب الايمان بهم اجمالا والله أعلم بعددهم لا يحصى عددهم الا هو۔(عقيده واسطيه مع الشرح / ۲۵)

۳۔ يخافون ربهم من فوقهم ويفعلون ما يؤمرون۔(النحل / ۵۰)، وأنهم لا يعصون الله ما أمرهم ويفعلون مايؤمرون۔وأنهم قائمون بوظائفهم التى أمرهم الله القيام بها۔(عقيده واسطيه مع الشرح / ۲۵)، وأنهم معصومون ولا يعصون الله ومنزهون عن الصفة الذكورية ونعت الأنوثية۔(شرح فقه أكبر / ۱۲)

فرشتے جنت کے اندر جنتیوں کی خدمت کے لئے مقرر ہوں گے اور بعض فرشتے دوزخ میں دوزخیوں کو طرح طرح کا عذاب دینے کے لئے مقرر ہوں گے، ان میں سے بڑے فرشتے انیس (۱۹) ہیں۔(۱)

۱۰:...... چار مشہور فرشتوں کے علاوہ بعض دوسرے فرشتوں کے نام بھی قرآن وسنت میں بتلائے گئے ہیں، مثلاً، ہاروت، ماروت، رضوان، مالک اور منکر نکیر وغیرہ۔(۲)

۱۔ وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون۔(الانفطار/ ۱۰ تا ۱۲)، أم یحسبون أنا لا نسمع سرهم ونجواهم بلی ورسلنا لدیهم یکتبون۔(الزخرف / ۸۰)، وتری الملئکة حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربهم ۔(الزمر / ۷۵)، هذا یمددکم ربکم بخمسة آلف من الملئکة مسومین ۔(آل عمران / ۱۲۵)، ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکة یضربون وجوههم وأدبارهم۔(الأنفال/ ۵۰)، والملئکة یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الأرض۔ (الشوری / ۵)، هو الذی یصلی علیکم والملئکه لیخرجکم من الظلمت الی النور۔(الأحزاب / ۴۳)، ان اللّٰه وملئکته یصلون علی النبی۔(الأحزاب /۵۶)، علیها ملئکة غلاظ شداد۔(التحریم / ۶)، تنزل الملئکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر (القدر/۴)، لواحة للبشر علیها تسعة عشر۔(المدثر / ۲۹۔۳۰)، عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قالاذا أمن الامام فأمنوا فانه من وافق تأمینه تأمین الملئکة غفرله ما تقدم من ذنبه۔(صحیح بخاری: ۱/۱۰۸)، قال رسول اللّٰه ﷺ ان للّٰه ملئکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السّلام (سنن نسائی: ۱/۱۸۹)، وقد دل الکتاب والسنة علی أصناف الملئکة، وأنها موکلة بأصناف المخلوقات، وأنه سبحانه وکل بالجبال ملائکة، ووکل بالسحاب والمطر ملائکة، ووکل ملائکة تدبر أمر النطفة حتیٰ یتم خلقها، ثم وکل بالعبد ملائکة لحفظ ما یعمله واحصائه وکتابته، ووکل بالموت ملائکة، ووکل بالسؤال فی القبر ملائکة، ووکل بالأفلاك ملائکة یحرکونها، ووکل بالشمس والقمر ملائکة، ووکل بالنار وایقاؤها وتعذیب أهلها وعمارتها ملائکة، ووکل بالجنة وعمارتها وغرسها وعمل آلانهاملائکة۔ فالملآئکة أعظم جنود اللّٰه ومنهم...... ومنهم ملائکة الرحمة، وملائکة العذاب، وملائکة قد وکلوا بحمل العرش، وملائکة قد وکلوا بعمارة السموات بالصلوٰة والتسبیح والتقدیس، الی غیر ذلك من أصناف الملائکة التی لا یحصیها الا اللّٰه۔

(عقیده طحاویه مع الشرح/ ۳۰۰، ۳۰۱)

۲۔ ونادوا یا مالك لیقض علینا ربك قال انکم ماکثون۔ (الزخرف / ۷۷)

وما أنزل علی الملکین ببابل هاروت وماروت۔ (البقرة / ۱۰۲)

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ اذا قبر المیت اتاه ملکان اسودان أزرقان یقال لأحدهما منکر والآخر نکیر(جامع ترمذی: ۱/۲۳۲)

۱۱:..... اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی فرشتے کو انسانی شکل عطا فرمائی تو اُسے مردانہ شکل عطا فرمائی، کسی فرشتے کو نسوانی شکل میں ظاہر نہیں فرمایا، حتیٰ کہ حضرت مریم علیہا السّلام کے خلوت کدے میں ان کے پاس آنے والا فرشتہ بھی مرد کی شکل میں آیا تھا۔(۱)

۱۲:..... فرشتوں کے بارے میں مشرکین مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اس غلط عقیدے کی تردید فرمائی ہے۔(۲)

۱۔ فأرسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا۔ (مريم / ۱۷)

۲۔ فاستفتهم الربك البنات ولهم البنون۔ (الصفت / ۱٤۹)

أم خلقنا الملئكة اناثا وهم شهدون۔ (الصفت / ۱۵۰)

ويجعلون لله البنات سبحنه ولهم ما يشتهون۔ (النحل / ۵۷)

أم له البنات ولكم البنون۔ (الطور / ۳۹)

وجعلوا الملئكة الذين هم عباد الرحمن اناثا۔ (الزخرف / ۱۹)

آسمانی کتابیں

ا:...... اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائیں تا کہ لوگوں کے عقائد واعمال درست اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق رہیں۔جن کتابوں اور صحیفوں کا ثبوت دلائل قطعیہ سے ہے ان پر ایمان لانا ضروری ہے،ان کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔(۱)

۲:... اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر،تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر،انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی۔(۲)

۳:..... اللہ تعالیٰ نے جو کتابیں اور صحیفے آسمانوں سے نازل فرمائے،بعض روایات کے مطابق ان کی تعداد ایک سو چار ہے۔ان میں سے دس صحیفے حضرت آدم علیہ السلام پر،پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر،تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائے۔(۳)

۴:.... آسمان سے اترنے والی تمام کتابیں اور صحیفے حق اور سچے تھے،بعد میں لوگوں نے ان میں تحریف کی۔چنانچہ اب سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب اپنی اصلی اور صحیح حالت میں

۱۔ والذین یؤمنون بما أنزل الیک وما أنزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون ۔ (البقرة / ٤)

۲۔ هو الذی أنزل علیک الکتاب(آل عمران / ۷)، اتیناه الانجیل فیه هدی ونور(المائدة / ٤٦) وقفینا بعیسیٰ بن مریم واتیناه الانجیل۔ (الحدید / ۲۷)، انا أنزلنا التوراة فیها هدی ونور۔ (المائدة / ٤٤)، واتینا داؤد زبورا۔(النساء / ١٦٣)، ولقد اتینا موسیٰ الکتاب۔(حمٓ السجدة/ ٤٥)

۳۔ ولله تعالیٰ کتب أنزلها علی أنبیائه علیهم السّلام ذکر أبو معین النسفی فی عقائده نزل علی شیث بن آدم خمسون صحیفة وعلی ادریس ثلثون وعلی ابراهیم عشرا وعلی موسیٰ قبل غرق فرعون عشرا ثم أنزل علیه التوراة وعلی عیسیٰ انجیل وعلی داؤد الزبور وعلی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم القرآن وذکر بعضهم علی آدم عشر......وعدد الکتب علی الروایات مائة وأربع لکن الأفضل أن لا یحصر العدد کما فی الأنبیاء۔ (نبراس / ۲۹۰) (وکتبه) أی المنزلة من عنده کالتوراة والانجیل والزبور والفرقان وغیرها من غیر تعیین فی عددها۔(شرح فقه أکبر / ۱۲)

موجود نہیں ہے۔(۱)

۵:...... قرآن مجید تحریف سے محفوظ ہے اور قیامت تک تحریف سے محفوظ رہے گا، اس میں تحریف کا قائل ہونا کفر ہے۔(۲)

۶:...... قرآن مجید سب سے آخری آسمانی کتاب ہے اور پہلی تمام آسمانی کتابوں کے لئے ناسخ ہے۔اور قرآن مجید تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل کتاب ہے۔(۳)

۷:...... موجودہ تورات، انجیل اور زبور اصل آسمانی کتابیں نہیں ہیں لہٰذا ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اصل آسمانی کتابیں ہیں، غلط ہے اور کفر ہے۔(۴)

۸:...... پہلی آسمانی کتابیں اکٹھی نازل ہوئیں اور قرآن مجید ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا تئیس برس میں نازل ہوا۔(۵)

۱۔ والذین یؤمنون بما أنزل الیك وما أنزل من قبلك۔(البقرة / ٤)، ان الذین کفروا بالذکر لما جاء هم وانه لکتٰب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔(فصلت / ٤١، ٤٢)، یکتبون الکتاب بأیدیهم ثم یقولون هذا من عند الله۔(البقرة / ٧٩)، وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون۔ (البقرة / ٧٥)

۲۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔(الحجر / ٩)، یقول تعالیٰ ذکره انا نحن نزلنا الذکر وهو القرآن وانا له لحافظون...... من ان یزاد فیه باطل ما لیس منه وینقص عنه مما هو منه من أحکامه وحدوده وفرائضه۔(تفسیر طبری/ ١٤/١٢)

۳۔ وأنزلنا الیك الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه۔(المائدة / ٤٨)، ما ننسخ من اٰیة أو ننسها نأت بخیر منها (البقرة / ١٠٦)، قال النبیﷺ والذی نفسی بیده لو أتاکم یوسف وأنا فیکم فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم۔ (مصنف عبد الرزاق: ٦/١١٤)، قال النبیﷺ لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعی۔(مشکوٰة المصابیح: ١/ ٣٠)

٤۔ یکتبون الکتاب بأیدیهم ثم یقولون هذا من عند الله۔(البقرة / ٧٩)
وقد کان فریق منهم یسمعون کلام الله ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه وهم یعلمون۔(البقرة / ٧٥) قال النبیﷺ ان اهل الکتاب بدلوا کتاب الله وغیروا وکتبوا بأیدیهم الکتاب وقالوا هو من عند الله۔(صحیح بخاری: ٢/١٠٩٤)

٥۔ وقرانا فرقناه لتقراه علی الناس علی مکث ونزلناه تنزیلا(بنی اسرائیل / ١٠٦) انا نحن نزلنا علیك القرآن تنزیلا۔(الانسان / ٢٣)، نزل علیك الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه وأنزل التوراة والانجیل من قبل هدی للناس۔(آل عمران / ٣، ٤)

۹:...... پہلی آسمانی کتابیں صرف مضمون کے اعتبار سے معجز تھیں اور قرآن مجید مضمون اور الفاظ دونوں کے اعتبار سے معجز ہے، لہٰذا قرآن مجید کی نظیر نہ مضمون کے اعتبار سے پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ہی لفظوں کے اعتبار سے۔(۱)

۱۰:...... پہلی آسمانی کتابوں کا کوئی ایک حافظ بھی موجود نہیں جبکہ قرآن مجید کے لاکھوں حافظ موجود ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے۔ان شاء اللہ

۱۱:...... پہلی آسمانی کتابوں کے احکام یا تو بہت سخت تھے یا بہت نرم، قرآن مجید کے احکام انتہائی معتدل اور ہر قوم اور ہر زمانے کے مناسب ہیں کہ قیامت تک ان پر عمل ہوسکتا ہے۔(۲)

۱۲:...... پہلی آسمانی کتابیں نازل ہی ایک مقررہ زمانے تک کے لئے ہوئی تھیں، اور قرآن مجید قیامت تک کے لئے نازل ہوا ہے، لہٰذا وہ باقی نہ رہیں اور قرآن مجید قیامت تک باقی رہے گا۔

۱۳:...... پہلی آسمانی کتابوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا تھا جبکہ قرآن کریم کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے، اس لئے وہ ختم ہوگئیں اور قرآن کریم باقی ہے اور باقی رہے گا۔(۳)

۱۔ وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صدقين(البقره/۲۳)، قل لئن اجتمعت الانس و الجن على ان ياتوا بمثل هذا القرآن لا ياتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا(بنی اسرائیل/۸۸)، ولقد صرفنا في هذا القرآن للناس من كل مثل و كان الانسان أكثر شئ جدلا۔(الکهف/۵۴)، قرآنا عربيا غير ذى عوج لعلهم يتقون۔ (الزمر/۲۸)، بل هو آية ومعجزه ظاهرة و دلالة باهرة وحجة قاهرة من وجوه متعددة من جهة اللفظ ومن جهة النظم ومن جهة البلاغة في دلالة اللفظ على المعنى ومن جهة معانيه التي امر بها ومعانيها التي أخبر بها عن الله تعالىٰ وأسمائه وصفاته وملائكته وغير ذلك ومن جهة معانيه التي أخبر بها عن الغيب الماضي والغيب المستقبل(شرح عقيده سفارينيه: ۱/۱۷۶)، والأعجاز حصل بنظمه ومعناه۔(شرح فقه أكبر/۱۵۲)

۲۔ و يضع عنهم اصرهم والاغلل التى كانت عليهم فالذين امنو به و عزروه و نصروه واتبعوا النور الذى انزل معه(الاعراف/۱۵۷)

۳۔ انا انزلنا التورة فيها هدى و نور يحكم بها النبيون الذين اسلمو للذين هادوا و الربانيون و الاحبار بما استحفظوا من كتاب الله و كانوا عليه شهداء(المائد/۴۴)

وانه هو الذى نزله محفوظا من الشياطين وهو حافظ في كل وقت من الزيادة و النقصان والتحريف والتبديل......بخلاف الكتب المتقدمة فانه لم يتول حفظها وانما استحفظها الربانيون والأحبار فاختلفوا فيما بينهم بغيا فوقع التحريف (بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۴:...... اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، بلکہ اس کے معانی اور تفسیر کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہے، لہٰذا قرآن کریم قیامت تک اپنے الفاظ ومعانی کے ساتھ باقی رہے گا۔(۱)

۱۵:...... قرآن مجید کے بہت سے نام ہیں جو قرآن کریم میں ذکر کیے گئے ہیں، مثلاً قرآن مجید، قرآن حکیم، قرآن کریم، قرآن مبین، قرآن عربی، فرقان، برھان، نور مبین، شفاء، رحمت، ہدایت، تذکرہ اور ذکر وغیرہ۔(۲)

۱۶:...... قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور الفاظ ومعانی دونوں کا نام ہے لہٰذا غیر عربی میں اس کی تلاوت کرنا، یا غیر عربی میں نماز میں پڑھنا یا عربی متن کے بغیر کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ لکھنا ناجائز ہے۔(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) ولم یکل القرآن الی غیر حفظه۔(حاشیه جلالین: ۱/۲۱۱)، انا نحن نزلنا الذکر یعنی القرآن وانا له لحافظون من أن یزاد فیه أو ینقص منه قال قتاده وثابت البنانی حفظه الله من أن تزید فیه الشیاطین باطلا او تنقص منه حقا فتولی سبحانه حفظه فلم یزل محفوظا وقال فی غیره بما استحفظوا فو کل حفظه الیهم فبدلوا وغیروا۔(أحکام القرآن للقرطبی: ۵/۱۰)

۱۔ یقول تعالیٰ ذکره انا نحن نزلنا الذکر وهو القرآن وانا له لحافظون...... من ان یزاد فیه باطل ما لیس منه وینقص عنه مما هو منه من أحکامه وحدوده وفرائضه۔ (تفسیر طبری: ۱۲/۱٤)، وهو اسم للنظم والمعنی: أمرنا بحفظ النظم والمعنی فانه دلالة علی النبوة۔(النفحة القدسیة / ۳۱)

۲۔ بل هو قرآن مجید۔(البروج / ۲۱)، یس والقرآن الحکیم۔(یس / ۱۔۲)، انه لقرآن کریم (واقعه /۷۷)، تلك ایت الکتاب المبین۔(قصص / ۲)، انا أنزلناه قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ (یوسف /۲)، تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده (الفرقان / ۱)، یاأیها الناس قد جاء کم برهان من ربکم وأنزلنا الیکم نورا مبینا۔ (النساء / ۱۷۵)، وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین۔(الاسراء /۸۲)، ذلك الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین۔ (البقرة/ ۲)، وانه لتذکرة للمتقین۔(الحاقة / ٤۸)، ان هو الا ذکر للعلمین (التکویر / ۲۷)

۳۔ وقال لو قرأ بغیر العربیة، فاما أن یکون مجنونا فیداوی أو زندیقا فیقتل لأن الله تکلم بهذه اللغة۔(شرح فقه أکبر / ۱۵۲) اما لو اعتادقراءة القرآن او کتابة المصحف بالفارسیة یمنع منه اشدالمنع(فتح القدیر: ۱/۲٤۹)

۱۷:...... قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے، لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کی طرح قدیم، غیر حادث اور غیر مخلوق ہے۔(۱)

۱۸:...... قرآن مجید کی موجودہ ترتیب اگرچہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں مگر یہ موجودہ ترتیب حضور اکرم ﷺ کے فرمان اور حکم کے عین مطابق ہے۔(۲)

۱۹:...... قرآن مجید زمانِ نزول سے لے کر اب تک بطریق تواتر منقول ہے اور قیامت تک اسی نقل تواتر کے ساتھ موجود رہے گا۔(۳)

۲۰:...... قرآن مجید حضور اکرم ﷺ کا سب معجزات سے بڑا، عظیم الشان اور دائمی معجزہ اور مذہب اسلام کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔(۴)

۱۔ القرآن العظیم کلام اللّٰہ القدیم۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/۱۷۷)
وقد قال الامام الأعظم فی کتابه الوصیة: نقر بأن القرآن کلام اللّٰہ تعالیٰ ووحیه وتنزیله وصفته لا هو ولا غیره بل هو صفته علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقروء بالألسن محفوظ فی الصدور غیر حال فیها...... وکلام اللّٰہ سبحانه وتعالی غیر مخلوق......فمن قال بأن کلام اللّٰہ تعالیٰ مخلوق فهو کافر باللّٰہ العظیم۔ (شرح فقه أکبر/۲۶)

۲۔ لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علینا جمعه وقرانه فاذا قرأناه فاتبع قرانه ثم ان علینا بیانه۔ (القیامة/۱۶تا ۱۹) عن عثمان رضی اللّٰہ عنه کان رسول اللّٰہ ﷺ مما یاتی علیه الزمان وهو ینزل علیه السور ذوات العدد فکان اذا نزل علیه الشیء دعا بعض من یکتب فیقول ضعوا هؤلاء الآیات فی السورة التی یذکر فیها کذا وکذا فاذا أنزلت علیه الآیة فیقول ضعوا هذه الآیة فی السورة التی یذکر فیها کذا وکذا۔(سنن ابو داؤد: ۲/۷۸۶)

• انزل القرآن أولا جملة واحدة من اللوح المحفوظ الی السماء الدنیا ثم نزل معرفا علی حسب المصالح ثم أثبت فی المصاحف علی التألیف والنظم المثبت فی اللوح المحفوظ۔(الاتقان/ ۱۶۵)

۳۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون۔(الحجر / ۹) فالقرآن المنزل علی رسول اللّٰہ المکتوب فی المصاحف المنقول عن النبی ﷺ نقلا متواترا بلا شبهة (کشف اسرار شرح اصول بزدوی: ۱/۶۹، ۷۰)

٤۔ "کلام اللّٰہ" المنزل علی النبی المرسل "معجز الوری" کفتی الخلق جمیعهم انسهم وجنهم وأولهم وآخرهم فهو معجز بنفسه لیس فی وسع البشر الاتیان بسورة من مثله۔(شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۲۹۱)

قیامت

۱:...... اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک دن قیامت کا مقرر ہے، اسی دن قیامت قائم ہوگی، قیامت برحق ہے۔ جس ذات نے اپنی قدرت سے اس عالم کو پیدا فرمایا ہے وہ اس کو ختم بھی کرسکتا ہے۔ اور ختم کرکے دوبارہ زندہ بھی کرسکتا ہے۔ اسی کا نام قیامت ہے۔(۱)

۲:...... قیامت حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے قائم ہوگی۔ صور کی آواز سے سب جاندار مر جائیں گے، زمین وآسمان پھٹ جائیں گے اور ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی۔(۲)

۳: قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، اس کا صحیح صحیح وقت اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا، اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن ہوگا، محرم کی دسویں تاریخ ہوگی کہ اچانک قیامت برپا ہوجائے گی۔(۳)

۴: حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت برپا ہونے کے چالیس سال بعد دوبارہ صور پھونکیں گے۔ اس سے سب زندہ ہوجائیں گے، قبروں میں پڑے ہوئے قبروں سے نکل کر میدانِ محشر میں جمع ہونا شروع ہوجائیں گے۔ پہلے صور پھونکنے کا نام نفخۂ اولیٰ یا نفخۂ اماتت ہے اور دوسرے

۱۔ وأن الساعة اٰتية لا ريب فيها وأن الله يبعث من في القبور۔(الحج / ۷)
قال النبي ﷺ: ما المسؤل عنها باعلم من السائل۔(صحيح بخاري: ۱/ ۱۲)، والبعث هو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاءهم الأصلية ويعيد الأرواح اليها حتى لقوله تعالى ثم انكم يوم القيامة تبعثون۔(شرح عقائد/ ۱۰۲)

۲۔ ما ينظر هؤلاء الا صيحة واحدة مالها من فواق۔(ص/ ۱۵)، ونفخ في الصور فصعق من السموات ومن في الأرض الا من شاء الله۔(الزمر/ ۶۸)

۳۔ ان الساعة اٰتية اكاد اخفيها لتجزى كل نفس بما تسعى۔(طٰه/ ۱۵)، ان الله عنده علم الساعة۔(لقمان/ ۳۴) يسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله (الأحزاب/ ۶۳)، وعنده علم الساعة واليه ترجعون۔(الزخرف/ ۸۵)، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ لا تقوم الساعة الا في يوم الجمعة (جامع ترمذي: ۱/ ۲۲۲)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: علامات قیامت/ ۱۱۲: شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

صور پھونکنے کا نام نفخۂ ثانیہ یا نفخۂ احیاء ہے، اس سے دوبارہ زندہ ہوکر کھڑے ہوجائیں گے۔(۱)

۵:...... قیامت کا مقصد یہ ہے کہ جولوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے رہے ہوں گے اور انبیاء کرام کی تعلیمات کو انہوں نے اپنایا ہوگا، ان کو انعام سے نوازا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے انحراف کرنے والوں کو سزا دی جائے، ظالم سے انتقام لیا جائے اور مظلوم کی دادرسی کی جائے، دنیا میں جن لوگوں پر ظلم ہوا اور انہیں انصاف نہیں مل سکا، انہیں انصاف فراہم کیا جائے، ہر حق والے کو اس کا حق دیا جائے اور ہر ظالم کو ظلم کا بدلہ دیا جائے۔(۲)

۶:...... نفخۂ اولیٰ سے لے کر جنت اور جہنم میں داخل ہونے تک کے سارے زمانے کو قیامت کہا جاتا ہے۔(۳)

۱۔ ثم نفخ فيه أخرى فاذا هم قيام ينظرون۔(الزمر: ٦٨)، ونفخ في الصور فاذا هم من الأجداث الى ربهم ينسلون۔(يس: ٥١)، عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ينفخ في الصور فصعق من في السموت والأرض ۔ وبين النفختين أربعون عاما۔(سنن ابو داؤد: ٢/٨٠)، (واستمع يوم يناد المناد من مكان قريب يوم يسمعون الصيحة بالحق ۔ الآية) قال المفسرون المنادى هو اسرافيل عليه السّلام ينفخ في الصور وينادى ايتها العظّام البالية والأوصال المتقطعة واللحوم المتمزقة والشعور المتفرقة ان يأمر كن أن تجتمعن لفصل القضاء..... قاله جماعة من المفسرين وبين النفختين أربعون عاما۔(شرح عقيده سفارينيه: ٢/١٦٤)

۲۔ ام حسب الذين اجترحوا السيات ان نجعلهم كالذين امنوا وعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون (الجاثيه: ٢١) الآيات و الاحاديث الواردةفي تحقق الثواب و العقاب يوم الجزاء فلو لم يجب و جاز العدم۔ لزم الخلف والكذب۔ (شرح المقاصد: ٣/٥/٣٧٥)، وقد ينعم على العاصي ويبتلى المطيع في دار الدنيا للابتلاء، فلا بد من دار الجزاء، ولأن جزاء العمل الصالح نعمة لا يشو بها نعمة، و جزاء العمل السيء نقمة لا يشو بها نعمة، ونعم الدنيا مشوبة بالنقم، ونقمها بالنعم۔ فلا بد من دار يحصل فيها كمال الجزاء۔ ولانه قد يموت المحسن والمسيء قبل ان يصل اليهما ثواب أو عقاب فلو لا حشر و نشر يصل بهما الثواب الى المحسن و العقاب الى المسيء لكانت هذه الحياة عبثا وقد قال الله سبحانه وما خلقنا السموت والارض وما بينها لا عبين (شرح فقه اكبر /١٠٣)

۳۔ وانما كانت هذه السور الثلاث اخص بالقيامة لما فيها من انشقاق السماء وانفطارها وتكوير شمسها وانكدار نجومها وتناثر كواكبها... وخروج الخلق من قبورهم الى سجونهم او قصورهم بعد نشر صحفهم و قراءة كتبهم و أخذها بأيمانهم و شمائلهم أومن وراء ظهورهم في موقفهم۔ (تذكره للقرطبي / ١٨٧) ومنها القيامة...

(بقیہ اگلے صفحے پر)

۷:...... قیامت سے پہلے قیامت کی علامات ظاہر ہوں گی جو قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہیں، ان علامات کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت آئے گی۔(۱)

۸:...... قیامت کی علامات دو طرح کی ہیں:

۱۔ علاماتِ صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں

۲۔ علاماتِ کبریٰ یعنی بڑی علامتیں

علاماتِ صغریٰ: قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو کہ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے لے کر امام مہدی علیہ السّلام کے ظہور سے پہلے تک وقوع پذیر ہوں گی۔

علاماتِ کبریٰ: قیامت کی وہ علامتیں ہیں جو امام مہدی علیہ السّلام کے ظہور سے لے کر نفخۂ اولیٰ تک ظہور میں آئیں گی۔ ذیل میں دونوں قسم کی علامات بالترتیب ذکر کی جاتی ہیں۔(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ) الاول: موجود هذه الامور فيها۔ الثاني: لقيام الخلق من قبورهم اليها... الثالث: لقيام الناس لرب العالمين... الرابع: لقيام الروح والملائكة صفا... الخ۔ (تذكره للقرطبي/ ۱۸۷) يوم القيامة: يوم البعث، وفي التهذيب: القيامة يوم البعث يقوم فيه الخلق بين يدى الحي القيوم (لسان العرب: ۵۹۷/۱۲)

۱۔ فهل ينظرون الا الساعة أن تاتيهم بغتة فقد جاء اشراطها۔(محمد/ ۱۸)، قال النبي صلى الله عليه وسلم: ساخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها، واذا تطاول رعاة الابل البهم في البنيان في خمس لايعلمهن الا الله ثم تلا النبي صلى الله عليه وسلم ان الله عنده علم الساعة الاية۔(صحيح بخاري: ۱۲/۱)، عن ابي هريرة رضي الله عنه قال۔قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تقتتل فئتان عظيمتان، وتكون بينهما مقتلة عظيمة، ودعواهما واحدة۔(صحيح مسلم: ۳۹۰/۲)، عن حذيفة بن اسيد رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الساعة لاتكون حتى تكون عشر آيات: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف في جزيرة العرب، والدخان، والدجّال، ودابّة الأرض، وياجوج وماجوج، وطلوع الشمس من مغربها، ونار تخرج من قعرة عدن ترحل الناس۔ (صحيح مسلم: ۳۹۳/۲) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں (صحيح مسلم: ۳۹۱/۲ تا ۴۰۲)

۲۔ اشراط الساعة هي علامات تدل على قربها فمنها صغار موجودة منذ عهد طويل ومنها كبار تنذر بقربها كالمهدي وعيسىٰ والدجال..... (مرام الكلام/ ۶۶)

قیامت کی علاماتِ صغریٰ

۹:　قیامت کی علاماتِ صغریٰ میں سے سب سے پہلی علامت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اور آپ کی وفات ہے۔ پچھلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کا لقب "نبی الساعۃ" لکھا ہے، جس کا معنی ہے، "قیامت کا نبی"، یعنی آپ وہ آخری نبی ہوں گے کہ جن کی امت پر قیامت قائم ہوگی۔(۱)

۱۰:　اولاد نافرمان ہو جائے گی، بیٹیاں تک ماں کی نافرمانی کرنے لگیں گی، دوست کو اپنا اور باپ کو پرایا سمجھا جانے لگے گا۔(۲)

۱۱:　علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی، دین کا علم لوگ دنیا کمانے کے لئے حاصل کرنے لگیں گے۔(۳)

۱۲:　نااہل لوگ امیر اور حاکم بن جائیں گے، اور ہر قسم کے معاملات، عہدے اور مناصب نااہلوں کے سپرد ہو جائیں گے۔ جو جس کام کا اہل اور لائق نہ ہوگا وہ کام اس کے سپرد ہو جائے گا۔(۴)

۱۳:　لوگ ظالموں اور برے لوگوں کی تعظیم اس وجہ سے کرنے لگیں گے کہ یہ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں۔(۵)

۱۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ بعثت أنا والساعة کهاتین۔(صحیح بخاری: ۲/۹۶۳)، وفی قصة هاروت و ماروت: فقال الرجل وهم استبشار کما قالا: انه نبی الساعة۔ (تفسیر بغوی جلد: ۱/۱۰۱) و مثله فی خازن تحت قصة هاروت و ماروت۔ قال الامام البغوی: کان النبی صلی الله علیه وسلم من اشراط الساعة قال تعالی: وما یدریک لعل الساعة قریب۔(شرح عقیده سفارینیه: ۲/۶۵)

۲۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: سأخبرك عن اشراطها اذا ولدت الامة ربها۔ (صحیح بخاری: ۱/۱۲)، عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ واطاع الرجل زوجته وعق امه وبر صدیقه وجفا اباه (جامع ترمذی: ۲/۴۹۱)

۳۔ قال رسول الله ﷺ ان أشراط الساعة أن یرفع العلم و یثبت الجهل۔ (صحیح بخاری: ۱/۱۸)، قال رسول الله ﷺ و تعلم لغیر الدین (جامع ترمذی: ۲/۴۹۱)

٤۔ قال النبی ﷺ واذا کانت العراة الحفاة رؤوس الناس، فذاك من اشراطها۔ (صحیح مسلم: ۱/۲۹)، قال رسول الله ﷺ لاتقوم الساعة حتی تعلوا التحوت و تهلك الوعول۔(مجمع الزوائد: ۷/۳۲۷)، قال رسول الله ﷺ اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة۔(کنز العمال: ۱٤/۲۱۰)

۵۔ قال رسول الله ﷺ من اشراط الساعة وأکرم الرجل مخافة شره۔(جامع ترمذی: ۲/۴۹۱)

۱۴:...... شراب کھلم کھلا پی جانے لگے گی، زنا کاری اور بدکاری عام ہو جائے گی۔(۱)

۱۵:...... اعلانیہ طور پر ناچنے اور گانے والی عورتیں عام ہو جائیں گی، گانے بجانے کا سامان اور آلات موسیقی بھی عام ہو جائیں گے۔(۲)

۱۶:...... لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔(۳)

۱۷:...... جھوٹ عام پھیل جائے گا اور جھوٹ بولنا کمال سمجھا جانے لگے گا۔(۴)

۱۸:...... امیر اور حاکم ملک کی دولت کو ذاتی ملکیت سمجھنے لگیں گے۔

۱۹:...... امانت میں خیانت شروع ہو جائے گی، امانت کے طور پر رکھوائی جانے والی چیزوں کو لوگ ذاتی دولت سمجھنے لگیں گے۔

۲۰:...... نیک لوگوں کی بجائے رزیل اور غلط کار قسم کے لوگ اپنے اپنے قبیلے اور علاقے کے سردار بن جائیں گے۔

۲۱:...... شرم و حیا بالکل ختم ہو جائے گا۔

۲۲:...... ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔

۲۳:...... ایمان سمٹ کر مدینہ منورہ کی طرف چلا جائے گا، جیسے سانپ سکڑ کر اپنی بل کی طرف چلا جاتا ہے۔

۲۴:...... ایسے حالات پیدا ہو جائیں گے کہ دین پر قائم رہنے والے کی وہ حالت ہو گی جو ہاتھ میں انگارہ پکڑنے والے کی ہوتی ہے۔

۲۵:...... زکوٰۃ کو لوگ تاوان سمجھنے لگیں گے، مال غنیمت کو اپنا مال سمجھا جانے لگے گا۔

۲۶:...... ماں کی نافرمانی اور بیوی کی فرماں برداری شروع ہو جائے گی۔

نوٹ: نمبر ۱۸ تا ۲۸ کے حوالہ جات اگلے صفحے کے حاشیہ نمبر ۱ میں درج ہیں۔

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اشراط الساعۃ ... (وذکر منها) وتشرب الخمر ویظهر الزنا (صحیح بخاری: ۱/۱۸)

۲۔ قال رسول اللہ ﷺ فی اشراط الساعۃ: وظهرت القینات والمعازف (جامع ترمذی: ۲/۴۹۱)

۳۔ قال رسول اللہ ﷺ فی اشراط الساعۃ: ولعن آخر هذه الامۃ اولها۔ (جامع ترمذی: ۲/۴۹۱)

۴۔ قال رسول اللہ ﷺ: سیکون فی آخر امتی اناس یحدثونکم مالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاهم (صحیح مسلم ۱/۹) عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من اقتراب الساعۃ اثنتان وسبعون خصلۃ ... منها ... واستحلوا الکذب ... الکذب صدقا۔ (اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ: ۳/۳۵۸)

۲۷: عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا نگران ہوگا۔

۲۸: قیامت سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی امت میں سے تیس بڑے بڑے کذاب اور دجّال آئیں گے، ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا، حالانکہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (۱)

۲۹: عراق کا مشہور دریا فرات سونے کا ایک پہاڑ یا سونے کا ایک خزانہ ظاہر کرے گا، جس پر لوگ لڑیں گے، چنانچہ اس لڑائی میں ہر سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ (۲)

ممکن ہے سونے کے پہاڑ یا سونے کے خزانے سے مراد عراق کا تیل ہو۔ واللہ اعلم

۳۰: جب یہ علامتیں ہو چکیں گی تو سخت قسم کا عذاب شروع ہوگا۔ اس میں سرخ آندھیاں آئیں گی، آسمان سے پتھر برسیں گے، کچھ لوگ زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے، لوگوں کی شکلیں مسخ ہو جائیں گی، پھر پے در پے کئی نشانیاں ایسے ظاہر ہوں گی جیسے ہار کا دھاگہ ٹوٹنے پر مسلسل دانے گرنے لگتے ہیں۔ (۳)

اذا اتخذ الفئ دولا

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ اذا کان المغنم دولا و الامانۃ مغنما۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۴۹۱)، وقال رسول اللہ ﷺ اذا کانت العراۃ والحفاۃ رؤوس الناس، فذاك من أشراطها۔ (صحیح مسلم: ۱/ ۲۹)، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرها (صحیح مسلم: ۱/ ۸۴)، عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقابض علی الجمر۔ (مسند احمد ۲/ ۲۸۶)، قال النبی ﷺ من أشراط الساعۃ أن یقل العلم، یظہر الجہل و یظہر الزنا و تکثر النساء و یقل الرجال حتیٰ یکون لخمسین امرأۃ القیم الواحد۔ (صحیح بخاری: ۱/ ۱۸)، قال النبی ﷺ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلہم یزعم انہ نبی و أنا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ (سنن ابو داؤد: ۲/ ۲۳۳)

۲۔ عن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوشك الفرات أن یحسر عن جبل من ذهب فاذا سمع بہ الناس ساروا الیہ فیقول من عندہ لئن ترکنا الناس یاخذون منہ لیذهبن بہ کلہ قال فیقتلون علیہ فیقتل من کل مائۃ تسعۃ وتسعون۔ (صحیح مسلم: ۲/ ۳۹۲)

۳۔ (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی أشراط الساعۃ) فلیرتقبوا عند ذلك ریحا حمراء و زلزلۃ و خسفا و مسخا وقذفا و آیات تتابع کنظام بال قطع سلکہ فتتابع۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۴۹۲)

قیامت کی علاماتِ کبریٰ

۳۱:...... ظہورِ مہدی علیہ السّلام

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سب سے پہلی علامت حضرت امام مہدی علیہ السّلام کا ظہور ہے۔ احادیث مبارکہ میں حضرت امام مہدی علیہ السّلام کا ذکر بڑی تفصیل سے آیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السّلام، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ نام محمد، والدگرامی کا نام عبداللہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ سے بہت مشابہت ہوگی، پیشانی کھلی اور ناک بلند ہوگی، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، پہلے ان کی حکومت عرب میں ہوگی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی، سات سال تک حکومت کریں گے۔(۱)

مہدی عربی زبان میں ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں۔ ہر صحیح الاعتقاد اور باعمل عالمِ دین کو مہدی کہا جاسکتا ہے بلکہ ہر راسخ العقیدہ نیک مسلمان کو بھی مہدی کہا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی ہادی اور مہدی ہونے کی دعا دی ہے، اس سے بھی یہی لغوی معنی مراد ہے۔(۲)

یہاں مہدی سے مراد وہ خاص شخص ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ امام مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، آخری زمانہ میں جب مسلمان ہر طرف سے مغلوب ہو جائیں گے، مسلسل جنگیں ہوں گی، شام میں بھی عیسائیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی، ہر جگہ کفار کے مظالم بڑھ جائیں گے، عرب میں بھی مسلمانوں کی باقاعدہ پُرشوکت حکومت نہیں رہے گی، خیبر کے قریب

۱۔ ان ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ المهدی منی، اجلی الجبهة، اقنى الأنف، يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا، ويملك سبع سنين (سنن ابو داؤد: ۵۸۸/۲)، عن ام سلمة رضی اللہ عنها قالت: سمعت رسول اللہ ﷺ يقول: المهدی من عترتی من ولد فاطمه، (سنن ابو داؤد: ۲۳۹/۲)

۲۔ المهدی: الذی قد هداه اللّٰه الى الحق، وقد استعمل فی الأسماء حتىٰ صار كالاسماء الغالبة، وبه سمى المهدی الذی بشربه النبی صلی اللہ علیہ وسلم، انه يجیء فی آخر الزمان (لسان العرب ۴۱۳/۱۵)، عن عبد الرحمن بن ابی عميرة رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا (جامع ترمذی: ۷۰۴/۲)

تک عیسائی پہنچ جائیں گے اور اس جگہ تک ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، بچے کھچے مسلمان مدینہ منورہ پہنچ جائیں گے، اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السّلام مدینہ منورہ میں ہوں گے۔ لوگوں کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوگا کہ اب امام مہدی علیہ السّلام کو تلاش کرنا چاہئے، ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کو امام بنالینا چاہئے۔ اس زمانے کے نیک لوگ، اولیاءاللہ اور ابدال سب ہی امام مہدی کی تلاش میں ہوں گے۔ بعض جھوٹے مہدی بھی پیدا ہو جائیں گے، امام اس ڈر سے کہ لوگ انہیں حاکم اور امام نہ بنالیں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آجائیں گے، اور بیت اللہ شریف کا طواف کررہے ہوں گے، حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان میں ہوں گے کہ پہچان لئے جائیں گے، اور لوگ ان کو گھیر کر ان سے حاکم اور امام ہونے کی بیعت کرلیں گے۔ اسی بیعت کے دوران ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو تمام لوگ جو وہاں موجود ہوں گے، سنیں گے، وہ آواز یہ ہوگی، ’’یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں۔‘‘

جب آپ کی بیعت کی شہرت ہوگی تو مدینہ منورہ کی فوجیں مکہ مکرمہ میں جمع ہو جائیں گی، شام، عراق اور یمن کے اہل اللہ اور ابدال سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بیعت کریں گے۔(۱)

ایک فوج حضرت امام مہدی علیہ السّلام سے لڑنے کے لئے آئے گی، جب وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے نیچے ٹھہرے گی تو سوائے دو آدمیوں کے سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے۔ امام مہدی علیہ السّلام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئیں گے، رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت کریں گے، پھر شام روانہ ہوں گے، دمشق پہنچ کر عیسائیوں سے ایک خونریز جنگ ہوگی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہو جائیں گے۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح ہوگی، امام مہدی علیہ السّلام ملک کا انتظام سنبھال کر قسطنطنیہ فتح

۱۔ عن ام سلمة رضي الله عنها قالت: قال النبي ﷺ يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هاربا الى مكة فياتيه ناس من اهل مكة فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام. فاذا رأى الناس ذالك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه بين الركن والمقام (سنن ابو داؤد: ۲/۲۳۹)، وينادي مناد من السماء: أيها الناس ان الله قطع عنكم الجبارين والمنافقين وأتباعهم وولاكم خير أمة محمد ﷺ فالحقوه بمكة فانه المهدي واسمه محمد بن عبدالله (شرح عقيدة سفارينية: ۲/۸۰، ۸۱)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ للقرطبی ۲/۰۰۵ تا ۵۱۰

کرنے کے لئے عازمِ سفر ہوں گے۔(۱)

قسطنطنیہ فتح کر کے امام مہدی شام کے لئے روانہ ہوں گے، شام پہنچنے کے کچھ ہی عرصہ بعد دجال نکل پڑے گا۔ دجال شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور گھومتا گھماتا دمشق کے قریب پہنچ جائے گا۔ عصر کی نماز کے وقت لوگ نماز کی تیاری میں مصروف ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگے گا۔ بالآخر "باب لد" پر پہنچ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا کام تمام کر دیں گے اس وقت روئے زمین پر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مسلمان ہوں گے، حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر پینتالیس، اڑتالیس یا انچاس برس ہوگی کہ آپ کا انتقال ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں انتقال ہوگا اور وہیں دفن ہوں گے۔(۲)

۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لاتقوم الساعۃ حتیٰ تنزل الروم بالاعماق او بدابق فیخرج الیھم جیش من المدینۃ من خیار اھل الارض ...... فیفتتحون قسطنطنیۃ ...... فاذا جاؤا الشام خرج فبینما ھم یعدون للقتال یسوون الصفوف (صحیح مسلم ۲/۳۹۱)، روي من حدیث حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ، وذکر فتنۃ تکون بین أھل المشرق والمغرب، "فبینما ھم کذلک اذ خرج علیھم السفیاني من الوادي الیابس في فورہ ذلک ...... ویحل جیشہ الثاني بالمدینۃ فینھبونھا ثلاثۃ أیام ولیالیھا، ثم یخرجون متوجھین الی مکۃ حتیٰ اذا کانوا بالبیداء، بعث اللّٰہ جبریل علیہ السّلام فیقول: یا جبریل اذھب فأبدھم، فیضربھا برجلہ ضربۃ یخسف اللّٰہ بھم ...... فلایبقی منھم الا رجلان احدھما بشیر والآخر نذیر (سنن دارقطني بحوالہ تذکرہ للقرطبی ۸۰۵)، وقد تکاثرت الروایات والآثار بأمر المھدی وقد ذکر العلماء ان أول ظھورہ یکون شابانم یخاف علی نفسہ من القتل فیفر الی مکۃ مختفیا ثم یرجع الی مکۃ فیرونہ بالمطاف عندالرکن فیقھرونہ علی المبایعۃ بالامامۃ ثم یتوجہ الی المدینۃ و معہ المؤمنون ثم یسیرون الی جھۃ الکوفۃ ثم یعود منھزما من جیش السفیانی فیخرج اللّٰہ علی السفیانی من أھل المشرق وزیر المھدی فیھزم السفیانی الی الشام فیقصدہ المھدی فیذبحہ عند عتبۃ بیت المقدس کما تذبح الشاۃ، (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۸۱، ۸۲)

۲۔ عن ابی امامۃ الباھلی فی حدیث طویل من ذکر الدجّال فقالت ام شریک بنت ابی یا رسول اللّٰہ ﷺ فاین العرب یومئذ قال العرب یومئذ قلیل و جلھم ببیت المقدس و امامھم رجل صالح فبینما امامھم قد تقدم یصلی بھم ...... اذا نزل علیھم عیسیٰ ابن مریم ...... فرجع ذالک الامام ینکص یمشی قھقری لیقدم عیسیٰ لیصلی فیضع عیسیٰ (بقیہ اگلے صفحے پر)

۳۲:...... خروج دجّال

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے دوسری علامت خروج دجّال ہے۔ احادیث مبارکہ میں دجّال کا ذکر بڑی وضاحت سے آیا ہے، ہر نبی دجّال کے فتنے سے اپنی امت کو ڈراتا رہا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی ہیں۔ دجّال کا ثبوت احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ہے۔ دجّال کا لغوی معنی ہے، مکار، جھوٹا، حق اور باطل کو خلط ملط کرنے والا۔ اس معنی کے اعتبار سے ہر اس شخص کو جس میں یہ اوصاف ہوں، دجّال کہا جاسکتا ہے۔(۱)

یہاں دجّال سے ایک خاص کافر مراد ہے جس کا ذکر احادیث میں تواتر کے ساتھ موجود ہے۔ جو یہودی ہوگا، خدائی کا دعویٰ کرے گا، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا، دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، دائیں آنکھ کی جگہ انگور کی طرح کا اُبھرا ہوا دانہ ہوگا، زمین پر اس کا قیام چالیس دن ہوگا، لیکن ان چالیس دنوں میں سے پہلا دن سال کے برابر، دوسرا دن مہینہ کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر ہوگا، باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے، بندوں کے امتحان کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے مختلف خرق عادت اُمور اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے، وہ لوگوں کو قتل کر کے زندہ کرے گا، وہ آسمان کو حکم کرے گا، آسمان بارش برسائے

(گذشتہ سے پیوستہ) یده بین کتفیه ثم یقول له تقدم فیصل فانهالك اقیمت فیصلی بهم امامهم فاذاانصرف قال عیسیٰ علیه السّلام افتحو الباب فیفتح و راء ه الدجّال..... و ینطلق هاربا و یقول عیسیٰ ان لی فیك ضربة لن تسبقنی بهافید رکه عندباب اللد للشرقی فیقتله فیهزم اللهالیهود (سنن ابو داؤد: ۱۳۵/۲)،..... ثم یستمر سیّد نا المهدی حتیٰ یسلم الامرلروح الله عیسیٰ ابن مریم و یصلی المهدی بعیسیٰ علیه السّلام صلاة و احدة .... ثم یستمر المهدی علی الصلاة خلف سیّدنا عیسیٰ علیه السّلام بعد تسلیمه الامر الیه ثم یموت المهدی و یصلی علیه روح الله عیسیٰ و یدفنه فی بیت المقدس۔ (شرح عقیده سفارینیه: ۸۵/۲)، یعیش خمسا أو سبعا أو تسعا۔ (الیواقیت و الجواهر ۱۴۳/۲)

۱۔ اصل الدجل: الخلط، یقال: دجل اذالبس و موه...... والدجّال هو المسیح الکذاب، وانمادجله سحره و کذبه۔ (لسان العرب: ۲۸۴/۱۱۔ ۲۸۵)، ومأأدراك ماالدجّال مبع الکفروالضلال وینبوع الفتن والاوجال قدأنذرت به الانبیاء قومهاو حذرت مسه امهما......للدجّال أی الکذاب......وقیل سمی به لتمویهه علی الناس و تلبیسه......وقیل ماخوذ من الدجل(شرح عقیده سفارینیه: ۸۶/۲، ۹۹)

گا، زمین کو حکم کرے گا، زمین غلہ اگائے گی، ایک ویرانے سے گزرے گا اور اسے کہے گا، اپنے خزانے نکال، وہ اپنے خزانے باہر نکالے گی، پھر وہ خزانے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے، آخر میں ایک شخص کو قتل کرے گا، پھر زندہ کرے گا اس کو دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو نہیں کر سکے گا، دجال پوری زمین کا چکر لگائے گا، کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال نہیں جائے گا، سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کہ ان دوشہروں میں فرشتوں کے پہرے کی وجہ سے وہ داخل نہیں ہو سکے گا۔ دجّال کا فتنہ تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔(۱)

حضرت امام مہدی علیہ السّلام جب قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام تشریف لائیں گے، دمشق میں مقیم ہوں گے کہ شام اور عراق کے درمیان میں سے دجّال نکلے گا۔ پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا، یہاں سے اصفہان پہنچے گا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ پھر خدائی کا دعویٰ شروع کر دے گا اور اپنے لشکر کے ساتھ زمین میں فساد مچاتا پھرے گا، بہت سے ملکوں سے ہوتا ہوا یمن تک پہنچے گا، بہت سے گمراہ لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہاں سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوگا، مکہ مکرمہ کے قریب آ کر ٹھہرے گا، مکہ مکرمہ کے گرد فرشتوں کا حفاظتی پہرہ ہوگا جس وجہ سے وہ مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پھر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگا یہاں بھی فرشتوں کا حفاظتی پہرہ ہوگا، دجّال مدینہ منورہ میں بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، جس سے کمزور ایمان والے گھبرا کر مدینہ منورہ سے باہر نکل

۱۔ عن قتادة حدثنا انس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الدجال مكتوب بين عينيه ك، ف، ر، اى كافر (صحيح مسلم: ۲/ ۴۰۰)، عن النواس بن سمعان، قال: ذكر رسول اللهﷺ الدجّال ذات غداة... انه شاب قطط، عينه طافئة... انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث يمينا و عاث شمالا، ياعباد الله، فاثبتوا قلنا: يارسول الله، و مالبثه في الارض؟ قال اربعون يوما كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة و سائر ايامه كايامكم..... فيأتي على القوم فيدعوهم، فيؤمنون به ويستجيبون له.....فيأمر السماء فتمطر، والأرض فتنبت، فتروح عليهم سارحتهم، أطول ما كانت ذرى، وأسبغه ضروعا، وأمده خواصر، ثم يأتي القوم، فيدعوهم فيردون عليه قوله، فينصرف عنهم، فيصبحون ممحلين، ليس بايديهم شيء من أموالهم، ويمر بالخربة فيقول لها: اخرجي كنوزك، فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل، ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا، فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض، ثم يدعوه فيقبل ويتهلل وجهه يضحك، (صحيح مسلم: ۲/ ۴۰۰، ۴۰۱)

جائیں گے اور دجّال کے فتنہ میں پھنس جائیں گے۔(۱)

مدینہ منورہ میں ایک اللہ والے دجّال سے مناظرہ کریں گے، دجّال انہیں قتل کر دے گا، پھر زندہ کرے گا، وہ کہیں گے، اب تو تیرے دجّال ہونے کا پکا یقین ہو گیا ہے، دجّال انہیں دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر نہیں کر سکے گا۔(۲)

یہاں سے دجّال شام کے لئے روانہ ہوگا، دمشق کے قریب پہنچ جائے گا، یہاں حضرت امام مہدی علیہ السّلام پہلے سے موجود ہوں گے، کہ اچانک آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اتریں گے، حضرت امام مہدی علیہ السّلام تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حوالے کرنا چاہیں گے۔ وہ فرمائیں گے، منتظم آپ ہی ہیں، میرا کام دجّال کو قتل کرنا ہے۔ اگلی صبح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ دجّال کے لشکر کی طرف پیش قدمی فرمائیں گے، گھوڑے پر سوار ہوں گے، نیزہ ان کے ہاتھ میں ہوگا، دجّال کے لشکر پر حملہ کر دیں گے، بہت گھمسان کی لڑائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک ان کی نگاہ جائے گی وہیں تک سانس پہنچے گا اور جس کافر کو آپ کے سانس کی ہوا لگے گی وہ اسی وقت مر جائے گا، دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھ کر بھاگنا شروع کر دے گا، آپ اس کا پیچھا کریں گے، ''باب لُد'' پر پہنچ کر دجّال کو قتل کر دیں گے۔(۳)

۱۔ عن انس بن مالك رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال يتبع الدجّال من يهود اصبهان سبعون الفا عليهم الطيالسة۔ (صحيح مسلم: ۲/۴۰۵)، عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ليس من بلد الا سيطؤه الدجّال الا مكة والمدينة وليس نقب من انقابها الا عليه الملائكة صافين تحرسها فينزل بالسبخة فترجف المدينة ثلاث رجفات يخرج اليه منها كل كافر و منافق۔(صحيح مسلم: ۲/۴۰۵)

۲۔ ان ابا سعيد قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه و سلم يوما حديثا طويلا عن الدجّال فكان فيما يحدثنا به انه قال:..... فيخرج اليه يومئذ رجل هو خير الناس او من خيار الناس فيقول له اشهد انك الدجّال الذي حدثنا رسول الله صلى الله عليه و سلم حديثه فيقول الدجّال ارأيتم ان قتلت هذا ثم احييته هل تشكون في الأمر؟ فيقولون، لا، قال فيقتله ثم يحييه فيقول حين يحييه، والله ما كنت فيك قط اشد بصيرة مني اليوم قال فيريد الدجّال ان يقتله فلا يسلط عليه۔(صحيح بخاري: ۲/۱۰۵۶)

۳۔ عن النواس بن سمعان قال، قال النبي صلى الله عليه و سلم: فبينما هو كذلك بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين، واضعا كفيه على اجنحة ملكين، اذا طأطأ رأسه، قطر، واذا رفعه، تحدر منه جمان، كاللؤلؤ، فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات۔ و نفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتىٰ يدركه بباب لد فيقتله(صحيح مسلم: ۲/۴۰۱)

۳۳:...... نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے تیسری علامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نازل ہونا اور دجّال کو قتل کرنا ہے۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے اور مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے، اس عقیدے کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ (۱)

آسمانوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ سے ہوکر دمشق پہنچ چکے ہوں گے اور دجّال بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے دھتکارا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا ہوگا، امام مہدی علیہ السلام اور یہودیوں کے درمیان جنگیں زوروں پر ہوں گی کہ ایک دن عصر کی نماز کا وقت ہوگا، اذانِ عصر ہوچکی ہوگی، لوگ نماز کی تیاری میں مشغول ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمانوں سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے، سر نیچے کریں گے تو پانی کے قطرے گریں گے، سر اونچا کریں گے، تو چمکدار موتیوں کی طرح دانے گریں گے، دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب کے سفید رنگ کے مینارے پر اتریں گے، وہاں سے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عدل وانصاف قائم کریں گے، عیسائیوں کی صلیب توڑ دیں گے (صلیب توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کے عقیدۂ صلیب کو غلط قرار دیں گے)، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کردیں گے، یہودیوں اور دجّال کو قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی ختم ہوجائیں گے، جس کافر کو ان کا سانس پہنچے گا وہ وہیں مرجائے گا، "بابِ لُد" پر دجّال کو قتل کریں گے، مال کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ (۲)

۱۔ واما الاجماع فقد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة ... وقد انعقد اجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عنده نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۹۰)

۲۔ عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد ۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۹۰) (بقیہ اگلے صفحے پر)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنبھالیں گے۔آسمانوں سے اترنے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہی ہوں گے، کیونکہ نبی منصب نبوت سے بھی معزول نہیں ہوتا، لیکن اس وقت امت محمدیہ کے تابع، مجدد اور عادل حکمران کی حیثیت میں ہوں گے۔

دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں کوہِ طور پر لے جائیں گے، چالیس یا پینتالیس برس کے بعد ان کی وفات ہوگی، اس دوران نکاح بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی، مدینہ منورہ میں انتقال ہوگا اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ مبارک میں دفن ہوں گے۔آپ کے بعد قحطان قبیلے کے ایک شخص جہجاہ حاکم بنیں گے، ان کے بعد کئی نیک و عادل حکمران آئیں گے، پھر آہستہ آہستہ نیکی کم ہونا شروع ہو جائے گی اور برائی بڑھنے لگے گی۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) عن النواس بن سمعانؓ قال النبی ﷺ..... فبینما هو كذالك اذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين، واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات، ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله (صحيح مسلم: ۲/ ۴۰۱)

۱۔ عن النواس بن سمعان قال: قال رسول الله ﷺ في حديث الدجال: فيطلبه حتى يدركه بباب لد، فيقتله... فبينما هو كذلك اذ اوحى الله الى عيسى ... فحرز عبادى الى الطور (صحيح مسلم: ۲/ ۴۰۱)، عن ابى هريرة رضي الله عنه عن النبى ﷺ قال: لا تذهب الايام والليالى، حتى يملك رجل يقال له الجهجاه (صحيح مسلم: ۲/ ۳۹۵)، عن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا واربعين ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسى ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر۔(مشكوة المصابيح: ۲/ ۴۸۰)، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم: والذى نفس ابى القاسم بيده ينزلن عيسى بن مريم اماما مقسطا وحكما عدلا...... ثم لئن قام على قبرى فقال يا محمد لاجيبه۔(مسند ابو يعلى: ۵/ ۴۹۷)، واما الاجماع فقد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالف فيه احد من اهل الشريعة وانما انكر ذلك الفلاسفة.... وقد انعقد اجماع الامة على انه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية وليس ينزل بشريعة مستقلة عنده نزوله من السماء وان كانت النبوة قائمة به وهو متصف بها۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۲/ ۹۰)

۳۴:...... یاجوج ماجوج

امام مہدی علیہ السلام کے انتقال کے بعد تمام انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوں گے اور نہایت سکون و آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائیں گے کہ میں ایک ایسی قوم نکالنے والا ہوں جس کے ساتھ کسی کو مقابلہ کی طاقت نہیں ہے، آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیں۔ اس قوم سے یاجوج ماجوج کی قوم مراد ہے۔(۱)

یاجوج ماجوج کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ یہ قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔ شمال کی طرف بحرِ منجمد سے آگے یہ قوم آباد ہے۔ ان کی طرف جانے والا راستہ پہاڑوں کے درمیان ہے، جس کو حضرت ذوالقرنین نے تانبا پگھلا کر لوہے کے تختے جوڑ کر بند کر دیا تھا۔ بڑی طاقتور قوم ہے، دو پہاڑوں کے درمیان نہایت مستحکم آہنی دیوار کے پیچھے بند ہے، قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ کر گر پڑے گی اور یہ قوم باہر نکل آئے گی اور ہر طرف پھیل جائے گی اور فساد برپا کرے گی۔(۲)

یاجوج ماجوج آہنی دیوار ٹوٹنے کے بعد ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ پر سے گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی جائے گی، جب دوسری جماعت گزرے گی تو وہ کہے گی،''یہاں کبھی پانی تھا۔''یاجوج ماجوج کی وجہ سے حضرت

۱۔ عن النواس بن سمعان رضی اللّٰہ عنہ قال: قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: فی حدیث الدجال...... فبینما ھو کذلک اذاوحی اللّٰہ الی عیسیٰ: انی قد اخرجت عباداً لی لایدان لاحد بقتالھم، فحرز عبادی الی الطور، ویبعث اللّٰہ یاجوج و ماجوج و ھم من کل حدب ینسلون، (صحیح مسلم: ۲/ ۴۰۱)

۲۔ قالوا یاذاالقرنین ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض فھل نجعل لک خرجا علی أن تجعل بیننا و بینھم سدا۔ قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینھم ردما۔ اٰتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتیٰ اذا جعلہ نارا قال اٰتونی افرغ علیہ قطرا فما اسطاعوا ان یظھروہ وما استطاعوا لہ نقبا۔ (الکھف/ ۹۴ تا ۹۷)، حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون (الانبیاء/۹۶)قال اھل التاریخ اولاد نوح ثلاثۃ۔ سام و حام ویافث۔ فسام ابو العرب و العجم والروم۔ وحام ابو الحبشہ و الزنج و النوبۃ ویافث ابو الترکی و الصقالبہ ویاجوج و ماجوج۔ (شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/ ۱۱۴)

عیسیٰ علیہ السّلام اور مسلمان بڑی تکلیف میں ہوں گے۔ کھانے کی قلت کا یہ عالم ہوگا کہ بیل کا سر سو دینار سے بھی قیمتی اور بہتر سمجھا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری پیدا کردیں گے جس سے سارے مرجائیں گے، اور زمین بدبو اور تعفّن سے بھر جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ بڑی بڑی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے پھینک دیں گے، پھر موسلا دھار عظیم بارش ہوگی جو ہر جگہ ہوگی۔ کوئی مکان یا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہوگا جہاں یہ بارش نہ پہنچے، وہ بارش پوری زمین دھو کر صاف وشفاف کردے گی۔ اس زمانے میں زمین اپنی برکتیں ظاہر کرے گی، ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا، اس کے چھلکے کے سائے میں پوری جماعت بیٹھ سکے گی، ایک اونٹنی کا دودھ بڑی جماعت کے لئے، ایک گائے کا دودھ ایک قبیلے کے لئے اور ایک بکری کا دودھ ایک چھوٹے قبیلے کے لئے کافی ہوگا۔(۱)

۳۵:...... دھویں کا ظاہر ہونا

قیامت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت دھویں کا نکلنا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد کئی حکمرانوں تک نیکی غالب رہے گی، پھر آہستہ آہستہ شر غالب ہونا شروع ہوجائے گا تو ان دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہوگا، جس کا

۱۔ قال النبی ﷺ فی حدیث الدجّال فیمرّ اوائلهم علی بحیرة طبریة، فیشربون مافیها، ویمرّ آخرهم فیقولون: لقد کان بهذه مرة ماء ویحصر نبی اللّٰه عیسیٰ وأصحابه حتیٰ یکون رأس الثور لأحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم فیرغب نبی اللّٰه عیسیٰ واصحابه، فیرسل اللّٰه علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة، ثم یهبط نبی اللّٰه عیسیٰ وأصحابه الی الأرض، فلا یجدون فی الأرض موضع شبر الاملأه زهمهم ونتنهم، فیرغب نبی اللّٰه عیسیٰ وأصحابه الی اللّٰه، فیرسل اللّٰه طیرا کأعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء اللّٰه ثم یرسل اللّٰه مطرا لایکن منه بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة۔ ثم یقال للارض انبتی ثمرتك وردّی برکتك، فیومئذ تاکل العصابة من الرمانة ویستظلون بقحفها ویبارك فی الرسل، حتیٰ ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس واللقحة من البقر لتکفی القبیلة من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس

(صحیح مسلم: ۲/۱۰۴۰۱ـ۴۰۲)

ذکر قرآن کریم میں ہے۔

جب یہ دھواں نکلے گا تو ہر جگہ چھا جائے گا، جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بے ہوشی ہو جائے گی۔ چالیس دن تک مسلسل یہ دھواں چھایا رہے گا، چالیس دنوں کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا۔(۱)

۳۶:...... زمین کا دھنس جانا

قیامت سے پہلے اسی زمانہ میں تین جگہ سے زمین دھنس جائے گی، ایک جگہ مشرق میں، ایک جگہ مغرب میں اور ایک جگہ جزیرہ عرب میں۔(۲)

۳۷:...... سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک بڑی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ دھویں کے ظاہر ہونے اور زمین دھنس جانے کے واقعہ کے بعد ذوالحجہ کے مہینہ میں دسویں ذوالحجہ کے بعد اچانک ایک رات بہت لمبی ہوگی کہ مسافروں کے دل گھبرا کر بے قرار ہو جائیں گے، بچے سو سو کر اُکتا جائیں گے، جانور

۱۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین (الدخان/ ۱۰)، عن حذیفۃ ابن اسید قال: قال النبی ﷺ ان الساعۃ لا تکون حتی تکون عشر آیات: (منہا) والدخان (صحیح مسلم: ۲/ ۳۹۳)، (ومنہا آیۃ الدخان) آیۃ الدخان ثابتۃ بالکتاب والسنۃ اما الکتاب فقولہ سبحانہ و تعالی (فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین) قال ابن عباس و ابن عمر رضی اللّٰہ عنہم والحسن و زید بن علی رحمہم اللّٰہ تعالی ہو دخان قبل قیام الساعۃ یدخل فی اسماع الکفار والمنافقین و یعتری المومن کہیئۃ الزکام و تکون الارض کلہا کبیت اوقد فیہ ولم یات بعد و ہو آت۔ وفی حدیث حذیفۃ بن الیمان رضی اللّٰہ عنہ ان من اشراط الساعۃ دخانا یملأ ما بین المشرق والمغرب یمکث فی الارض اربعین یوما فاما المومن فیصیبہ منہ شبہ الزکام واما الکافر فیکون بمنزلۃ السکران یخرج الدخان من فیہ و منخریہ و عینیہ و اذنیہ و دبرہ.

(شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/ ۱۲۸)

۲۔ عن حذیفۃ ابن اسید رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الساعۃ لا تکون حتی تکون عشر آیات (منہا) خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بجزیرۃ العرب (صحیح مسلم: ۲/ ۳۹۳)

باہر کھیتوں میں جانے کے لئے چلّانے لگیں گے، تمام لوگ ڈر اور گھبراہٹ سے بیقرار ہو جائیں گے، جب تین راتوں کے برابر وہ رات ہو چکے گی تو سورج ہلکی سی روشنی کے ساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور سورج کی حالت ایسے ہوگی جیسے اس کو گہن لگا ہوتا ہے۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کسی کا ایمان یا گناہوں سے توبہ قبول نہ ہوگی۔ سورج آہستہ آہستہ اونچا ہوتا جائے گا، جب اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے کچھ پہلے ہوتا ہے تو واپس مغرب کی طرف غروب ہونا شروع ہو جائے گا اور معمول کے مطابق غروب ہو جائے گا، پھر حسب معمول طلوع و غروب ہوتا رہے گا۔ مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے ایک سو بیس سال بعد قیامت کے لئے صور پھونکا جائے گا۔(۱)

۱۔ هل ينظرون الا أن تاتيهم الملائكة او ياتي ربك او ياتي بعض أيات ربك يوم ياتي بعض آيات ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا قل انتظروا انا منتظرون۔ (الانعام/ ۱۵۸)، عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ لا تقوم الساعة.... حتیٰ تطلع الشمس من مغربها فاذا طلعت وراها الناس اجمعون فذاك حين لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا۔ (صحيح بخاری: ۲/ ۱۰۵۵)، وأخرج ابن مردويه عن حذيفة رضی الله عنه قال سألت رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ما آية طلوع الشمس من مغربها؟ فقال "طول تلك الليلة حتیٰ تكون قدر ليلتين، وهو وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعا قدر ثلاث ليال وعند البيهقي من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما مرفوعا قدر ليلتين أو ثلاث فيستيقظ الذين يخشون ربهم فيصلون ويعملون كما كانوا ولا يرون الا قد قامت النجوم مكانها ثم يرقدون ثم يقومون ثم يقضون صلاتهم والليل كأنه لم ينقص فيضطجعون حتیٰ اذا استيقظوا والليل مكانه حتیٰ يتطاول عليهم الليل فاذا رأوا ذلك خافوا أن يكون ذلك بين يدی أمر عظيم فيفزع الناس وهاج بعضهم فی بعض فقالوا ماهذا؟ فيفزعون الی المساجد فاذا أصبحوا طال عليهم طلوع الشمس فبينما هم ينظرون طلوعها من المشرق اذهی طالعة عليهم من مغربها فيضج الناس ضجة واحدة حتی اذا صارت فی وسط السماء رجعت وطلعت من مطلعها۔ قد ورد عن ابن عمرو رضی الله عنه: يمكث الناس بعد طلوع الشمس من مغربها عشرين ومائة سنة۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۲/ ۱۳۳۔ ۱۴۱)
مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تذکرہ للقرطبی / ۵۸۲۔۵۸۳

۳۸:...... صفا پہاڑی سے جانور کا نکلنا

قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

مغرب سے سورج طلوع ہونے والے واقعہ کے کچھ ہی روز بعد مکہ مکرمہ میں واقع پہاڑ صفا پھٹے گا اور اس سے ایک عجیب وغریب جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا اور بڑی تیزی کے ساتھ ساری زمین میں پھر جائے گا۔ اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصا ہوگا، ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے عصا سے ایک نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے ان کا سارا چہرہ روشن ہو جائے گا، اور کافروں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر لگا دے گا، جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہو جائے گا۔ لوگوں کے مجمع میں ایمان والوں کو کہے گا یہ ایماندار ہے اور کافر کے بارے میں کہے گا یہ کافر ہے، اس کے بعد وہ غائب ہو جائے گا۔(۱)

۳۹:...... ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور تمام مسلمانوں کا وفات پا جانا

جانور والے واقعہ کے کچھ ہی روز بعد جنوب کی طرف سے ایک ٹھنڈی اور نہایت فرحت

۱۔ واذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم۔ (النمل/ ۸۲)، عن حذيفة بن أسيد رضى الله عنه قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم ان الساعة لاتكون حتى تكون عشر آيات منها دابة الارض۔(صحيح مسلم: ۲/۳۹۳)، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ تخرج الدابة و معها خاتم سليمان بن داؤد، و عصا موسىٰ بن عمران فتجلو وجه المؤمن بالعصا و تختم أنف الكافر بالخاتم حتىٰ ان أهل الحو ليجتمعون فيقول هذا: يا مؤمن ويقول هذا: يا كافر (سنن ابن ماجه/ ۲۹۵)، اذا علمت ذلك فخروج الدابة المذكورة ثابت بالكتاب والسنة أما الكتاب فقوله تعالىٰ (واذا وقع القول عليهم أخرجنا لهم دابة من الأرض تكلمهم ان الناس كانوا بآياتنا لايوقنون) وأما السنة ..... قال العلماء رحمهم الله كما فى الأحاديث أن مع الدابة عصا موسىٰ و خاتم سليمان عليهما السّلام و تنادى بأعلى صوتها أن الناس كانوا بآياتنا لايوقنون) و تسم الناس المؤمن والكافر فأما المؤمن فيرى وجهه كأنه كوكب درى و يكتب بين عينيه مؤمن و أما الكافر فتنكت بين عينيه نكتة سوداء و يكتب بين عينيه كافر۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱٤۷، ۱٤۸)

بخش ہوا چلے گی، جس سے تمام مسلمانوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا، جس سے وہ سب مر جائیں گے، حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان کسی غار میں چھپا ہوا ہوگا اس کو بھی یہ ہوا پہنچے گی، اور وہ وہیں مر جائے گا۔ اب روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہوگا، سب کافر ہوں گے اور شرار الناس یعنی برے لوگ رہ جائیں گے۔(۱)

۴۰:...... حبشیوں کی حکومت اور بیت اللہ کا شہید ہونا

جب سارے مسلمان مر جائیں گے اور روئے زمین پر صرف کافر رہ جائیں گے، اس وقت ساری دنیا میں حبشیوں کا غلبہ ہو جائے گا اور انہی کی حکومت ہوگی۔ قرآن کریم دلوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا، حج بند ہو جائے گا، دلوں سے خوف خدا اور شرم وحیا بالکل اٹھ جائے گی، لوگ برسرِ عام بے حیائی کریں گے۔ بیت اللہ شریف کو شہید کر دیا جائے گا، حبشہ کا رہنے والا چھوٹی پنڈلیوں والا ایک شخص بیت اللہ شریف کو گرائے گا۔(۲)

۱۔ عن عائشة رضي الله عنها، قالت: سمعت رسول الله ﷺ انه سيكون من ذلك ماشاء الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل من في قلبه مثقال حبة خردل من ايمان، فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون الى دين آبائهم۔ (صحيح مسلم: ۲/۳۹۴)، عن عبد الله ابن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج الدجّال في امتي ... ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقى على وجه الارض احد في قلبه مثقال ذرة من خير او ايمان الا قبضته حتى لو ان احدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه حتى تقبضه فيبقى شرار الناس في خفة الطير واحلام السباع لايعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا۔ (صحيح مسلم: ۲/۴۰۳)

۲۔ عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ يخرب الكعبة ذو السويقتين من الحبشة۔ (صحيح مسلم: ۲/۳۹۴) من العلامات العظمى هدم الكعبة المشرفة والقبلة المعظمة واخرج الامام احمد من حديث ابي هريرة رضي الله عنه مرفوعا يبايع لرجل بين الركن والمقام ولن يستحل هذا البيت الا أهله فاذا استحلوه فلا تسأل عن هلكة العرب ثم تجئ الحبشة يخربونه خرابا لايعمره بعده أبدا۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱۲۲۔۱۲۳)، وفي الحديث أكثروا من الطواف بالبيت قبل أن يرفع وينسى الناس مكانه وأكثروا تلاوة القرآن من قبل أن يرفع، قيل وكيف يرفع ما في صدور الرجال؟ قال يسرى عليهم ليلا فيصبحون منه فقراء وينسون قول لا اله الا الله ..... وأخرج ابن ماجه من حديث حذيفة رضي الله عنه مرفوعا۔ يدرس الاسلام حتى لايدرى ماصيام ولاصلوة ولانسك ولا صدقة ويسرى على كتاب الله تعالى في ليلة فلا يبقى في الارض منه آية۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱۳۲)

۴۱:...... آگ کا لوگوں کو ملک شام کی طرف ہانکنا

قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے آخری علامت آگ کا نکلنا ہے۔ قیامت کا صور پھونکے جانے سے پہلے زمین پر بت پرستی اور کفر پھیل جائے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے شام میں جمع ہونے کے اسباب پیدا ہوں گے۔ شام میں حالات اچھے ہوں گے، لوگ وہاں کا رخ کریں گے، پھر یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ارضِ محشر یعنی شام کی طرف ہانکے گی۔ جب سب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

اس کے بعد عیش و آرام کا زمانہ آئے گا، لوگ مزے سے زندگی بسر کر رہے ہوں گے، کچھ عرصہ اسی حالت میں گزرے گا کہ اچانک قیامت قائم ہو جائے گی۔(۱)

۴۲:...... صور پھونکا جانا اور قیامت کا قائم ہونا

ان تمام علامات کے واقع ہو جانے کے بعد عیش و آرام کا زمانہ آئے گا، محرم کی دس تاریخ اور جمعہ کا دن ہوگا، لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوں گے کہ اچانک قیامت قائم ہو جائے گی۔ دو آدمیوں نے کپڑا پھیلا رکھا ہوگا، اس کو سمیٹ نہ سکیں گے اور نہ ہی خرید و فروخت کر سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر جائے گا اور اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنے پانی والے حوض کی مرمت کر رہا ہوگا اور اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص نے نوالہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا اسے

۱۔ عن حذيفة ابن اسيد قال قال رسول الله ﷺ ان الساعة لاتكون حتى تكون عشر آيات و منها نار تخرج من قعرة عدن ترحل الناس۔(صحيح مسلم: ۲/۳۹۳)، عن عائشة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول: لايذهب الليل و النهار حتى تعبد اللات والعزى۔(صحيح مسلم: ۲/۳۹٤)، واخر الايات العظام (حشر النار) للناس من المشرق الى المغرب ومن اليمن الى مهاجر ابراهيم عليه السّلام و هو ارض الشام و في حفظ تخرج نار من قعر عدن ترحل الناس الى المحشر و حديث نار تحشر الناس من المشرق الى المغرب فيان يقال ان الشام الذى هو المحشر مغرب بالنسبة الى المشرق فيكون ابتداء خروجها فقعر عدن من اليمن فاذا خرجت انتشرت الى المشرق فتحشر اهله الى المغرب الذى هو الشام وهو المحشر۔(شرح عقيده سفارينيه: ۲/۱٤۹، ۱۵۰)

منہ میں ڈال نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔(۱)

قیامت حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے برپا ہوگی جس کی آواز پہلے ہلکی اور پھر اس قدر ہیبت ناک ہوگی کہ اس سے سب جاندار مر جائیں گے، زمین و آسمان پھٹ جائیں گے، ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائے گی۔ چالیس سال بعد دوبارہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے سب زندہ ہو کر میدانِ محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے۔(۲)

۱۔ عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه ﷺ قال لاتقوم الساعة حتی ..... لتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بینهما فلا یتبایعانه ولا یطویانه ولتقومن الساعة و قدانصرف الرجل بلبن لقحته فلایطعمه ولتقومن الساعة وهو یلوط حوضه فلایسقی فیه ولتقومن الساعة وقدرفع اکلته الی فیه فلا یطعمها۔(صحیح بخاری: ۱۰۵۵/۲)

۲۔ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الامن شاء اللّٰه ۔ (زمر/۶۸)، یاایها الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیء عظیم یوم ترونها تذهل کل مرضعة عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها وترى الناس سکری وما هم بسکری ولکن عذاب اللّٰه شدید۔(حج /۱، ۲)، یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون(المعارج /۴۳)

عن ابی هریرةؓ قال رسول اللّٰه ﷺ "مابین النفختین اربعون قالوا: یا اباهریرة، اربعین یوما؟ قال: أبیت، قالوا: اربعین شهرا؟ قال: ابیت، قالوا: اربعین سنة؟ قال: أبیت، ثم ینزل اللّٰه من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل۔(صحیح مسلم ۴۰۶/۲، ۴۰۷)، اخرج ابو الشیخ فی کتاب العظمة عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال حدثنا رسول اللّٰه ﷺ ان اللّٰه لما فرغ من خلق السمٰوٰت والارض خلق الصور فأعطاه اسرافیل فهو واضعه علی فیه شاخصا ببصره الی العرش ینتظر متی یؤمر۔ ..... فبینما هم علی ذلك اذتصدعت الارض فانصدعت من قطرالی قطر فرأوا أمرا عظیما ثم نظروا الی السمآء فاذاهی کالمهل ثم انشقت فانتثرت نجومها وانخسفت شمسها وقمرها۔(شرح عقیده سفارینیه: ۱۶۱/۲) وقد روی ابن المبارك عن الحسن قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: بین النفختین اربعون سنة. الاولی یمیت اللّٰه بها کل حیی والاخری یحی اللّٰه بها کل میت، وقال الحلیمی: اتفقت الروایات علی ان بین النفختین اربعین سنة۔ (التذکرة للقرطبی / ۱۶۵)

عالم آخرت

۱:...... میدانِ محشر

قیامت قائم ہونے کے چالیس سال بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا، پہلے صوز پھونکنے سے تمام مخلوق تباہ و برباد ہو جائے گی، تمام فرشتے مر جائیں گے، حتیٰ کہ اسرافیل علیہ السّلام پر بھی موت طاری کر دی جائے گی، اللہ تبارک و تعالیٰ اسرافیل علیہ السّلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ اس دوسرے صور کی آواز سے تمام مخلوق دوبارہ زندہ ہو جائے گی، یہ زمین کسی دوسری زمین سے تبدیل کر دی جائے گی، مردے قبروں سے نکل نکل کر میدانِ محشر میں جمع ہونا شروع ہو جائیں گے، بعض عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہو کر میدانِ محشر میں پہنچیں گے، بعض دوڑتے بھاگتے پہنچ جائیں گے، اور بعض چہروں کے بل گھسٹ گھسٹ کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے، تمام لوگ برہنہ حالت میں اللہ کے حضور پیش ہوں گے، ہر شخص تنہا اور اکیلا ہوگا، اوّلین و آخرین تمام کو جمع کیا جائے گا، اور کوئی اس دن کی حاضری سے مستثنیٰ نہیں ہوگا اور سب اللہ کے حضور صفوں میں کھڑے ہوں گے۔ قیامت کا وہ ایک دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ اس دن سورج سروں کے بہت قریب ہوگا، جس کی تپش اور گرمی سے لوگوں کے دماغ کھولنے لگیں گے۔ ہر گنہ گار اپنے گناہوں کے بقدر پسینہ میں شرابور ہوگا۔ لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے ہوں گے۔(۱)

۱۔ ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذاھم قیام ینظرون (الزمر/۶۸)، ونفخ فی الصور فاذاھم من الاجداث الی ربھم ینسلون (یٰس/۵۱)، فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ۔ (المعارج/۴)، یوم تبدل الأرض غیر الأرض۔ (ابراھیم/۴۸)، واذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت (الانفطار/۴، ۵)، ھذا یوم الفصل جمعنکم والاوّلین۔ (المرسلات/۳۸)، یقول الانسان یومئذ این المفر۔ کلا لا وزر الی ربک یومئذ المستقر۔ (القیامۃ/۱۰ تا ۱۲)، ولقد جئتمونا فرادیٰ۔ (الانعام/۹۴)، یوم یقوم الناس لرب العالمین (المطففین/۶) وعرضوا علی ربک صفا: (الکھف/۴۸)، عن ابی ھریرۃ قال أتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بلحم ... فقال ... یجمع اللہ یوم القیامۃ الأولین والآخرین فی صعید واحد ... وتدنو الشمس۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۱۱)، (بقیہ اگلے صفحے پر)

اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ہر کسی کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی، لوگ انتہائی پریشانی کے عالم میں ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں ہوں گے، حساب وکتاب شروع نہیں ہو رہا ہوگا۔ میدانِ محشر کی گرمی، تپش اور بھوک پیاس برداشت سے باہر ہو جائے گی، انسان وہاں سے بھاگنا چاہے گا مگر کہیں بھاگ نہیں سکے گا۔ کچھ چہرے اس دن تر وتازہ اور سفید ہوں گے ان پر اللہ کی رحمت ہوگی، اور کچھ چہرے اس دن مرجھائے ہوئے اور سیاہ رنگ کے ہوں گے ان پر اللہ کا غضب اور غصہ ہوگا۔ اس دن آپس کے سب تعلقات اور دوستیاں ختم ہو جائیں گی البتہ نیک لوگوں کے تعلقات برقرار رہیں گے۔ وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ اسی حالت میں لوگوں کو کھڑے ہوئے جب ایک عرصہ گزر جائے گا بالآخر سب اکٹھے ہو کر سفارش کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور درخواستِ شفاعت کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور حساب وکتاب شروع کروانے کی درخواست پیش کی جائے۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے، حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے تم اس کام کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیج دیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم اس کام کے لئے حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ (آج وہی یہ کام کریں گے)۔ تمام خلقت جمع ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگی اور درخواستِ شفاعت کرے گی، آپ اس درخواست کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ کی سفارش کو قبول فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سفارش کو شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے اور اس مقام و

(گذشتہ سے پیوستہ) عن عائشہ رضی اللّٰہ عنہا قالت: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: یحشر الناس یوم القیامۃ حفاۃ عراۃ غرلا (صحیح مسلم: ۲/ ۳۸۴)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان العرق یوم القیامۃ لیذھب فی الارض سبعین باعا وانہ لیبلغ الی افواہ الناس او الی اذانھم۔ (صحیح مسلم: ۲/ ۳۸۴)، عن بھز عن ابیہ عن جدہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ تحشرون ... مشاۃ ورکبانا وعلی وجوھکم تعرضون علی اللّٰہ تعالیٰ، وعلی افواھکم الفدام (مسند احمد: ۵/ ٤)، عن عبد اللّٰہ ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ: یحشر الناس یوم القیامۃ أجوع ما کانوا قط واظمأ ما کانوا قط۔ (تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ۳/ ٤۲۲)

مرتبہ پر فائز ہونے کو مقام محمود کہتے ہیں اور یہ مقام صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا ہوا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کا حساب و کتاب شروع ہوگا۔(۱)

۱۔ یوم یفر المرء من اخیہ...... تر ھقھا قترۃ(عبس /۳٤تا٤۱)، یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ (آل عمران/۱۰٦)، ولو تری اذ فزعوا فلافوت۔ (سبا/٥۱)، من قبل أن یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ۔ (البقرہ/۲٥٤)، ان زلزلۃ الساعۃ شی عظیم الی قولہ ولکن عذاب اللّٰہ شدید۔ (الحج/۱، ۲)، قلوب یومئذ واجفۃ أبصارھا خاشعۃ۔ (النازعات/۸، ۹)، لا یحزنھم الفزع الاکبر۔ (الانبیاء/۱۰۳)، یامعشر الجن والانس ان استطعتم أن تنفذوا من اقطار السموات والأرض فانفذوا لاتنفذون الابسلطن۔ (الرحمن /۳۳)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال سبعۃ یظلھم اللّٰہ فی ظلہ یوم لاظل الاظلہ (صحیح مسلم: ۱/۳۳۱)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان العرق یوم القیامۃ لیذھب فی الارض سبعین باعا، وانہ لیبلغ الی افواہ الناس أو الی اذانھم ۔(صحیح مسلم: ۲/۳۸٤)، عن مقداد بن اسود رضی اللّٰہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: تدنی الشمس یوم القیامۃ من الخلق حتیٰ تکون منھم کمقدار میل۔ (صحیح مسلم: ۲/۳۸٤)، عن أبي ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: أتی رسول اللّٰہ ﷺ یوما بلحم، فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ، فنھس منھا نھسۃ فقال، "انا سید الناس یوم القیامۃ، وھل تدرون بم ذاك؟ یجمع اللّٰہ یوم القیامۃ الأولین والآخرین في صعید واحد، فیسمعھم الداعي، وینفذھم البصر، وتدنو الشمس، فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون، وما لا یحتملون، فیقول بعض الناس لبعض: ألا ترون ما أنتم فیہ؟ ألاترون ما قد بلغکم ؟ ألا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم؟ فیقول بعض الناس لبعض: ائتوا آدم، فیأتون آدم، فیقولون: یاآدم، انت أبو البشر، خلقك اللّٰہ بیدہ، ونفخ فیك من روحہ، وأمر الملائکۃ فسجدوا لك، اشفع لنا الی ربك، الا تری الی ما نحن فیہ؟ ألاتری الی ما قد بلغنا؟ فیقول آدم: ان ربی غضب الیوم غضبالم یغضب قبلہ مثلہ، ولن یغضب بعدہ مثلہ، وانہ نھاني عن الشجرۃ فعصیتہ، نفسي، نفسي، اذھبوا الی غیری، اذھبوا الی نوح، فیأتون نوحا، فیقولون: یانوح، انت اوّل الرسل الی الأرض، وسماك اللّٰہ عبدا شکورا، اشفع لنا الی ربك، ألا تری مانحن فیہ؟ الا تری ما قد بلغنا؟ فیقول لھم ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ، ولن یغضب بعدہ مثلہ، وانہ قد کانت لی دعوۃ دعوت بھا علی قومي، نفسي، نفسي، اذھبوا الی ابراھیم علیہ السّلام، فیقول لھم موسیٰ علیہ السّلام: ان ربي قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ، ولن یغضب بعدہ مثلہ، واني قتلت نفسا لم أومر بقتلھا، نفسي، نفسي، اذھبوا الی عیسیٰ علیہ السّلام، فیأتون عیسیٰ، فیقولون: یا عیسیٰ، أنت رسول اللّٰہ، وکلمت الناس في المھد، وکلمۃ منہ ألقاھا الی مریم، وروح منہ، فاشفع لنا الی ربك، الا تری ما نحن فیہ؟ (بقیہ اگلے صفحے پر)

۲:...... تجلّی حق تبارک وتعالیٰ

حساب وکتاب شروع ہونے سے پہلے آسمان سے بہت زیادہ فرشتے اتریں گے اور لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر لیں گے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کا عرش اتارا جائے گا، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلّی ہوگی جس سے تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی۔ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ ہوش میں آئیں گے، آپ ﷺ دیکھیں گے کہ موسیٰ علیہ السّلام عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ یہ معلوم نہیں ہوگا کہ انہیں حضور ﷺ سے پہلے ہوش آگیا ہوگا یا طور کی بے ہوشی کے بدلے میں انہیں میدانِ محشر کی بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، پھر ساری مخلوق ہوش میں آجائے گی اور حساب وکتاب شروع ہو جائے گا۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) الا ترى ما قد بلغنا؟ فيقول لهم عيسىٰ عليه السّلام: ان ربى قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله۔ ولم يذكر له ذنبا نفسى، نفسى، اذهبوا الى غيرى، اذهبوا الى محمد ﷺ، فيأتونى، فيقولون: يا محمد، أنت رسول اللّٰه وخاتم الأنبياء، وغفر اللّٰه لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا الى ربك، ألاترى مانحن فيه؟ ألا ترى ماقد بلغنا؟ فأنطلق، فآتى تحت العرش، فأقع ساجدا لربى، ثم يفتح اللّٰه على ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئا لم يفتحه لأحد قبلى، ثم يقال: يا محمد، ارفع رأسك، سل تعطه، اشفع تشفع، فأرفع رأسى فأقول: يا رب، أمتى، أمتى فيقال: يا محمد، أدخل الجنة من أمتك، من لا حساب عليه، من الباب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب، والذى نفس محمد بيده، ان ما بين المصراعين من مصاريع الجنة، لكما بين مكة وهجر، أو كما بين مكة وبصرى"۔ (صحيح مسلم: ۱/۱۱۱)

۱۔ يوم تبدل الارض غير الارض و السمٰوات و برزوا للّٰه الواحد القهار (ابراهيم/۴۸)، وجآء ربك والملك صفا صفا (الفجر/۲۲)، ونفخ فى الصور فصعق من فى السمٰوٰت ومن فى الارض الا من شاء اللّٰه ثم نفخ فيه اخرى فاذاهم قيام ينظرون ۔(زمر/۶۸)، عن ابى هريرة رضى اللّٰه عنه قال قال النبى ﷺ: فانه ينفخ فى الصور فيصعق من فى السمٰوات ومن فى الارض الا من شاء اللّٰه ... ثم ينفخ فيه اخرى فاكون اوّل من بعث ... فاذا موسىٰ عليه السّلام اخذ بالعرش فلا ادرى احوسب بصعقة يوم الطور او بعث قبلى (صحيح مسلم: ۲/۲۶۷) وهذا صعق فى موقف القيامة، اذا جاء اللّٰه لفصل القضاء واشرقت الارض بنوره، فحينئذ يصعق الخلائق كلهم۔ (عقيده طحاويه مع الشرح/۲۳۰)
مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فتاوى ابن تيميه. ۴/ ۲۶۱

۳:...... اعمال ناموں کی تقسیم

حساب و کتاب شروع ہونے سے پہلے ہر ایک کو اس کا نامۂ اعمال دے دیا جائے گا۔ نامۂ اعمال دینے کا طریقہ یہ ہوگا کہ اعمال ناموں کو اُڑایا جائے گا، ہر کسی کا نامۂ اعمال اڑ کر خود بخود اس کے ہاتھ میں پہنچ جائے گا۔ ایمان والوں کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں اور بے ایمانوں کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں آ جائے گا۔ پھر ہر ایک کو اپنا نامۂ اعمال پڑھنے کا حکم ہوگا۔ نامۂ اعمال کا دائیں ہاتھ میں ملنا، اس دن کامیاب و کامران اور جنتی ہونے کی علامت ہوگا، اور نامۂ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا، ناکام اور جہنمی ہونے کی علامت ہوگا۔ (۱)

۴:...... حساب و کتاب کا آغاز

نامۂ اعمال کی تقسیم کے بعد انہیں پڑھنے کا حکم ہوگا۔ جب ہر شخص اپنا اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے گا اور دیکھ لے گا تب اس کا حساب شروع ہوگا۔ کراماً کاتبین کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، گواہیوں کا سلسلہ شروع ہوگا، انبیاء کرام علیہم السلام، حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو بطور گواہ پیش کیا جائے گا، اعضائے انسانی کی بھی گواہیاں ہوں گی، ہاتھ، پاؤں اور جسم کے جس حصہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے قوتِ گویائی عطا فرما کر ان سے بطور اتمامِ حجت گواہیاں لیں گے۔ (۲)

۱۔ فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول هاؤم اقرؤا کتابیه۔ انی ظننت انی ملق حسابیه۔ فهو فی عیشة راضیة۔ فی جنة عالیة۔ قطوفها دانیة۔ کلوا واشربوا هنیئاً بما اسلفتم فی الایام الخالیة۔ و اما من اوتی کتبه بشماله فیقول یلیتنی لم اوت کتبیه۔ ولم ادر ما حسابیه۔ یلیتها کانت القاضیة۔ مااغنی عنی مالیه۔ هلك عنی سلطنیه۔ (الحاقة/ ۱۹ تا ۲۹) فاما من اوتی کتبه بیمینه۔ فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔ و ینقلب الی اهله مسرورا۔ واما من اوتی کتبه وراء ظهره۔ فسوف یدعوا ثبورا۔ ویصلی سعیرا۔ (الانشقاق/ ۷ تا ۱۲)، عن عائشه رضی الله عنها قالت: ذکرت النار فبکیت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یبکیك قلت ذکرت النار فبکیت فهل تذکرون أهلیکم یوم القیامة؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: أما فی ثلاثة مواطن فلا یذکر احد احدا...... وعند الکتاب حین یقال هاؤم اقرؤا کتابیه حتی یعلم أین یقع کتابه فی یمینه أم فی شماله أم من وراء ظهره۔ (سنن ابوداؤد: ۲/ ۳۰۶)

۲۔ وجائ بالنبیین والشهداء و قضی بینهم بالحق۔ (الزمر/ ۶۹)، فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا۔ (النساء/ ۴۱)، یوم تشهد علیهم ألسنتهم و أیدیهم و أرجلهم بما کانوا یعملون (النور/ ۲۴)، الیوم نختم علی أفواههم و تکلمنا أیدیهم و تشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون۔ (یس/ ۶۵)، و جاءت کل نفس معها سائق و شهید۔ (ق/ ۲۱)

۵:...... وزن اعمال

قیامت کے دن حساب وکتاب کا طریقہ گننا نہیں ہوگا کہ نیکیوں اور برائیوں کو گنا جائے بلکہ وزن کر کے یعنی ترازو میں نیکیوں اور برائیوں کو تول کر حساب وکتاب ہوگا۔ قیامت کے دن وزن اعمال حق ہے۔(۱)

۶:...... وزن اعمال دومرتبہ ہوگا

قیامت کے دن وزن اعمال دو مرتبہ ہوگا۔ پہلی مرتبہ مومن وکافر کو الگ الگ کرنے کے لئے وزن ہوگا، اس وزن میں جس کے پاس صرف کلمہ طیبہ ہوگا اس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مؤمنین میں سے شمار ہوگا۔ دوسری مرتبہ نیک وبد کو الگ الگ کرنے کے لئے صرف مسلمانوں کے اعمال کا وزن ہوگا، جس کی نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ کامیاب قرار پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا اور جس کا برائیوں کا پلڑا جھک جائے گا وہ ناکام ہوگا اور جہنم میں داخل ہوگا۔(۲)

۱۔ والوزن يومئذن الحق فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون۔ (الاعراف/ ۸)، ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلاتظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين۔(الانبياء/ ۴۷)، فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره۔ ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره۔(الزلزال / ۷، ۸)، عن سلمان عن النبی ﷺ، قال: يوضع الميزان يوم القيامة فلو وزن فيه السماوات والأرض لوسعت، فتقول الملائكة: يا رب لمن تزن بهذا؟ فيقول الله: لمن شئت من خلقي۔ فتقول الملائكة سبحانك ما عبدناك حق عبادتك۔(مستدرك حاكم: ۴/ ۶۳۸ه)، والميزان عبارة عمايعرف به مقادير الاعمال والعقل قاصر عن ادراك كيفية ولكن قد كشف الاحاديث عنها فهو ميزان له لسان وكفتان توضع الحسنات في احدهما والسيئات في الاخرى فان ثقلت الحسنات نجى وان خفت هلك وعن ابن عباسؓ قال عمود الميزان مسيرة خمسين الف سنة واحدى كفتيه من نور والاخرى من ظلمة وهذا ان صح سنده فليس انكشاف الكفتين على اهل المحشر ببعيد عن القدرة۔(نبراس / ۲۱۵)

۲۔ فاما من ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية۔ واما من خفت موازينه۔ فامه هاوية۔ وما ادراك ماهيه نار حامية۔ (القارعة / ۶ تا ۱۱)، فمن ثقلت موازينه فاولئك هم المفلحون ۔ ومن خفت موازينه فاولئك الذين خسروا أنفسهم في جهنم خالدون۔ (المؤمنون/ ۱۰۲، ۱۰۳)، عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: ان نوحا لما حضره الوفاة دعا ابنيه، فقال: آمركما بلا اله الّا الله، فان السموات والأرض

(بقیہ اگلے صفحے پر)

۷:...... قیامت کے دن اعمال ہی کا وزن ہوگا

قیامت کے دن اعمال ہی کا وزن ہوگا یعنی قولی، فعلی، بدنی، مالی اور ہر قسم کے اعمال کو تولا جائے گا۔ وزن اعمال سے اعمال ناموں کو تولا جانا یا خود صاحب اعمال یعنی انسان کو تولا جانا مراد نہیں ہے۔(۱)

۸: ...... انسانی اعمال اعراض ہیں، ان کا کوئی حجم یا جسم نہیں ہے۔ جس چیز کا کوئی حجم یا جسم نہ ہو، اسے کیسے تولا جاسکتا ہے؟

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، وہ ایسا ترازو بنانے پر بھی قادر ہے جس میں اعراض کو تولا جائے، جس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت اور ذکر وغیرہ کو تولا جائے۔ جب اس نے کہہ دیا کہ میں اعمال کا وزن کروں گا، تو ایک مسلمان کے لئے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ سائنسی ایجادات کے نتیجے میں آج ایسے آلات موجود ہیں جن کے ذریعے اعراض کو تولا جارہا ہے، مثلاً سردی، گرمی اور ہوا وغیرہ کو تولا جارہا ہے، اگر انسان اعراض تولنے کے آلات ایجاد کرسکتا ہے تو کیا احکم الحاکمین ایسے آلات ایجاد نہیں کرسکتا جن سے نیکیوں اور بدیوں کو تولا جائے، یقیناً کرسکتا ہے۔(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ) ومافيها لو وضعت في كفة الميزان، ووضعت لا اله الا الله في الكفة الأخرى كانت أرجح منها۔(كنز العمال: ١٦/١٠٧)، ذكر خيثمة بن سليمان في سنده عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ توضع الموازين يوم القيامة فتوزن السيات و الحسنات۔ فمن رجحت حسناته على سيأته مثقال صؤابة دخل الجنة، ومن رجحت سيأته على حسناته مثقال صؤابة دخل النار۔(التذكره للقرطبى/ ٢٧٧)

١۔ وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها و كفى بنا حاسبين۔(الانبياء/ ٤٧) يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا و ما عملت من سوء تودلوان بينها و بينه امدا بعيداً۔(آل عمران/ ٣٠) والحق عند أهل السنة أن الأعمال حينئذ تجسد أو تجعل في أجسام فتصير أعمال الطائعين في صورة حسنة وأعمال المسيئين في صورة قبيحة ثم توزن۔ (فتح الباري: ١٣/٦٥٩)، قد ذكروا ان الاعمال والأقوال تتجسد باذن الله تعالىٰ فتوزن۔(عمدة القاري: ١٦/٧٣٧)

٢۔ فعلينا الايمان بالغيب، كما أخبرنا الصادق ﷺ، من غير زيادة ولا نقصان۔ ويا خيبة من ينفي وضع الموازين القسط ليوم القيامة كما أخبر الشارع، لخفاء الحكمة عليه، ويقدح في النصوص بقوله: لا يحتاج الى الميزان الا البقال والفوال !!

(بقیہ اگلے صفحے پر)

۹:..... وزن اعمال کے لئے قائم کیے جانے والی اس ترازو کی حقیقت تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی جانتے ہیں، اس پر اتنا اجمالی ایمان کافی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ وزن اعمال کے لئے ایک ترازو قائم فرمائیں گے، جس کے دو پلڑے ہوں گے، ایک میں نیکیاں اور دوسرے میں برائیاں تولی جائیں گی، یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ترازو ہو اور یہ احتمال بھی ہے کہ کئی سارے ترازو ہوں۔(۱)

۱۰:...... پل صراط

جہنم کے اوپر ایک پل لگایا گیا ہے، جسے ہر ایک نے عبور کرنا ہے۔ مقربین میں سے بعض اسے پلک جھپکنے میں عبور کرلیں گے، بعض بجلی کی رفتار سے اسے عبور کریں گے، بعض ہوا کی رفتار سے عبور کریں گے، بعض پرندوں کی رفتار سے عبور کریں گے، بعض عمدہ گھوڑوں کی

(گذشتہ سے پیوستہ) وما أحراه بأن يكون من الذين لا يقيم الله لهم يوم القيامة وزنا۔ ولولم يكن من الحكمة في وزن الأعمال الا ظهور عدله سبحانه لجميع عباده، [فانه] لا أحد أحب اليه العذر من الله، من أجل ذلك أرسل الرسل مبشرين ومنذرين۔ فكيف وراء ذلك من الحكم ما لا اطلاع لنا عليه ۔ فتامل قول الملائكة، لما قال [الله]لهم: (اني جاعل في الأرض خليفة، قالوا: أتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك، قال: اني أعلم مالا تعلمون) البقرة: ۳۰ وقال تعالى: (وما أوتيتم من العلم الا قليلا) الاسراء: ۷۵۔(عقيده طحاويه مع الشرح/ ۴۱۹۔۴۲۰)

۱۔ والوزن يومئذ الحق۔ (الاعراف/۸)، هل المراد أن لكل شخصميزانا أو لكل عمل ميزان فيكون الجمع حقيقة أوليس هناك الا ميزان واحد والجمع باعتبار تعدد الأعمال أو الاشخاص ويدل على تعدد الاعمال۔(فتح البارى: ۱۳/ ۶۵۷۔۶۵۸)، اختلف في الميزان هل هو واحد أو أكثر فالا شهر أنه ميزان واحد لجميع الامم ولجميع الاعمال كفتاه كاطباق السموات والارض كما مر، وقيل انه لكل امة ميزان۔ وقال الحسن البصرى: لكل واحد من المكلفين ميزان۔ قال بعضهم الاظهر اثبات موازين يوم القيامة لاميزان واحد لقوله تعالىٰ (ونضع الموازين) وقوله (فمن ثقلت موازينه) قال وعلى هذا فلا يبعد أن يكون لأفعال القلوب ميزان ولأفعال الجوارح ميزان ولما يتعلق بالقول ميزان۔ أورد هذا ابن عطية وقال: الناس على خلافه وانما لكل واحد وزن مختص به والميزان واحد۔ وقال بعضهم انما جمع الموازين في الآية الكريمة لكثرة من توزن أعمالهم، وهو حسن۔
(عقيده طحاويه مع الشرح/ ۴۲۱)

رفتار سے عبور کریں گے، ہر ایک کی رفتار اس کے ایمان واعمال کے بقدر ہوگی۔ جنہیں جنت میں جانا ہوگا وہ اس پل کو عبور کر کے جنت میں پہنچ جائیں گے، اور جہنمی لوگ پل صراط پر لگے ہوئے کانٹوں اور کنڈوں سے پھنس کر جہنم میں جا گریں گے۔ سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے ساتھ اس پل کو عبور کریں گے، پھر باقی انبیاء ورسل اس پل سے گزریں گے۔ نیک لوگوں کی زبان پر یہ ورد ہوگا:

''اے اللہ سلامت رکھنا، اے اللہ سلامت رکھنا''

پل صراط ایک حقیقی پل ہے جو باقاعدہ نظر آئے گا اور محسوس ہوگا، کوئی تخیلاتی افسانہ نہیں ہے۔ باقی اس کی اصل حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔(۱)

۱۱:...... حوض کوثر

کوثر، عربی زبان میں خیر کثیر کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو کوثر، یعنی خیر کثیر عطا فرمائی ہے، اس سے دنیا وآخرت کی تمام قسم کی خیریں، بھلائیاں اور نعمتیں مراد ہیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت حوض کوثر ہے جو آپ کو میدانِ محشر میں عطا ہوگا، جس کی

۱۔ وان منکم الا واردھا۔(مریم /۷۱)، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویضرب جسر جهنم ... فاکون اوّل من یجیز و دعا الرسل یومئذ اللھم سلم سلم وبه کلالیب مثل شوك السعدان ... فتخطف الناس باعمالهم (صحیح بخاری: ۲/۹۷۳)، عن مغیرة بن شعبة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ: شعار المؤمنین علی الصراط: رب سلم سلم۔ (جامع ترمذی: ۲ / ۵۲۰)، وهو الا قدارای یجعلهم قادرا من العبور علیه ویسهله علی المؤمنین حتیٰ ان منهم من یجوزه یمر علیه کالبرق الخاطف الخطف السلب والبرق الشدید یغلب البصر فکانما یسلبه وهذا عبارة عن السرعة الشدیدة ومنهم کالریح الهابة ای السریعة من الهبوب بالضم وهو سرعة الریح ومنهم کالجواد المسرع بالفتح الفرس السریع الی غیر ذلك مما ورد فی الحدیث ومنهم کالطیر ومنهم کاجاود الا بل ومنهم کالشباد والشد بالفارسیة دویدن ومنهم کالماشی فهذا حال عبور الصلحاء واما غیرهم فمنهم من یرجف علی الیته کالصبی بل روی ان بعضهم یعبره علی وجهه ثم العابر اما یمر سالما وام یمر مجروحا من شوك و کلالیب علی جانبی الصراط ویسقط بعض المؤمنین العصاة فی النار الی ان ینجیه اللہ سبحانه والتفصیل فی کتب الحدیث۔

(نبراس/ ۲۱۸ تا ۲۱۹)

لمبائی چوڑائی سینکڑوں میل پر محیط ہوگی، دو پرنالوں کے ذریعہ سے جس میں جنت کی نہر کا پانی گرے گا۔ جو اس حوض سے ایک مرتبہ پانی پی لے گا، اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض کوثر پر حاضری میزان عمل سے پہلے ہوگی، ہوسکتا ہے بعضوں کی اس سے بھی پہلے اور بعضوں کی میزان عمل کے بھی بعد ہو۔ بعض لوگ حوض کوثر پر حاضر ہوں گے، فرشتے یہ کہہ کر انھیں دھتکار دیں گے کہ یا رسول اللہ! ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد دین میں نئی نئی بدعات داخل کر لی تھیں۔ ہر نبی کو اپنی اپنی امت کے لئے حوض عطا ہوگا، مگر سب سے بڑا حوض حضور اکرم ﷺ کا ہوگا، اور آپ ﷺ کے حوض کوثر پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔(۱)

۱۲:...... شفاعت

قیامت کے دن شفاعت بھی ہوگی، لیکن شفاعت نہ تو ہر کوئی کر سکے گا اور نہ ہی ہر کسی کی کر سکے گا، خاص لوگوں کو شفاعت کی اجازت ہوگی اور خاص لوگوں کے لئے ہوگی۔ سب سے بڑی اور سب سے پہلی شفاعت حضور اکرم ﷺ کی ہوگی، جس کو شفاعتِ کبریٰ کہا جاتا ہے، جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔(۲)

۱۔ انا اعطیناک الکوثر۔(الکوثر/۱)، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، قال: الکوثر: الخیر الکثیر الذی أعطاہ اللہ ایاہ۔ (صحیح بخاری: ۲/۹۷۴)، عن سہل بن سعد: قال النبی ﷺ انی فرطکم علی الحوض۔ من مرّ علیّ شرب، و من شرب لم یظمأ أبدا، لیردن علی أقوام أعرفہم و یعرفونی ثم یحال بینی وبینہم.... قال ابو حازم: فسمعنی النعمان بن ابی عیاش فقال: ھکذا سمعت من سہل ؟ فقلت: نعم، فقال أشہد علی أبی سعید الخدری لسمعتہ، وھو یزید فیہا. فأقول انہم منی فیقال: انک لا تدری ماأحدثوا بعدک فأقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی۔ (صحیح بخاری: ۲/۹۷۴)، عن انس رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ دخلت الجنۃ فاذا أنا بنہر یجری حافتاہ خیام اللؤلؤ، فضربت یدی الی مجری الماء، فاذا مسک أذفر، فقلت لجبرائیل: ما ھذا ؟ قال ھذا الکوثر الذی اعطاکہ ربک عز و جل (مستدرک حاکم: ۱/۱۱۶) مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: شرح عقیدہ سفارینیہ: ۲/۱۹۳ تا ۲۰۲، نبراس، ۲۱۷۔۲۱۸

۲۔ ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک عسی أن یبعثک ربک مقاما محمودا۔ (الاسراء، ۷۹)، من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔(البقرۃ / ۲۵۵)، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال. قال رسول اللہ ﷺ أنا سید ولد آدم یوم القیامۃ وأوّل من ینشق عنہ القبر واول شافع، و اول مشفع۔(صحیح مسلم: ۲/۲۴۵) مزید تفصیل کے لئے کتاب کا ص ۱۱۹ کا حاشیہ دیکھیں۔

۱۳: شفاعت صرف وہی لوگ کریں گے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت ہوگی، بلا اجازت کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ شفاعت کی اجازت انبیاء، علماء، شہداء، اولیاء، حفاظ، صلحاء اور فرشتوں کو ہوگی۔ قرآن اور روزہ بھی سفارش کریں گے۔(۱)

۱۴:...... اقسام شفاعت

ا۔ **شفاعت کبریٰ:** سب سے پہلی شفاعت، شفاعت کبریٰ ہے، جو حضور اکرم ﷺ میدان محشر کی سختی میں تخفیف اور حساب وکتاب شروع کروانے کے لئے فرمائیں گے۔

ب۔ دوسری شفاعت حساب وکتاب میں سہولت اور آسانی کے لئے ہوگی کہ ان لوگوں کے حساب وکتاب میں سہولت اور آسانی کا معاملہ کیا جائے۔

ج۔ تیسری شفاعت بعض اہلِ ایمان کے جنت میں درجات بلند کرنے کے لئے ہوگی کہ جو درجہ اس مومن کو عطا ہوا ہے، اس سے اونچا درجہ عطا فرمادیا جائے۔

د۔ چوتھی شفاعت ان گنہ گاروں کے لئے ہوگی جن کے لئے عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہوگا کہ ان کی خطا معاف فرمادی جائے اور انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔

ھ۔ پانچویں شفاعت ان گنہ گاروں کے لئے ہوگی جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے اور یہ شفاعت انہیں جہنم سے باہر نکالنے کے لئے ہوگی۔

و۔ چھٹی شفاعت ان لوگوں کے حق میں ہوگی جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی یعنی

۱۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ مرفوعاً، قال: فیقول اللہ تعالیٰ: شفعت الملائکۃ وشفع النبیون، وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین۔(صحیح مسلم ۱/۱۰۳)، عن علی رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ من قرأ القرآن فاستظہرہ ... شفع فی عشرۃ من أھل بیتہ، قد وجبت لہم النار۔ (مسند احمد: ۱/۱۴۸)، عن الحسن، قال: قال رسول اللہ ﷺ: یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی أکثر من ربیعۃ ومضر (مستدرک حاکم ۳/۴۰۵)، عن عمران ... رسول اللہ ﷺ قال: الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام رب: انی منعتہ الطعام والشہوات بالنہار فشفعنی فیہ، ویقول القرآن: منعتہ النوم باللیل فیشفعان۔(مستدرک حاکم ۲/۷۷۳)، والحاصل انہ یجب أن یعتقد أن غیر النبی ﷺ من سائر الرسل والانبیاء والملائکۃ والصحابۃ والشہداء والصدیقین والاولیاء علی اختلاف مراتبہم ومقاماتہم عند ربہم یشفعون وبقدر جاھہم ووجاھتہم یشفعون ... الاخبار بذلک وترادف الآثار علی ذلک وھو امر جائز ... مستحیل [illegible] ۲/۲۰۹)

اصحاب اعراف کے بارے میں کہ ان کو اعراف سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیا جائے۔

ز۔ ساتویں شفاعت بعض لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کروانے کے لئے ہوگی، چنانچہ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس شفاعت کے نتیجے میں بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

ح۔ آٹھویں شفاعت مستحقینِ عذاب کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی۔(۱)

۱۔ النوع الأول: الشفاعة الأولى، وهي العظمى. خاصة بنبينا ﷺ من بين سائر اخوانه من الأنبياء والمرسلين، صلوات الله عليهم أجمعين النوع الثاني والثالث من الشفاعة: شفاعته ﷺ في أقوام قد تساوت حسناتهم وسيئاتهم، فيشفع فيهم ليدخلوا الجنة، وفي أقوام آخرين قد أمر بهم الى النار، أن لا يدخلونها۔ النوع الرابع: شفاعته ﷺ في رفع درجات من يدخل الجنة فيها فوق ما كان يقتضيه ثواب أعمالهم۔ وقد وافقت المعتزلة هذه الشفاعة خاصة، وخالفوا فيما عداها من المقامات، مع تواتر الأحاديث فيها...... النوع السادس: الشفاعة في تخفيف العذاب عمن يستحقه، كشفاعته في عمه أبي طالب أن يخفف عنه عذابه .. النوع السابع: شفاعته أن يؤذن لجميع المؤمنين في دخول الجنة، كما تقدم۔ وفي "صحيح مسلم" عن أنس رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قال، "أنا أول شفيع في الجنة" النوع الثامن: شفاعته في أهل الكبائر من أمته، ممن دخل النار، فيخرجون منها، وقد تواترت بهذا النوع الأحاديث...... وهذه الشفاعة تشاركه فيها الملائكة والنبيون والمؤمنون أيضاً۔ (عقيده طحاويه مع الشرح/ ۲۲۹ تا ۲۳۳)، فاعلم ان العلماء اختلفوا في شفاعاته وكم هي فقال النقاش: لرسول الله ﷺ ثلاث شفاعات: العامة وشفاعة في السبق الى الجنة وشفاعة في اخراج المذنبين من النار، وهذه الشفاعة الثانية لا يتدافعها الأنبياء بل يشفعون ويشفع العلماء، قال القاضي عياض: شفاعات نبينا ﷺ يوم القيامة خمس شفاعات: الأولى: العامة۔ الثانية: ادخال قوم الجنة بغير حساب۔ الثالثة: في قوم من أمته استوجبوا النار بذنوبهم فيشفع فيهم نبينا ﷺ، ومن شاء أن يشفع ويدخلون الجنة، وهذه الشفاعة هي التي أنكرتها المبتدعة الخوارج والمعتزلة، فمنعتها على أصولهم الفاسدة وهي الا ستحقاق العقلي المبني على التحسين والتقبيح۔ الرابعة: فيمن دخل النار من المذنبين فيخرج بشفاعة نبينا وغيره من الأنبياء والملائكة واخوانهم من المؤمنين۔ قلت. وهذه الشفاعة أنكرتها المعتزلة أيضاً، واذا منعوها فيمن استوجب النار بذنبه وان لم يدخلها فأحرى أن يمنعوها فيمن دخلها۔ الخامسة: في زيادة الدرجات في الجنة لأهلها وترفيعها۔ قال القاضي عياض: وهذه الشفاعة لا تنكرها المعتزله ولا تنكر شفاعة الحشر الأول۔ قلت: وشفاعة سادسة لعمه أبي طالب في التخفيف عنه،

(بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۵:...... شفاعت صرف اہل ایمان کے لئے ہوگی، کیونکہ اہل ایمان ہی قابلِ معافی و مغفرت ہیں۔ کافروں، مشرکوں اور ان لوگوں کے لئے جن کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا ہوگا، خلاصیٔ جہنم کی کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) كما رواه مسلم عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ ذكر عنده عمه أبو طالب فقال، "لعله تنفعه شفاعتي يوم القيامة فيجعل في ضحضاح من نار يبلغ كعبيه يغلي منه دماغه" فإن قيل: فقد قال الله تعالى (فما تنفعهم شفاعة الشفعين (المدثر:٤٨) قيل له: لا تنفع في الخروج من النار كعصاة الموحدين الذين يخرجون منها ويدخلون الجنة۔(التذكرة للقرطبي/ ٢١٩، ٢٢٠)

١۔ فما لنا من شفعين۔ ولا صديق حميم۔ (الشعراء/ ١٠٠۔١٠١)

ثم يقول الكافر: قد وجد المؤمنون من يشفع لهم فمن يشفع لنا؟ فيقولون: ماهو غير ابليس هو الذي أضلنا فيأتونه فيقولون: قد وجد المؤمنون من يشفع لهم فقم أنت فاشفع لنا فإنك قد أضللتنا، فيقول فيثور من مجلسه أنتن ريح شمه أحد ثم يعظهم لجهنم ويقول عند ذلك (وقال الشيطن لما قضي الامر ان الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فاخلفتكم) ابراهيم/٢٢ (التذكرة للقرطبي/ ٢٢١)

جنت

۱:.... جنت حق ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعام کی جگہ ہے۔ اس کی لمبائی، چوڑائی بے حد وحساب ہے۔(۱)

۲:.... جنت پیدا ہوچکی ہے اور اس وقت موجود ہے۔(۲)

۳۔ اہلِ جنت، جنت میں قیامت کے بعد داخل ہوں گے، قیامت سے پہلے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، سوائے آدم وحوا علیہما السلام کے کہ وہ زمین پر آنے سے پہلے جنت میں رہ چکے ہیں۔(۳)

۱۔ وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السمٰوٰت والأرض اعدت للمتقین۔ (آل عمران/ ۱۳۳) وازلفت الجنة للمتقین غیر بعید۔(ق/ ۳۱)۔ والجنة حق والنار حق لان الآیات والاحادیث الواردة فی اثباتهما اشهر من أن تخفی و اکثر من أن تحصی۔ (شرح عقائد/ ۱۰۵)

۲۔ وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السمٰوٰت والأرض اعدت للمتقین۔ (آل عمران/ ۱۳۳) عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ "لما خلق اللّٰه تبارك و تعالیٰ الجنة قال یا جبرائیل اذهب انظرالیها قال فذهب فنظر الیها ثم جاء فقال ای رب وعزتك وجلالك لا یسمع بها احدالادخلها ثم حفها بالمکاره ثم قال یا جبریل اذهب فانظرالیها قال فذهب فنظر الیهافقال ای رب وعزتك لقد خشیت ان لا یدخلها احد ثم خلق النار قال یا جبریل اذهب فانظرالیهاقال فذهب فنظر الیهافقال لا یسمع بها احد فیدخلهاقال فحفها بالشهوات ثم قال اذهب فانظرالیها قال فذهب فنظر الیها فقال لقدخشیت ان لا یبقی احد الادخلها"۔(مستدرك حاکم: ۱/۳۵)

۳۔ وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة وکلا منها رغدًا حیث شئتما ولاتقربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین(البقره/ ۳۵)، عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه ﷺ آتی باب الجنة یوم القیامه فاستفتح فیقول الخازن من انت؟ فاقول محمد فیقول بك امرت لا افتح لاحدقبلك۔(صحیح مسلم: ۱/۱۱۲)، عن انس بن مالك قال: قال رسول اللّٰه ﷺ انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامة وانا اوّل من یقرع باب الجنة۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۱۲)۔ ولاقدرة للعباد علی أن یسکنوا الجنة قبل الوقت المعلوم۔ (نبراس/ ۲۲۱)

۴:...... جنت دائمی ہے، یعنی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور اہلِ جنت بھی جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔(۱)

۵:...... جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو جائے گا، وہاں سے نکالا نہیں جائے گا۔(۲)

۶:...... جنت میں اہل ایمان ہی داخل ہوں گے، اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد ہی داخل ہوں۔ کوئی کافر ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(۳)

۷:...... جو شخص جنت کے فنا ہونے کا قائل ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات سے جنت کا ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنا ثابت ہے۔(۴)

۱۔ واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدین فیها مادامت السموٰت والارض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذوذ۔(هود: ۱۰۸)، وقال لهم خزنتها سلم علیكم طبتم فادخلوها خالدین۔(الزمر/ ۷۳)، عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: یدخل اهل الجنة الجنة و اهل النار النار ثم یقوم موذن بینهم یا اهل النار لاموت ویا اهل الجنة لا موت كل خالد فیما هو فیه۔(صحیح مسلم: ۲/ ۳۸۲)، فأماأبدیة الجنة وانها لاتفنی و لاتبید فهذامما یعلم بالضرورة أن الرسول أخبر به، قال تعالیٰ وأماالذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها مادامت السمٰوات والأرض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذوذ الآیة أی غیر مقطوع۔

(عقیده طحاویه مع الشرح/ ۴۲۵)

۲۔ لایمسهم فیها نصب وماهم منها بمخرجین۔(الحجر/ ۴۸)، ویدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها أبدا۔(التغابن/ ۹)

۳۔ ولایدخلون الجنة حتیٰ یلج الجمل فی سم الخیاط۔ (الاعراف/ ۴۰)
عن ابی ذر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ "مامن عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلك الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق وان رغم انف ابی ذر"۔(صحیح مسلم: ۱/ ۶۶)، عن جابر قال اتی النبی ﷺ رجل فقال یا رسول الله ماالموجبات؟ قال، من مات لایشرك بالله شیا دخل الجنة ومن مات یشرك بالله شیئا دخل النار"۔(صحیح مسلم: ۱/ ۶۶)

۴۔ واما الذین سعدوا ففی الجنة خلدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك عطاء غیر مجذوذ۔(هود: ۱۰۸)، خلدین فیها ابدا وعد الله حقا ومن اصدق من الله قیلا۔(النساء: ۱۲۲)، فاما ابدیة الجنة وانها لاتفنی ولا تبید فهذا مما یعلم بالضرورة أن الرسول أخبر به قال تعالیٰ واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها مادامت السموات والارض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذوذ الآیة ای غیر [illegible] ولا ینافی ذلك قوله: الا ما شاء ربك و اختلف السلف فی هذا الاستثناء [illegible] وعلی تقدیر، فهذا الاستثناء من المتشابه، وقوله: عطاء غیر مجذوذ محکم۔ (عقیده طحاویه مع الشرح/ ۴۲۶)

(بقیہ اگلے صفحے پر)

۸:...... جو شخص جنت کو اللہ تعالیٰ کے انعام کی حقیقی جگہ نہیں سمجھتا بلکہ جنت کو ایک تخیلاتی جہان سے تعبیر کرتا ہے، وہ درحقیقت جنت کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(۱)

۹:...... جنت اللہ تعالیٰ کے انعام اور عیش و آرام کی جگہ ہے۔ جنت میں ملنے والی کچھ نعمتوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ جنت کی جو نعمتیں قرآن کریم یا طریق متواتر سے معلوم ہیں ان پر ایمان لانا فرض ہے، مثلاً جنت میں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا، جنت میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوں گی، وہاں جنتی کی ہر خواہش پوری ہوگی، جنت میں حق تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار نصیب ہوگا، اہلِ جنت کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے، ہر جنتی کے گھر میں چار نہریں ہوگی، پانی کی نہر، تازہ دودھ کی نہر جس کا ذائقہ خراب نہیں ہوگا، پاکیزہ شراب کی نہر اور صاف ستھرے شہد کی نہر، تمام جنتی کامیاب قرار دیئے جائیں گے، اہلِ جنت کے دل میں اگر ایک دوسرے کی طرف سے کوئی رنجش، کدورت یا عداوت ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کو دلوں سے نکال دیں گے، اہلِ جنت، جنت میں بالکل خوشی خوشی اور بھائی بھائی ہو کر رہیں گے، جنت میں اونچے اونچے باغات ہوں گے جن کے خوشے لٹک رہے ہوں گے، جنتیوں کے لئے ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن ہوں گے، جنت میں انار، انگور، کیلے اور مختلف اقسام کے میوے اور پھل ہوں گے، پرندوں کا گوشت اور حوریں ہوں گی، لمبے سائے اور پانی کی بہتی ہوئی آبشاریں ہوں گی، جنت کی یہ نعمتیں قرآن کریم میں بیان کی گئیں ہیں، ان پر اور ان کے علاوہ دوسری ان نعمتوں پر جو قرآن کریم یا احادیث متواترہ میں بیان کی گئیں ہیں، ایمان لانا فرض ہے۔ ان میں سے کسی ایک نعمت کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ) وقال بفناء الجنة... وليس له سلف قط لامن الصحابة ولامن التابعين لهم باحسان ولامن أئمة المسلمين ولامن اهل السنة وانكره عليه عامة اهل السنة وكفروه به۔ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۴۴۱) فمن قال: انهم يخرجون منها... وانها تفنى وتزول، فهو خارج عن مقتضى العقول ومخالف لما جاء به الرسول، وما اجمع عليه اهل السنة والأئمة العدول ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا۔ (تذکرہ للقرطبی/ ۳۷۷)

۱۔ أن ما أخبر الله تعالىٰ من الحور والقصور والأنهار والأشجار والأثمار لأهل الجنة ... حق خلافًا للباطنية والعدول عن ظواهر النصوص الى معان يدعيها أهل الباطن الحاد"۔ (شرح فقہ اکبر/ ۱۳۳)

۲۔ ادخلوا الجنة لاخوف عليكم ولا انتم تحزنون۔(الاعراف/ ۴۹)، قل أذلك خيرأم جنة الخلد التي وعد المتقون۔(الفرقان/ ۱۵)، وهم في ما اشتهت انفسهم خالدون۔ (الانبياء/۱۰۲)، (بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۰:..... جنت کی بعض نعمتیں اخبارِ آحاد میں بیان کی گئی ہیں، ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔(۱)

۱۱:..... دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نصیب نہیں ہوسکتا، جنت میں ہر جنتی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار

(گذشتہ سے پیوستہ) یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان (التوبۃ/ ۲۱)، وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ۔(القیامۃ/ ۲۲، ۲۳)، للذین أحسنوا الحسنی و زیادۃ۔(یونس/ ۲۶)، لھم مایشاؤن فیھا ولدینا مزید۔(ق/۳۵)، جنت عدن مفتحۃ لھم الابواب۔(ص/ ۵۰)، وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراحتی اذا جاؤھا وفتحت ابوابھا۔ (الزمر/ ۷۳)، مثل الجنۃ التی وعد المتقون فیھا انھرمن ماء غیرآسن وانھرمن لبن لم یتغیر طعمہ وانھر من خمرلذۃ للشربین وانھر من عسل مصفی۔ (محمد/ ۱۵)، فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز۔ (آل عمران/ ۱۸۵)، من یصرف عنہ یومئذ فقد رحمہ وذلک الفوز المبین۔ (الانعام/ ۱۶) ونزعنا مافی صدورھم من غل تجری من تحتھم الانھر۔ (الاعراف/ ۴۳)، ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سررمتقبلین (الحجر/۴۷)، فی جنۃ عالیۃ قطوفھا دانیۃ۔(الحاقۃ/ ۲۲، ۲۳)، وجنا الجنتین دان۔ (رحمن/ ۵۴)، وذللت قطوفھا تذلیلا (الدھر/ ۱۴)، یحلون فیھا من أساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر۔ (فاطر/ ۳۳)، یحلون فیھا من أساور من ذھب ویلبسون ثیاباخضرامن سندس واستبرق۔(الکھف/ ۳۱)، فیھا فاکھۃ ونخل ورمان۔(الرحمن/ ۶۸)، فأنشانا لکم بہ جنت من نخیل واعناب لکم فیھا فواکہ کثیرۃ ومنھاتأکلون۔ (المؤمنون/ ۱۹)، طلح منضود۔(واقعہ/ ۲۹)، فیھابکل فاکھۃ امنین۔(الدخان/ ۵۵) فجعلنھن أبکارا۔ عربااترابا لاصحب الیمین (الواقعہ/۳۶تا ۳۸)، حور مقصورات فی الخیام۔(رحمن/ ۷۲)، وزوجنھم بحور عین۔(الدخان: ۵۴)، ولحم طیرممایشتھون وحورعین کامثال اللؤلؤالمکنون۔(الواقعۃ/ ۲۱تا۲۳)، وظل ممدود وماء مسکوب۔(الواقعہ/ ۳۰، ۳۱)، عینا یشرب بھا عباد اللّٰہ یفجرونھا تفجیرا۔(الدھر / ۶)، وھؤلاء کلھم کفاریجب قتلھم باتفاق أھل الایمان؛ فان محمدا ﷺ قد بین ذلک بیاناً شافیاً قاطعاً للعذر، وتواتر ذلک عندأمتہ خاصھا وعامھا، وقد ناظرہ بعض الیھود فی جنس ھذہ المسألۃ وقال: یا محمد أنت تقول: ان أھل الجنۃ یأکلون ویشربون ومن یأکل ویشرب لابدلہ من خلاء۔ فقال النبی ﷺ، "رشح کرشح المسک"۔ ویجب علی ولی الأمر قتل من أنکر ذلک ولو أظھر التصدیق بألفاظہ فکیف بمن ینکر الجمیع؟ واللّٰہ أعلم۔(فتاوی ابن تیمیہ: ۴/ ۳۱۴)

۱۔ ولا یکفرمنکر خبرالآحاد فی الاصح۔(شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/ ۱۹)

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔(صحیح بخاری: ۲/۹۷، مسند احمد: ۲/ ۲۷۵_۱۳، البدور السافرہ للسیوطی / ۵۱۴، حلیۃ الاولیاء: ۳/۳۰۷)

ہوگا، اور دیدارِ الٰہی جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہوگی۔(۱)

۱۲:...... تمام اہلِ جنت کا جنت میں داخلہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم سے ہوگا، جنت میں کسی کا داخلہ اللہ تعالیٰ پر واجب اور ضروری نہیں۔(۲)

۱۳:..... جنت کافر و مشرک پر حرام ہے۔ کوئی کافر، مشرک اور منافق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(۳)

۱۔ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير۔ (الانعام/ ۱۰٤)، للذين أحسنوا الحسنى وزيادة۔ (يونس / ۲٦)، ووجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة (القيامة / ۲۲۔۲۳)، عن صهيب عن النبي ﷺ قال: اذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول الله تبارك و تعالى تريدون شيئا أزيدكم فيقولون: ألم تبيض وجوهنا ألم تدخلنا الجنة و تنجنا من النار؟ قال فيكشف الحجاب فما أعطوا شيئا أحب اليهم من النظر الى ربهم عز و جل۔ (صحيح مسلم: ۱/ ۱۰۰)، ذهب أهل السنة الى أن الله تعالى يجوز أن يرى و أن المؤمنين في الجنة يرونه منزها عن المقابلة و الجهة و المكان۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۱۳٤)

۲۔ لا يسئل عما يفعل و هم يسئلون۔ (أنبياء/ ۲۳)، عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ سددوا و قاربوا و ابشروا، فانه لن يدخل الجنة احدا عمله، قالوا و لا انت يا رسول الله قال: و لا انا الا ان يتغمدني الله منه برحمة (صحيح مسلم: ۲ /۳۷۷)، فمن شاء منهم الى الجنة فضلا منه و من شاء منهم الى النار عدلا منه۔ (عقيده طحاويه مع الشرح/ ٤۳۱)

۳۔ انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة و ماوه النار۔ (المائده / ۷۲)، و لا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط و كذلك نجزي المجرمين۔ (الاعراف / ٤۰)، والذين كفروا لهم نار جهنم لا يقضى عليهم فيموتوا و لا يخفف عنهم من عذابها كذلك نجزي كل كفور۔ (فاطر / ۳٦)

اعراف

۱:۔ جنت اور جہنم کے درمیان ایک اونچی دیوار حائل ہوگی، اس دیوار کا نام اعراف ہے۔ اس جگہ نہ تو جنت جیسی راحت ہوگی اور نہ ہی جہنم جیسا عذاب ہوگا۔ وہ لوگ جن کے لئے ابتدائی طور پر جنت کا فیصلہ نہیں ہوگا، کچھ مدت یہاں ٹھہریں گے۔ جنتیوں کو ان کے سفید چہروں سے اور جہنمیوں کو ان کے سیاہ چہروں سے پہچانیں گے، جنتیوں اور جہنمیوں سے ہم کلام بھی ہوں گے، اصحاب الاعراف بالآخر جنت میں داخل کردیئے جائیں گے۔ (۱)

۲:۔ اعراف میں وہ لوگ ہوں گے جنہیں مستقبل میں جنت میں داخل ہونا ہوگا، بعض عوارض کی بناء پر کچھ دیر اعراف میں رکھے جائیں گے۔ ان عوارض میں سے نیکیوں اور بدیوں کا برابر ہونا، یا نیکیوں کی وجہ سے پل صراط سے گزر کر جہنم سے بچ جانا اور نیکیوں کی کمی کی وجہ سے فی الحال جنت میں داخل نہ ہوسکنا، یا والدین کی اجازت کے بغیر جہاد فرض کفایہ میں شرکت کرنا وغیرہ ہوسکتا ہے۔ (۲)

۱۔ الاعراف فی اللغة: جمع عرف و هو كل عال مرتفع قال الزجاج: الاعراف أعالي السور، قال بعض المفسرين الاعراف أعالي سور بين اهل الجنة و النار۔ (لسان العرب. ۹/۲۸۸۔۲۸۹)، و على الأعراف رجال يعرفون كلا بسيمهم و نادوا أصحب الجنة أن سلم عليكم لم يدخلوها وهم يطمعون۔ وإذا صرفت أبصارهم تلقاء أصحب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمين و نادى أصحب الاعراف رجالا يعرفونهم بسيمهم قالوا ما أغنى عنكم جمعكم وما كنتم تستكبرون۔ أهؤلاء الذين أقسمتم لا ينالهم الله برحمة ادخلوا الجنة لا خوف عليكم ولا أنتم تحزنون۔ (الاعراف/ ٤٥ تا ٤٩)

۲۔ فقال حذيفة وابن عباس هم قوم استوت حسناتهم و سيأتهم و قصرت بهم سيأتهم عن الجنة و تجاوزت بهم حسناتهم عن النار ..... وقال شرحبيل بن سعد: أصحاب الاعراف قوم خرجوا في الغزو بغير اذن أبائهم و رواه مقاتل في تفسيره مرفوعا: هم رجال غزوا في سبيل الله عصاة لابائهم فقتلوا، فاعتقوا من النار بقتلهم في سبيل الله و حبسوا عن الجنة بمعصية أبائهم يحبسون على الأعراف الى أن يقضي الله بين الخلق، ثم يدخلون الجنة۔

(معالم التنزيل: ۲/ ۱٦۳)

۳:...... اصحاب الاعراف جنتیوں کو دیکھ کر ان کو سلام کریں گے اور جنت میں جانے کی تمنا اور آرزو کریں گے، اور دوزخیوں کو دیکھ کر ان کے عذاب سے پناہ مانگیں گے، گویا بیک وقت جنت اور جہنم کے حالات کا مشاہدہ کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔(۱)

۱۔ ونادی اصحب الاعراف رجالا یعرفونهم بسیمٰهم قالوا مااغنی عنکم جمعکم وما کنتم تستکبرون۔ آهؤلآء الذین اقسمتم لاینالهم الله برحمة ادخلوا الجنة لاخوف علیکم ولاانتم تحزنون۔ (الاعراف: ۴۸۔۴۹)، فیطلعون علی أهل الجنة و أهل النار جمیعا و یطالعون أحوال الفریقین .... (ونادوا أصحاب الجنة أن سلام علیکم) أی اذارأوا اهل الجنة قالوا السّلام علیکم...... (واذا صرفت ابصارهم تلقاء أصحاب النار)تعوذوا بالله (قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین)......ثم قالت الملائکة لأصحاب الأعراف: ادخلوا الجنة لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون فیدخلون الجنة۔ (معالم التنزیل ۲/۱۶۲)

جہنم

۱:...... جنت کی طرح جہنم بھی حق ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے، یہاں ہر طرح کا اور شدید قسم کا عذاب تیار کیا گیا ہے۔ جہنم پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔(۱)

۲:...... جنت کی طرح جہنم بھی پیدا کی جا چکی ہے اور اس وقت موجود ہے۔(۲)

۳:...... جہنم میں اہلِ جہنم قیامت کے بعد ہی داخل ہوں گے، اس سے پہلے برزخ کا عذاب ہوگا۔(۳)

۴:...... جہنم کا عذاب کافروں کے لئے دائمی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، گنہ گار مسلمانوں کے لئے عارضی عذاب ہوگا، وہ اگر اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے تو ایک نہ ایک دن ضرور نکال لئے جائیں گے اور بالآخر جنت میں داخل کردیئے جائیں گے۔(۴)

۵:...... جہنم میں داخل ہونے والا، جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جاسکتا ہے، جیسے گنہ گار مسلمان۔ لیکن جنت میں داخل ہونے والے شخص کو نہ تو جنت سے نکالا جائے گا اور نہ ہی کبھی جہنم میں داخل کیا جائے گا۔(۵)

۱۔ واماالذین شقوافغی النارلهم فیهازفیر و شهیق۔ (هود /۱۰۶)، فکل واحدة من الجنة والنار حق ثابت بالکتاب والسنة و اجماع الامة وکل ما هو کذلك فالایمان به واجب واعتقاد وجوده حق لاذب، والمرادمن الجنة دارالثواب ومن النار دارالعقاب (شرح عقیدہ سفارینیه: ۲/۲۱۹)، والجنة حق والنارحق لأن الآیات والاحادیث فی شانهما اشهر من ان یخفی واکثرمن ان یحصی۔(نبراس/ ۲۱۹)

۲۔ وبرزت الجحیم للغوین (الشعراء/ ۹۰)، واتقوا النارالتی اعدت للکفرین(آل عمران/ ۱۳۱)، فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین(البقره/ ۲۴)۔(والجنة والنار مخلوقتان الیوم) ای موجودتان الآن قبل یوم القیمة۔(شرح فقه اکبر/ ۹۸)

۳۔ قیل ادخلوا ابواب جهنم خلدین فیها۔ فبئس مثوی المتکبرین۔(الزمر: ۷۲)، النار یعرضون علیها غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب۔ (غافر/ ۴۶)، وان الفجار لفی جحیم۔ یصلونها یوم الدین۔ وماهم عنها بغآئبین۔ (الانفطار/ ۱۴۔۱۶)

۴۔ یریدون ان یخرجوا من النار وماهم بخرجین منها ولهم عذاب مقیم ۔ (المائدة/ ۳۷)

۵۔ واماالذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموت والارض الا ماشاء ربك عطاء غیر مجذوذ۔ (هود /۱۰۸)، عن انس رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ اخرجوا من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه من الخیر ما یزن شعیرة، اخرجوا من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه ما یزن برة، اخرجوا من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه ما یزن ذرة (جامع ترمذی: ۲/ ۵۴۰)

۶:..... جہنم اور اس کا عذاب دراصل کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے، اسی لئے کفار اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ مسلمان اگر داخل بھی ہوئے تو نکال لئے جائیں گے۔(۱)

۷:..... یہود کا یہ نظریہ غلط ہے کہ ہم کچھ عرصے کے لئے جہنم میں داخل ہوں گے پھر نکل جائیں گے۔ اس کے رَد میں قرآن کریم نے کہا ہے کہ وہ یعنی یہود و کفار جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔(۲)

۸:..... جہنم، جنت کی طرح ایک حقیقی مقام اور عذاب کی جگہ ہے۔ جو شخص جہنم کو حقیقی جگہ نہیں سمجھتا بلکہ ایک تخیلاتی جہان یا کوئی غیر حقیقی چیز سمجھتا ہے، وہ درحقیقت جہنم کا منکر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(۳)

۹:..... جنت کی طرح جہنم بھی دائمی اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اس کے فنا کا قائل ہونا غلط نظریہ اور گمراہی ہے۔(۴)

۱۔ فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت للکافرین۔ (البقرہ / ۲۴)، عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: اتی النبی ﷺ رجل فقال یا رسول اللّٰہ ماالموجبان؟ قال من مات لایشرك باللّٰہ شیئا دخل الجنة ومن مات یشرك باللّٰہ شیئا دخل النار۔(صحیح مسلم: ۱/۶۶)

۲۔ وقالو الن تمسنا النار الاایامامعدودة قل اتخذ تم عنداللّٰہ عهدا فلن یخلف اللّٰہ عهده ام تقولون علی اللّٰہ مالا تعلمون۔ بلی من کسب سیئة واحاطت به خطیئته فأولئك اصحب النار هم فیها خلدون۔(البقرہ/ ۸۰، ۸۱)، قالوالن تمسنا النار الاایام معدودات وغرهم فی دینهم ما کانوا یفترون۔ (آل عمران / ۲۴)

۳۔ والجنة حق والنار حق لان الآیات والاحادیث فی شانهما اشهرمن ان یخفی واکثرمن ان یحصی الاحصار...... تمسك المنکرون هم الفلاسفة زعموا ان کل ماجاء فی النصوص من ذکر الجنة والنار فهو ماؤل باللذة والالم العارضین للروح من تصور کمالاتها ونقصاناتها هذاالتاویل یکفرهم لانه کانکار النصوص۔(نبراس/ ۲۱۹)

۴۔ فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق خالدین فیها مادامت السموٰت والارض الاماشاء ربك ان ربك فعال لما یرید (هود/۱۰۶، ۱۰۷) قال النار مثوٰکم خلدین فیها الاماشاء اللّٰہ ان ربك حکیم علیم۔(الانعام / ۱۲۸)، وفی هذا المقام فوائد مستطرفة الاولیٰ تحیرت الافهام فی قوله تعالیٰ فمنهم شقی..... خالدین فیها مادامت السموات والارض الا ما شاء ربك..... واما الذین سعدوا ففی الجنة خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك و ذکر المعسرون فیه وجوها احدها ان المستثنیٰ فی الموضعین فساق الموحدین سعدوا بالایمان و شقوا بالعصیان فیفارقون الجنة ایام عذابهم (بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۰:..... اہلِ جنت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہر نعمت وعطاء اس کا فضل وکرم ہوگا اور اہلِ جہنم کے لئے ہر عقوبت وسزا اس کا عدل وانصاف ہوگا۔(۱)

۱۱:..... کافر نے اگرچہ تھوڑی مدت یعنی صرف دنیوی زندگی میں کفر کیا، اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالنا بالکل صحیح اور عدل وانصاف کے عین مطابق ہے، اس لئے کہ یہ کوئی ضابطہ اور اصول نہیں کہ سزا کا وقت جرم کے وقت سے زیادہ نہ ہو، قاتل صرف پانچ سیکنڈ میں فائر کر کے کسی کو قتل کر دیتا ہے تو کیا اس کی سزا بھی صرف پانچ سیکنڈ قید ہوتی ہے؟ اس کی سزا عمر قید ہوتی ہے جو جرم کے وقت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔ معلوم ہوا کہ سزا کا وقت، وقت جرم سے زیادہ ہونا عدل وانصاف کے منافی نہیں۔

نیز کافر کی نیت ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی ہوتی ہے، جیسے مسلمان کی نیت ہمیشہ ہمیشہ مسلمان رہنے کی ہوتی ہے۔ مسلمان، ہمیشہ ہمیشہ مسلمان رہنے کی نیت کی بناء پر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا، اور کافر ہمیشہ ہمیشہ کافر رہنے کی نیت اور عزم کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) والتابید من مبدأ معین وهو دخول اهل الطاعة الجنة والتقسیم لمنع الخلو فلا یمتنع اجتماع القسمین، ثانیهما ان المستثنی مدة توقفهم للحساب او لبثهم فی الدنیا، ثالثها ان اهل النار یخرجون من النار احیانا الی الزمهریر واهل الجنة ینعمون بما یشغلهم عن الجنة وهو الرؤیة، رابعها الا بمعنی سوی ولیس ما دامت السموات والارض کنایة عن التابید بل المعنی سوی ما شاء من الزیادة الغیر المتناهیة علی مدة بقاء السموات والارض (نبراس /۲۲۲، ۲۲۳) وقال الامام الاعظم رحمه اللّٰه فی کتابه الوصیة: والجنة والنار ولا فناء لهما (شرح فقه اکبر/۹۹)، أجمع المسلمون علی خلود اهل الجنة فی الجنة وخلود الکفار فی النار۔ (شرح المقاصد: ۳/۳۸۰)

۱۔ ووقهم عذاب الجحیم۔ فضلاً من ربك ذلك هو الفوز العظیم(الدخان/ ۵۶، ۵۷)، لهم ما یشاؤن عند ربهم ذلك هو الفضل الکبیر۔(الشوریٰ/ ۲۲)، الذی احلنادار المقامة من فضله لایمسنا فیها نصب ولا یمسنا فیها لغوب۔ (فاطر/ ۳۵)، ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزیز الحکیم۔(المائدہ/ ۱۱۸)، وان اللّٰه لیس بظلام للعبید (آل عمران/۱۸۲)، فمن شاء منهم الی الجنة فضلا منه، ومن شاء منهم الی النار عدلا منه۔ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح / ۴۳۱)،

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: شرح المقاصد: ۲/۳۷۴

کافر کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرنا کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل وانصاف ہے۔(۱)

۱۲:...... جہنم میں مختلف قسم کا عذاب ہوگا۔ جو عذاب قرآن کریم یا طریق متواتر سے ثابت ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے، مثلاً جہنم میں آگ کا عذاب ہوگا، آگ کا لباس ہوگا، جہنمیوں کے سروں پر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ اور کھالیں جھلس جائیں گی۔ وہ سخت عذاب کی وجہ سے جہنم سے نکلنا چاہیں گے مگر نہیں نکل سکیں گے، مرنا چاہیں گے، مر بھی نہیں سکیں گے۔ پینے کے لئے پیپ اور سینڈھ ہوگی، جہنمی جسے گھونٹ گھونٹ کرکے پئے گا، مگر پی نہیں سکے گا۔ ہر طرف موت کا سامان ہوگا مگر موت نہیں آئے گی، گلے میں طوق پہنا کر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، کھانے کے لئے زخموں کا دھوون ہوگا، جہنمیوں کے چہروں کو آگ میں الٹا پلٹا جائے گا، جہنم میں کافر ومنافق سب جمع ہوں گے، جہنمیوں کے مال ومتاع کو جہنم کی آگ میں پگھلا کر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا، جہنم میں گرمی کا عذاب الگ ہوگا اور سردی کا عذاب الگ ہوگا، جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھرا جائے گا، جہنم ایک برا اور بدترین ٹھکانہ ہوگا۔ جہنمیوں کو جہنم میں ذلیل وخوار کرکے داخل کیا جائے گا، جہنم کے دروازے بند ہوں گے، جہنمیوں کے آنے پر ہی کھولے جائیں گے، جیسے جیل کا دروازہ قیدیوں کے آنے پر کھلتا ہے، جہنم کے سات دروازے ہیں۔ جہنم کی آگ جب کبھی ہلکی ہوگی اسے اور بھڑکا دیا جائے گا، جہنمی، جہنم میں نہ تو زندوں جیسا ہوگا اور نہ ہی مردوں جیسا، جہنم میں مشرکوں کے ساتھ ان کے معبودانِ باطلہ کو بھی ڈالا جائے گا، کافر لوگ جہنم کی آگ کے لئے بطور ایندھن بھی ہوں گے، منافقین جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے، جہنم میں عذاب کی وجہ سے کافروں کی خوب چیخ وپکار ہوگی، جہنمیوں کے جسم پر گندھک کا لباس ہوگا، جہنمیوں کو

۱۔ أن المعصية متناهية زمانا، وهو ظاهر وقدر الما يوحد من معصية أشد منها فجزاؤها يجب أن يكون متناهيًا تحقيقًا لقاعدة العدل بخلاف الكفر، فانه لا يتناهى قدرا، وان تناهى زمانه وأما التمسك بأن الخلود في النار اشد العذاب وقد جعل جزاء لا شد الجنايات. وهو الكفر۔ (شرح المقاصد: ۳/۳۸۲)، واما نفس الدخول فبالفضل المجرد حيث لا يجب عليه شئ، والخلود بالنية، كما أن دخول الكفار في النار بمجرد العدل والدركات. بحسب اختلاف مالهم من الحالات، والخلود باعتبار النيات۔(شرح فقه اكبر/ ۱۵۶)، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:شرح المقاصد: ۳/ ۳۸۰، نهايت الاقدام للشهرستانی / ۴۷۶، شرح المواقف: ۸/۳۳۵ تا ۳۳۷

اوندھے منہ جہنم میں ڈالا جائے گا اوران کے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی، جہنمیوں کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے، ایسا کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا جس سے ہونٹ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ جائیں گی، جہنم کی آگ اس قدر شدید ہوگی کہ دل پر براہِ راست اثر کرے گی۔

جہنم کے یہ تمام عذاب قرآن کریم میں بیان کیے گئے ہیں، ان پر اوران کے علاوہ دیگر ان عذابوں پر ایمان لانا اوران پر یقین کرنا فرض ہے جو بطریق تواتر ثابت ہیں۔ ان میں سے کسی ایک عذاب کے انکار سے یا اس میں شک کرنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔(۱)

۱۔ واتقوا النار التی اعدت للکفرین۔(ال عمران/ ۱۳۱)، والذین کفروا لهم نار جهنم لا یقضی علیهم فیموتوا ولا یخفف عنهم من عذابها کذلك نجزی کل کفور۔ (فاطر/ ۳۶)، هذان خصمان اختصموا فی ربهم فالذین کفروا قطعت لهم ثیاب من نار۔(الحج/ ۱۹)، یصب من فوق رؤوسهم الحمیم۔یصهر به ما فی بطونهم والجلود۔ (الحج/ ۱۹، ۲۰)، کلما ارادوا ان یخرجوا منها من غم اعیدوا فیها وذوقوا عذاب الحریق۔ (الحج/ ۲۲)، واذا القوا منها مکانا ضیقا مقرنین دعوا هنالك ثبورا۔(الفرقان/ ۱۳)، لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا۔ (الفرقان/ ۱۴)، ونادوا یملك لیقض علینا ربك قال انکم ماکثون۔(الزخرف/ ۷۷)، یتجرعه ولا یکاد یسیغه ویاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت ومن ورائه عذاب غلیظ (ابراهیم/ ۱۶، ۱۷)، ثم لا یموت فیها ولا یحیی۔ (الاعلی/ ۱۳)، هذا فلیذوقوه حمیم وغساق۔ (صٓ/ ۵۷)، من ورائه جهنم ویسقی من ماء صدید یتجرعه ولا یکاد یسیغه۔ (ابراهیم/ ۱۷)، وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بهم سرادقها وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوه بئس الشراب وساءت مرتفقا۔ (الکهف/ ۲۹)، یاتیه الموت من کل مکان وما هو بمیت ومن ورائه عذاب غلیظ۔ (ابراهیم/ ۱۷)، اذ الاغلال فی اعناقهم والسلسل یسحبون۔ (غافر/ ۷۱)، خذوه فغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا فاسلکوه۔(الحاقة/ ۳۰تا۳۳)، ولا طعام الا من غسلین۔ لایا کله الا الخاطئون(الحاقة/ ۳۶۔ ۳۷)، یوم تقلب وجوههم فی النار۔ (الاحزاب/ ۶۶)، یوم یسحبون فی النار علی وجوههم ذوقوا مس سقر (القمر/ ۴۸)، تلفح وجوههم النار وهم فیها کالحون۔(المؤمنون/ ۱۰۴)، ان اللّٰه جامع المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعا۔ (النساء/ ۱۴۰)، یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ (التوبة/ ۳۵)، قل نار جهنم اشد حرا لو کانوا یفقهون۔ (التوبة/ ۸۱)، (بقیہ اگلے صفحے پر)

۱۳:.... جہنم کے جو عذاب وسزا خبرِ واحد سے ثابت ہیں ان پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، تاہم ان میں سے کسی کے انکار سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) ولکن حق القول منی لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعين (السجدة/ ۱۳)، الذين يحشرون على وجوههم الى جهنم اولئك شر مكانا واضل سبيلا۔ (الفرقان/ ۳۴)، اولئك لهم سوء الحساب ومأوٰهم جهنم وبئس المهاد۔ (الرعد/ ۱۸)، وقال ربكم ادعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين ۔(غافر/ ۶۰)، ثم جعلنا له جهنم يصلها مذموما مدحورا۔ (بنی اسرائيل/ ۱۸)، وسيق الذين كفروا الى جهنم زمرا حتىٰ اذا جاؤها فتحت ابوابها(الزمر/ ۷۱)، لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزء مقسوم۔ (الحجر/ ۴۴)، ومأوٰهم جهنم كلما خبت زدنهم سعيرا ۔ (بنی اسرائيل /۹۷)، انه من يات ربه مجرما فان له جهنم لايموت فيها ولا يحيى۔(طٰهٰ/ ۷۴)، ثم لا يموت فيها ولا يحيى۔ (الاعلیٰ/ ۱۳)، وبرزت الجحيم للغوين ۔ وقيل لهم اين ما كنتم تعبدون۔ من دون اللّٰه هل ينصرونكم او ينتصرون۔ فكبكبوا فيها هم والغاوٗن۔ (الشعراء/ ۹۱تا۹۴)، ان الذين كفروا...... واولئك هم وقود النار۔ (آل عمران / ۱۰)، فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين۔(البقرة/۲۴)، انكم وما تعبدون من دون اللّٰه حصب جهنم انتم لها واردون۔ (الانبياء/ ۹۸)، ان المنفقين في الدرك الاسفل من النار ولن تجد لهم نصيرا۔ (النساء/ ۱۴۵)، بشر المنفقين بان لهم عذابا اليما۔ (النساء/ ۱۳۸)، فاما الذين شقوا ففي النار لهم فيها زفير وشهيق ۔(هود/۱۰۶)، اذا راتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا۔(الفرقان/ ۱۲)، سرابيلهم من قطران۔(ابراهيم/ ۵۰)، يوم يسحبون في النار على وجوههم ذوقوا مس سقر۔(القمر/ ۴۸)، يغشٰهم العذاب من فوقهم ومن تحت ارجلهم۔ (العنكبوت/۵۵)، انا اعتدنا للظلمين نارا احاط بهم سرادقها وان يستغيثوا يغاثوا بماء كالمهل يشوى الوجوه بئس الشراب وساءت مرتفقا۔(الكهف/۲۹)، كالمهل يغلي في البطون۔ كغلي الحميم (الدخان/۴۵۔۴۶)، وسقوا ماء حميما فقطع امعاءهم۔(محمد: ۱۵)، نار اللّٰه الموقدة التي تطلع على الافئدة۔(همزة/ ۶۔۷)، وفيها أن ما أخبر اللّٰه تعالىٰ...... من الزقوم والحميم والسلاسل والأغلال لأهل النار حق خلافا للباطنية، والعدول عن ظواهر النصوص الحاد۔ (شرح فقه اكبر/ ۱۳۳)

۱۔ ولا يكفر منكر خبر الأحاد في الأصح۔(شرح عقيده سفارينيه: ۱/۱۹)

تقدیر

۱: تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔ تقدیر کا لغت میں معنی ہے اندازہ کرنا، اور اصطلاحِ شریعت میں تقدیر کہتے ہیں، جو کچھ اب تک ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہوگا سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اسی کے مطابق ہو رہا ہے۔ (۱)

۲: ..... جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے، جو ان کو منظور نہ ہو وہ نہیں ہوتا۔ (۲)

۳: ..... ہر اچھی اور بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے کے مطابق ہے، کوئی اچھی یا بری چیز اللہ تعالیٰ کے علم اور ان کے اندازے سے باہر نہیں۔ (۳)

۴: حق جل شانہٗ نے اس کارخانۂ عالم کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے علمِ ازلی میں اس کا نقشہ بنایا اور ابتداء تا انتہاء ہر چیز کا اندازہ لگایا، اس نقشہ بنانے اور طے کرنے کا نام تقدیر ہے اور اس کے مطابق اس کارخانۂ عالم کو بنانے اور پیدا کرنے کا نام قضاء ہے۔ اسی کو قضاء و قدر کہتے ہیں۔ (۴)

۱۔ (والقدر) ای وبالقضاء والقدر (خیره وشره) ای نفعه وضره وحلوه ومره حال کونه (من الله تعالیٰ) فلا تغییر للتقدیر، فیجب الرضا بالقضاء والقدر؛ وهو تعیین کل مخلوق بمرتبته التی توجد من حسن وقبح ونفع وضر، وما یحیط به من مکان وزمان، وما یترتب علیه من ثواب او عقاب۔ (شرح فقه اکبر/ ۱۳)
مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: لسان العرب / ۵/ ۸۷، شرح المقاصد ۳/ ۸۶

۲۔ فعال لما یرید۔ (البروج/ ۱۶)، وربك یخلق ما یشاء ویختار۔ (القصص/ ۶۸)، وتعلق الارادة تابع لتعلق العلم فلا یوجد او یعدم سبحانه من الممکنات عندنا الاما اراد
(شرح عقیده سفارینیه: ۲/ ۱۵۵۔ ۱۵۶)

۳۔ انا کل شیء خلقناه بقدر۔ (القمر/ ۴۹)، والله خلقکم وما تعملون۔ (الصافات/ ۹۶)، فالهمها فجورها وتقوٰها۔ (الشمس/ ۸)، قل کل من عند الله۔ (النساء/ ۷۸)، (والقدر) ای وبالقضاء والقدر (خیره وشره) ای نفعه وضره وحلوه ومره حال کونه (من الله تعالیٰ) فلا تغییر للتقدیر، فیجب الرضا بالقضاء والقدر؛ وهو تعیین کل مخلوق بمرتبته التی توجد من حسن وقبح ونفع وضر، وما یحیط به من مکان وزمان، وما یترتب علیه من ثواب او عقاب۔ (شرح فقه اکبر/ ۱۳)

۴۔ وکان امر الله قدرا مقدورا۔ (الاحزاب/ ۳۸)، واذا قضی امرا فانما یقول له کن فیکون (البقرہ/ ۱۱۷)، والذی خلقکم من طین ثم قضی أجله۔ (الانعام/ ۲)، ان القدر هو ما یقع من العبد المقدر فی الازل من خیره وشره وحلوه ومره کائن منه سبحانه وتعالیٰ بخلقه وارادته، ما شاء کان وما لا فلا (والقضاء والقدر) اسمر دیا حدهما الحکم الاجمالی وبالآخر التفصیلی۔ (شرح فقه اکبر/ ۴۱)

۵:...... عقیدہ تقدیر کو تسلیم کرنے سے انسان مجبور محض نہیں ہوجاتا بلکہ اس میں صفتِ ارادہ واختیار باقی رہتا ہے، جیسا کہ ہر آدمی کے مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو کرنا چاہتا ہے کرتا ہے اور جو نہیں کرنا چاہتا نہیں کرتا۔(۱)

۶:..... تقدیر دو قسم کی ہے:

اوّل تقدیر مبرم: یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل ہوتی ہے، اس میں کچھ بھی تغیر وتبدل نہیں ہوتا، لوح محفوظ میں ایک ہی بات لکھی ہوتی ہے جو ہو کے رہتی ہے۔

دوم تقدیر معلّق: یہ وہ تقدیر ہے جو اٹل نہیں ہوتی بلکہ اس میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔ اس تقدیر کو اللہ تبارک وتعالیٰ کسی دوسرے کام کے ساتھ معلّق کر کے لکھتے ہیں کہ اگر فلاں کام ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی ہوگا، اور اگر فلاں کام نہ ہوا تو فلاں دوسرا کام بھی نہیں ہوگا، مثلاً زید نے اپنے والدین کی خدمت کی تو اس کی عمر لمبی ہوگی اور اگر خدمت نہ کی تو اس کی عمر لمبی نہیں ہوگی۔

۷:...... تقدیر مبرم اور تقدیر معلّق بندوں کے اعتبار سے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں ہر تقدیر مبرم ہی ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کام کے انجام اور خاتمہ کے متعلق ازل سے ہی واقف اور پوری طرح آگاہ ہیں۔(۲)

۱۔ وملخص الکلام ما اشار الیہ الامام حجۃ الاسلام الغزالی، وھو انہ لما بطل الجبر المحض بالضرورۃ وکون العبد خالقا لافعالہ بالدلیل، وجب الاقتصاد فی الاعتقاد وھو انھا مقدورۃ بقدرۃ اللّٰہ تعالیٰ اختراعا، وبقدرۃ العبد علی وجہ آخر من التعلق یعبر عنہ عندنا بالاکتساب۔(شرح المقاصد: ۳/۱۶۶، ۱۶۷)، ان العبد مختار مستطیع علی الطاعۃ والمعصیۃ ولیس بمجبور، والتوفیق من اللّٰہ تعالیٰ کما یدل علیہ قولہ سبحانہ "امنوا باللّٰہ ورسولہ" (شرح فقہ اکبر/ ۴۸) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حجۃ اللّٰہ البالغۃ: ۱/۱۵۳

۲۔ یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب۔(الرعد/ ۳۹)، قال ملاعلی القاری رحمہ اللّٰہ (عن عبداللّٰہ بن عمرو) رضی اللّٰہ عنھما (قال قال رسول اللّٰہ ﷺ کتب اللّٰہ مقادیر الخلائق)... قدر وا عین مقادیر ھم تعیینا بتا لا یتأتی خلافہ بالنسبۃ لما فی علمہ القدیم المعبر عنہ بام الکتاب او معلقا کان یکتب فی اللوح المحفوظ فلان یعیش عشرین سنۃ ان حج وخمسۃ عشر ان لم یحج وھذا ھو الذی یقبل المحو والاثبات المذکورین فی قولہ الا مایوافق ما ابرم فیھا کذا ذکرہ ابن حجر وفی کلامہ خفاء اذ المعلّق والمبرم کل منھما مثبت فی اللوح غیر قابل للمحو نعم المعلّق فی الحقیقۃ مبرم بالنسبۃ الی علمہ تعالیٰ فتعبیرہ بالمحو انما ھو من التردید الواقع فی اللوح الی تحقیق الامر المبرم المبھم الذی ھو معلوم فی ام الکتاب او محو احد الشقین الذی لیس فی علمہ تعالیٰ فتأمل فانہ دقیق وبالتحقیق حقیق۔(المرقاۃ: ۱/۱۴۵، ۱۴۶) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حجۃ اللّٰہ البالغۃ: ۱/۱۵۵

۸: ...... تقدیر کے پانچ درجات اور مراتب ہیں:

ا۔ وہ اُمور جن کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازل میں فیصلہ فرما لیا تھا، ان اُمور سے متعلقہ تقدیر کو تقدیر ازلی کہتے ہیں۔

ب۔ وہ اُمور جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرش کو پیدا کرنے کے بعد اور زمین وآسمان کو پیدا کرنے سے پہلے طے فرمایا۔

ج۔ وہ اُمور جو صلب آدم علیہ السلام سے ذریت آدم علیہ السلام کو نکالنے کے وقت ''یوم عہد الست'' میں طے کیے گئے۔

د۔ وہ اُمور جو بچے کے لئے اس وقت طے کیے جاتے ہیں جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔

ھ۔ وہ اُمور جو دیگر بعض اُمور پر موقوف کیے گئے ہیں۔

تقدیر کے ان پانچ درجات میں سے پہلے چار درجات تقدیر مبرم کے درجات ہیں جو کہ اٹل ہیں، ان میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ آخری درجہ تقدیر معلق کا ہے، اس میں تغیر وتبدل ہوتا رہتا ہے۔(۱)

۹: ..... عقیدہ تقدیر کی وجہ سے کسی کو یہ سوچ کر ایمان واعمال ترک نہیں کرنے چاہئیں کہ میرے بارے میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے ہو کر رہے گا، میرے ایمان واعمال سے کیا ہوگا، کیونکہ اولاً کسی کو علم نہیں کہ اس کے بارے میں کیا لکھا ہے، جب علم نہیں تو اچھے کام ہی کرنے چاہئیں تا کہ انجام

۱۔ وقد وقع ذلك (اى القدر) خمس مرات، فاولها: انه اجمع فى الازل ان يوجد العالم على احسن وجه ممكن مراعيا للمصالح ... وثانيها: انه قدر المقادير، ويروى انه كتب مقادير الخلائق كلها، والمعنى واحد قبل ان يخلق السموت والارض بخمسين الف سنة ... وثالثها: انه لما خلق ادم عليه السلام ليكون ابا للبشرية، وليبدأ منه نوع الانسان احدث فى عالم المثال صور بنيه ومثل سعادتهم وشقاوتهم بالنور والظلمة وجعلهم بحيث يكلفون، وخلق فيهم معرفته والاخبات له..... ورابعها: حين نفخ الروح فى الجنين ... وخامسها: قبيل حدوث الحادثة، فينزل الامر من حظيرة القدس الى الارض، وينتقل شيء مثالي، تنبسط احكامه فى الارض۔(حجة الله البالغة. ۱/۱۵۳۔ ۱۵۵)(وتقديره) اى بمقدار قدره اولا، وكتبه فى اللوح المحفوظ وحرره ثانيا، واظهره فى عالم الكون وقرره ثالثا، ثم يجزيه جزاء وافيا فى عالم العقبى رابعا۔(شرح فقه اكبر/ ۵۳)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: العقيدة الواسطية مع الشرح: ۲۷۸۔ ۲۷۹

بھی اچھا ہو۔ ثانیاً، تقدیر میں جہاں نتائج لکھے ہیں وہاں اسباب وذرائع بھی لکھے ہیں، مثلاً تقدیر میں اگر یہ لکھا ہے کہ فلاں جنتی ہے، ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ایمان واعمال صالحہ کی وجہ سے جنتی ہے۔ ثالثاً، دنیا کے بارے میں کوئی یہ سوچ کر کہ جو کچھ مقدر ہے وہی ملے گا، اسباب حصولِ رزق ترک نہیں کرتا، آخرت کے بارے میں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے۔(۱)

۱۰: تقدیر کے متعلق بحث نہیں کرنی چاہئے اور اس میں زیادہ کھود کرید میں نہیں پڑنا چاہئے۔ احادیث مبارکہ میں اس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس موضوع کی اکثر باتیں انسانی سمجھ سے بالا ہیں۔(۲)

۱۔ عن علی قال بینما نحن مع رسول اللّٰہ ﷺ وہو ینکت فی الارض اذ رفع راسہ الی السماء ثم قال ما منکم من احد الا قد علم قال وکیع الا قد کتب مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ قالوا افلا نتکل یا رسول اللّٰہ قال لا اعملوا فکل میسر لما خلق لہ۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۴۸۰، ۴۸۱)
لا یجوز لنا ان نجعل قضاء اللّٰہ وقدرہ حجۃ لنا فی ترک امر او فعل نھی. بل یجب علینا ان نومن ونعلم ان للّٰہ الحجۃ علینا بانزال الکتب وبعثۃ الرسول. قال اللّٰہ تعالٰی "رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسول قال شیخ الاسلام: والاحتجاج بالقدر حجۃ داحضۃ باطلۃ باتفاق کل ذی عقل (عقیدہ واسطیہ مع الشرح/ ۲۸۱)

۲۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال خرج علینا رسول اللّٰہ ﷺ ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجہہ حتی کانما فقیٔ فی وجنتیہ الرمان فقال ابہذا امرتم ام بہذا ارسلت الیکم انما ہلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ہذا الامر عزمت علیکم الا تنازعوا فیہ۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۴۸۰)، عن عائشۃ قالت، سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول من تکلم فی شیٔ من القدر سئل عنہ یوم القیمۃ ومن لم یتکلم فیہ لم یسئل عنہ۔ (سنن ابن ماجہ/ ۹)، والتعمق والنظر فی ذلک ذریعۃ الخذلان۔ (عقیدہ طحاویۃ/ ۱۹)

برزخ وعذابِ قبر

۱:..... برزخ کا لغوی معنی ہے، پردہ۔ عالم برزخ سے مراد وہ جہان ہے جہاں انسان کو موت کے بعد سے لے کر قیامت قائم ہونے تک رہنا ہے۔ چونکہ یہ جہان اُس جہاں سے پردے میں ہے اس لئے اُس کو عالم برزخ کہا جاتا ہے۔(۱)

۲:..... برزخ کسی خاص جگہ کا نام نہیں، موت کے بعد جس جگہ انسانی جسم یا اس کے اجزاء متفرق طور پر یا اکٹھے ہوں گے وہی اس کے لئے برزخ اور قبر ہے۔(۲)

۳:..... قبر کا اصلی اور حقیقی معنی یہی مٹی کا گڑھا ہے جس میں مردے کو دفن کیا جاتا ہے، تاہم قبر مٹی کے گڑھے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جہاں میت یا اس کے اجزاء ہوں گے وہی اس کی قبر ہے، خواہ وہ جگہ مٹی کا گڑھا ہو، سمندر کا پانی ہو یا جانوروں کا پیٹ ہو۔ تاہم دوسرے معنوں میں مجازاً قبر ہوگی۔(۳)

۱۔ البرزخ: مابین کل شیئین و فی الصحاح الحاجز بین الشیئین۔ والبرزخ مابین الدنیا والآخرة قبل الحشر من وقت الموت الی البعث فمن مات فقد دخل البرزخ..... وقال الفراء البرزخ من یوم یموت الی یوم یبعث(لسان العرب: ۹۰۸/۳)

۲۔ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا باللّٰه ورسوله وماتوا وهم فسقون۔(توبه: ۸۴)، ومن ورائهم برزخ الی یوم یبعثون (المؤمنون: ۱۰۰)، قال هو (ای برزخ) مابین الموت والبعث۔ وقیل للشعبی، مات فلان، قال: لیس هو فی الدنیا ولا فی الآخرة هو فی برزخ(تذکرة للقرطبی/۱۵۸)، قال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ، اضیف الی القبر لأنه الغالب والا فکل میت .. قبر اولم یقبر ولو صلب أو غرق فی البحر أو ذری فی الریح۔(شرح الصدور/ ۱۶۴)

۳۔ فاما سؤال منکر ونکیر فقال أهل السنة انه یکون لکل میت سواء کان فی قبره أو فی بطون الوحوش أو الطیور أو مهاب الریح بعد أن أحرق وذری فی الریح۔ (الیواقیت والجواهر ۱۳۸/۲)، ان الغریق فی الماء والماکول فی بطون الحیوانات او المصلوب فی الهواء یعذب وان لم نطلع علیه (نبراس ۲۱۰)

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: مرقاۃ: ۲۰۳/۱، شرح المقاصد: ۳۶۵/۲ تا ۳۶۸، شرح عقیدہ سفارینیہ: ۹/۲، شرح الصدور، ۱۴۶ تا ۱۶۰

۴:..... عالم برزخ میں جزاء وسزا کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ نیک شخص کو عالم برزخ میں راحت وآرام ملتا ہے اور اسے انعامات سے نوازا جاتا ہے، اور برے شخص کو سزا ملتی ہے اور اسے عذاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔(۱)

۵:..... عالم برزخ میں رونما ہونے والے ثواب وعذاب کے یہ احوال روح اور جسم دونوں پر واقع ہوتے ہیں اور یہ عنصری جسم روح سمیت برزخ کے ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے۔(۲)

۶:..... موت کے وقت روح جسم سے نکال لی جاتی ہے۔ روح کبھی فنا نہیں ہوتی، اس کو مناسب ٹھکانے اور مستقر کی ضرورت ہوتی ہے۔ میت کو جب قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کی روح سوال وجواب کے لئے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، پھر روح کا جسم کے ساتھ اتنا تعلق ضرور باقی رکھا جاتا ہے جس سے وہ ثواب وعذاب کو محسوس کر سکے۔(۳)

۱۔ مما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا (نوح/ ۲۵)، عن ابی سعيد رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ انما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار۔ (جامع ترمذی ۲ / ۵۲۴)

۲۔ عن انس رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: ان العبد اذا وضع فی قبره، وتولی عنه أصحابه. انه يسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فيقعدانه، فيقولان له: ما كنت تقول فی هذا الرجل۔ (صحيح بخاری: ۱/ ۱۸۳)، اتفق أهل الحق على أن الله يعيد الى الميت فی القبر نوع حياة قدر ما يتألم ويتلذذ ويشهد بذلك الكتاب والاخبار والآثار..... وقد اتفقوا على أن الله تعالى لم يخلق فی الميت القدرة والأفعال الاختيارية۔ فلهذا لا يعرف حياته كمن اصابته سكتة۔ (شرح المقاصد: ۳/ ۳۶۶)، ألا ترى أن النائم يخرج روحه ويكون روحه متصله لجسده حتى يتألم فی المنام ويتنعم؟ (شرح فقه اكبر/ ۱۰۱)

۳۔ عن البراء بن عازب، عن النبی ﷺ أنه قال، "ان المؤمن اذا احتضر، أتاه ملك فی أحسن صورة وأطيب ريح، فجلس عنده لقبض روحه، وأتاه ملكان بحنوط من الجنة ثم عرجا بها الی الجنة، فتفتح أبواب السماء لها، وتستبشر الملائكة بها، ويقولون: لمن هذه الروح الطيبة التي فتحت لها أبواب السماء؟ وتسمى بأحسن الأسماء التي كانت تسمى بها في الدنيا، فيقال: هذه روح فلان، فاذا صعد بها الی السماء،..... ردوا روح عبدي الی الأرض، فاني وعدتهم أني أردهم فيها۔ فاذا وضع المؤمن في لحده، تقول له الأرض: ان كنت لحبيباً الی وأنت على ظهری، فكيف اذا صرت في بطنی؟! سأريك ما أصنع بك، فيفسح له في قبره مد بصره، فيفتح له باب عند رجليه الی الجنة. فيقال له: انظر الی ما أعد الله لك من الثواب، ويفتح له باب عند رأسه الی النار، فيقال له: انظر ما صرف الله عنك من العذاب ثم يقال له: نم قرير العين، فليس شيء أحب اليه من قيام الساعة" (مشكوة المصابيح: ۱/ ۱۴۲)، واعلم أن أهل الحق اتفقوا على ان الله يخلق في الميت نوع حياة في القبر ما يتألم أو يتلذذ۔ (شرح فقه اكبر/ ۱۰۱)

۷:...... انسان اور جنات کے علاوہ باقی مخلوق میت پر عذاب ہونے کی حالت میں اس کی چیخ وپکار کو سنتی ہے۔(۱)

۸:...... انسان اور جنات سے برزخ کے تمام احوال پردے میں رکھے گئے ہیں، تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے۔

۹:...... برزخ کے احوال اس واسطے بھی پردے میں ہیں کہ دنیا کا جہان اور ہے اور برزخ کا جہان اور، اس جہان کے تمام احوال انسان کو محسوس نہیں ہوتے اور نظر نہیں آتے، اگر دوسرے جہان کے احوال محسوس نہ ہوں اور نظر نہ آئیں تو اس میں کیا استبعاد ہے۔(۲)

۱۰:...... قبر میں ہر آدمی سے فرشتے سوال وجواب کریں گے، مؤمنین متقین درست جواب دے کر راحت وآرام حاصل کریں گے، اور کافر ومنافقین درست جواب نہ دے سکیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔(۳)

۱۔ عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا، أن النبی ﷺ قال: ان أهل القبور يعذبون فی قبورهم...... عذابا تسمعه البهائم كلها (صحیح بخاری: ۲/۹۴۲)، عن ام مبشر، أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: استعيذوا باللّٰہ من عذاب القبر قلت: يا رسول اللّٰہ، وانهم ليعذبون فی قبورهم؟ قال: نعم. عذابا تسمعه البهائم۔ (مسند احمد: ۶/۳۹۵)، عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال. قال النبی ﷺ... ثم يقمعه قمعة بالمطراق يسمعها خلق اللّٰہ عز وجل كلهم غير الثقلين

(كنز العمال: ۱۵/۶۳۶)

۲۔ ولو اطلع اللّٰہ على ذلك العباد كلهم لزالت حكمة التكليف والايمان بالغيب، ولما تدافن الناس، كما فی "الصحيح "عنه ﷺ لولا أن لا تدافنوا لدعوت اللّٰہ أن يسمعكم من عذاب القبر ما أسمع۔ ولما كانت هذه الحكمة منتفية فی حق البهائم سمعته وادركته۔(عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۴۰۱)، فيجب اعتقاد ثبوت ذلك والايمان به، ولا نتكلم فی كيفيته، لكونه لا عهد له به فی هذا الدار...... فان عود الروح الى الجسد ليس على الوجه المعهود فی الدنيا بل تعاد الروح اليه اعادة غير الاعادة المألوفة فی الدنيا۔ (عقیدہ طحاویہ مع الشرح/۳۹۹)، وانه حق لا مرية فيه، وبذلك، يتميز المؤمنون بالغيب من غيرهم۔(عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۴۰۰)

۳۔ عن أنس، قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ "ان العبد اذا وضع فی قبره... أتاه ملكان فيقولان له: ما كنت تقول فی هذا الرجل...... فيقول اشهد انه عبداللّٰہ ورسوله فيقال...... فقد ابدلك اللّٰہ به مقعدا فی الجنة...... واما الكافر والمنافق فيقال له: ما كنت تقول فی هذا الرجل؟ فيقول: كنت أقول ما يقول الناس۔ فيضربونه بمطراق من حديد بين أذنيه، فيصيح صيحة يسمعها الخلق غير الثقلين۔"(مسند احمد: ۳/۱۵۵)

۱۱:...... عالم برزخ میں روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق مختلف ہوتا ہے۔ عام اموات کے ساتھ روح کا تعلق کم درجے کا ہوتا ہے، شہداء کے ساتھ ارواح کا یہ تعلق اس سے قوی ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ یہ روحانی تعلق قوی تر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہداء اور انبیاء کرام علیہم السّلام کے اجسام مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ رہتے ہیں، اور انبیاء کرام علیہم السّلام اپنی قبروں پر پڑھا جانے والا درود وسلام سنتے ہیں۔(۱)

۱ـ عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من صلى على عند قبری سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته (كنز العمال: ۱/ ۴۹۲)، وفي "بحر الكلام" للنسفي: الأرواح على أربعة أوجه: أرواح الأنبياء، تخرج من جسدها وتصير مثل صورتها مثل المسك والكافور، وتكون في الجنة، تأكل وتشرب وتتنعم، وتأوي بالليل الى قناديل معلّقة تحت العرش، وأرواح الشهداء، تخرج من جسدها وتكون في أجواف طير خضر في الجنة تأكل وتتنعم وتأوي بالليل الى قناديل معلّقة بالعرش. وأرواح العصاة من المؤمنين، تكون بين السماء والأرض في الهواء. وأما أرواح الكفار، فهي في سجين، في جوف طير سود، تحت الأرض السابعة، وهي متصلة بأجسادها، فتعذب الأرواح وتتالم الأجساد منه، كالشمس في السماء ونورها في الأرض. انتهى۔(شرح الصدور/ ۲۱۸)، وقال، "ان اللّٰه وكل بقبري ملكا أعطاه أسماء الخلائق، فلا يصلي علي أحد الى يوم القيامة الا أبلغني باسمه واسم أبيه". أخرجه البزار، والطبراني، من حديث عمار بن ياسر۔هذا مع القطع بأن روحه في أعلى عليين، مع أرواح الأنبياء، وهو في الرفيق الأعلى، فثبت بهذا أنه لا منافاة بين كون الروح في عليين أو في الجنة أو في السماء، وأن لها بالبدن اتصالا بحيث تدرك وتسمع وتصلي وتقرء، وانما يستغرب هذا لكون الشاهد الدنيوي ليس فيه ما يشابه هذا۔ وأمور البرزخ الآخرة على نمط غير هذا المألوف في الدنيا، هذا كله كلام ابن القيم۔(شرح الصدور/ ۲۱۲)

۱۲: قبر کا عذاب دائمی بھی ہوتا ہے اور عارضی بھی۔ دائمی کا معنی یہ ہے کہ قیامت تک ہوتا رہتا ہے، یہ کفار اور بڑے بڑے گنہ گاروں کو ہوگا۔ عارضی کا معنی یہ ہے کہ ایک مدت تک عذاب قبر ہوگا پھر ختم ہو جائے گا، ختم ہونے کی ایک وجہ یہ ہوگی کہ جرم اور گناہ معمولی نوعیت کا ہوگا، کچھ عذاب دے کر، عذاب ہٹالیا جائے گا، یا اقرباء کی دعا، صدقہ، استغفار اور ایصالِ ثواب سے بھی عذاب ختم کر دیا جائے گا۔(۱)

۱۳:...... روح پر موت طاری نہیں ہوتی، روح کی موت یہی ہے کہ اسے وقتِ مقرر پر جسم سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ پیدائش کے بعد روح ہمیشہ رہے گی، البتہ اس کے ٹھکانے بدلتے رہیں گے، نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کی درمیانی مدت میں روح کی موت وحیات کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔(۲)

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما: ان سعد بن عبادة توفيت امه وهو غائب عنها فاتى رسول اللہ ﷺ فقال: يا رسول اللہ، ان امي ماتت وانا غائب، اينفعها ان تصدقت به عنها ؟ قال: نعم، قال: فاني أشهدك، أن حائطي المخراف صدقة عليها۔(صحيح بخارى: ۱/۲۸۶)
قال ابن القيم: ثم عذاب القبر قسمان: دائم وهو عذاب الكفار ولبعض العصاة ومنقطع، وهو عذاب من خفت جرائمهم من العصاة، فأنه يعذب بحسب جريمته، ثم يرفع عنه وقد يرفع عنه بدعاء أو صدقة أو نحو ذلك۔ (شرح الصدور/ ۱٦٤)

۲۔ وقال في موضع آخر: للروح بالبدن خمسة أنواع من التعلق متغايرة:
الأول في بطن الأم۔
الثاني بعد الولادة۔
الثالث : في حال النوم، فلها به تعلق من وجه و مفارقة من وجه۔
الرابع في البرزخ، فانها وان كانت قد فارقته بالموت فانها لم تفارقه فراقا كليا بحيث لم يبق لها اليه التفات۔
الخامس : تعلقها به يوم البعث، وهو أكمل أنواع التعلقات، ولا نسبة لما قبله اليه، اذلا يقبل البدن معه موتاً ولانوماً ولا فسادا۔(شرح الصدور / ۲۱۲)، اعلم أن العلماء اختلفوا في فناء النفس عندالقيامة واتفقوا على بقائها بعد موت جسدها۔
(اليواقيت و الجواهر: ۲/۱۳٥)

حیاتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام

۱: حضور اکرم ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی یہ حیات برزخی، حسی اور جسمانی ہے۔(۱)

۲: ..... حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی قبور مبارکہ کے پاس کھڑے ہو کر جو شخص صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، آپ خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔(۲)

۱۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیآء ولکن لا تشعرون(البقرہ /۱۵۴) ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیآء عند ربھم یرزقون(آل عمران ۱۶۹) ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآؤک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما(النساء / ۶۴)، عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون(مسند ابو یعلی: ۳/ ۲۱۶)، قلت لا اشکال فی ھذا اصلا و ذلک ان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ افضل من الشھداء والشھداء احیاء عند ربھم فالانبیاء بالطریق الاولی(عمدۃ القاری: ۱۱/ ۴۰۲)، قلت واذا ثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ یقویہ من حیث النظر کون الشھداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشھداء (فتح الباری: ۶ /۲۸۸)صح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون(مرقاۃ: ۲ /۲۶۱)، وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم۔ رواہ المنذری و صححہ البیھقی (نیل الاوطار: ۳ /۲۶۱)، لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسّلام احیاء فی قبورھم۔ وقد اقام السکبیر علی افتراء ذلک ابو القاسم القشیری(رد المحتار: ۳ / ۳۶۶)، لاشک فی حیاتہ ﷺ بعد وفاتہ وکذا سائر الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسّلام احیاء فی قبورھم حیاۃ اکمل من حیاۃ الشھداء التی اخبر اللّٰہ بھا فی کتابہ العزیز(وفاء الوفاء: ۲ /۴۰۵)، واما ادلۃ حیاۃ الانبیاء فمقتضاھا حیاۃ الابدان حالۃ الدنیا مع الاستغناء عن الغذا(وفاء الوفاء: ۲ /۴۰۷)

۲۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال علیہ السّلام: ما من احد یسلم علی الا رداللّٰہ روحی حتی ارد علیہ السّلام (سنن ابو داؤد: ۱ /۲۸۶)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی ﷺ: من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ(کنز العمال: ۱ /۴۹۲)، عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: ان للّٰہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السّلام(سنن نسائی: ۱/ ۱۸۹)، واتفق الائمۃ علی انہ یسلم علیہ عند زیارتہ وعلی صاحبیہ لما فی السنن عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ انہ قال ما من مسلم یسلم علی الا رد اللّٰہ تعالیٰ علی روحی حتی ارد علیہ السّلام وھو حدیث جید (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۴ /۳۶۱) ولا یدخل فی ھذا الباب ما یری من ان قوما سمعوا رد السلام من قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم او قبور غیرہ من الصالحین و ان سعید بن المسیب کان یسمع الاذان من القبر لیالی الحرۃ (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ/ ۳۷۳)

۳:...... انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات اپنی قبور مبارکہ میں مختلف مشاغل اور عبادات میں مصروف ہیں۔ان کی یہ عبادات تکلیف شرعیہ کے طور پر نہیں بلکہ حصول لذت وسرور کے لئے ہیں۔(۱)

۴:...... حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کو قبر مبارک میں حاصل ہونے والی حیات اس قدر قوی اور دنیوی حیات کے مشابہ ہے کہ بہت سے احکام دنیوی حیات کے،حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات پر وفات کے بعد بھی جاری ہوتے ہیں، مثلاً ازواج مطہرات سے نکاح جائز نہ ہونا، نبی کی میراث تقسیم نہ ہونا، اور سلام کہنے والے کا سلام سننا وغیرہ۔(۲)

۱۔ عن سلیمان التیمی سمعت انس رضی اللّٰہ عنہ یقول: قال رسول اللّٰہ ﷺ مررت علی موسیٰ و ھو یصلی فی قبرہ، وزاد فی حدیث عیسیٰ مررت لیلۃ اسری بی (صحیح مسلم: ۲/۲٦۸)، وصلوتھم فی اوقات مختلفہ و فی اماکن مختلفۃ لایردہ العقل وقد ثبت بہ النقل فدل ذلک علی حیاتھم(فتح الباری: ۱/۱۳۰)، قال القرطبی حببت الیھم العبادۃ فھم یتعبدون بما یجدونہ من دواعی انفسھم لا بما یلزمون بہ (فتح الباری: ۱/۳۳۰)، کما أن موسیٰ یصلی فی قبرہ، و کما صلی الانبیاء خلف النبی ﷺ لیلۃ المعراج ببیت المقدس، و تسبیح أھل الجنۃ والملائکۃ۔ فھم یمتعون بذلک، وھم یفعلون ذلک بحسب مایسرہ اللّٰہ لھم و یصدرہ لھم لیس ھو من باب التکلیف الذی یمتحن بہ العباد(فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱/۳۵٤)، عندنا و مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حی فی قبرہ الشریف و حیوتہ ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء صلوٰۃ اللّٰہ علیھم(المھند علی المفند/۳۸،۳۷)

۲۔ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللّٰہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللّٰہ عظیما(الاحزاب/ ۵۳)، لاعدۃ علی ازواجہ لانہ حی فتزوجھن باقیۃ (شرح زرقانی علی المواھب: ۵/۳۳٤)، لا عدۃ علیھن لانہ ﷺ حی فی قبرہ و کذلک سائر الانبیاء (مرقاۃ: ۱۱/۲۵٦)، ان المنع ھنالانتفاء الشرط و ھوا ماعدم وجود الوارث بصفۃ الوارثیہ کما اقتضاہ الحدیث وا ماعدم موت الوارث بناء علی ان الانبیاء احیاء فی قبورھم کما وردفی الحدیث(رسائل ابن عابدین ۲/ ۲۰۲)، فمن المعتقد المعتمد انہ ﷺ حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیاء عند ربھم و ان لا رواحھم تعلقا بالعالم العلوی والسفلی کما کان فی الحال الدنیوی فھم بحسب القلب عرشیون و باعتبار القالب فرشیون(شرح الشفا لعلی القاری: ۳/٤۹۹)، عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: والذی نفس ابی القاسم بیدہ! لینزلن عیسیٰ ابن مریم...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۵: دور سے پڑھا جانے والا درود و سلام بذریعہ ملائکہ آنحضرت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔(۱)

۶:..... قبر مبارک میں زمین کا وہ حصہ جو جناب نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ وہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔(۲)

۷:..... حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا نہ صرف مستحب بلکہ عمدہ ترین نیکی اور افضل ترین عبادت ہے۔(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) ثم لئن قام على قبرى فقال يا محمد! لاجيبه(مسند ابو يعلى: ٥/٤٩٧، حديث: ٦٥٥٣)، انه (عيسى) عليه السّلام يا خذ الاحكام من نبينا ﷺ شفاها بعد نزوله و هو ﷺ فى قبره الشريف، وايد بحديث ابى يعلى والذى نفسى بيده لينزلن عيسىٰ ابن مريم ثم لئن قام على قبرى وقال يا محمّد! لا جبته(روح المعانى: ٢٢/٣٥)

۱۔ عن ابن مسعود رضى الله عنه قال: قال النبى ﷺان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغونى من امتى السّلام (سنن نسائى: ١/١٨٩)، عن اوس بن اوس رضى الله عنه: قال النبى ﷺ: ان من افضل ايامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم و فيه قبض و فيه النفخة وفيه الصعقة فاكثر وا على من الصلوٰة فيه فان صلوتكم معروضة قال قالوا و كيف تعرض صلوتنا عليك و قد ارمت..... فقال ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء(سنن نسائى: ١/٢٠٤)، عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال النبى ﷺ: من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته(كنز العمال: ١/٤٩٢)، وقدروى ابن ابى شيبة والدار قطنى عنه۔ من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته و فى اسناده لين لكن له شواهد ثابتة فان ابلاغ الصلوٰة والسّلام عليه من البعد قدرواه اهل السنن من غير وجه(فتاوىٰ ابن تيمية: ٢٧/١١٦)

۲۔ قال فى اللباب: والخلاف فى ماعدا موضع القبر المقدس فما ضم اعضاؤه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع..... و قد نقل القاضى عياض و غيره الاجماع على تفضيله حتىٰ على الكعبة و ان الخلاف فيما عداه و نقل عن ابن عقيل الحنبلى ان تلك البقعة افضل من العرش، و قد وافقه السادة البكريون على ذلك وقد صرح التاج الفاكهى بتفضيل الارض على السموٰت لحلوله ﷺ بها و حكاه بعضهم على الاكثرين لخلق الانبياء منها و دفنهم فيها و قال النووى: الجمهور على تفضيل السماء على الارض فينبغى ان يستثنى منها۔ مواضع ضم اعضاء الانبياء للجمع بين اقوال العلماء(رد المحتار: ٢/٦٢٦)، واجمعوا على ان الموضع الذى ضم اعضاءه الشريفة ﷺ افضل بقاع الارض حتىٰ موضع الكعبة (شرح زرقانى على المواهب: ١٢/٢٣٤، ٢٣٥)

۳۔ اعلم ان زيارة قبره الشريف من اعظم القربات، وأرجى الطاعات، والسبيل الى اعلىٰ الدرجات، ومن اعتقد غير هذا فقد انخلع من ربقة الاسلام، وخالف الله و رسوله و جماعة العلماء الاعلام (شرح الزرقانى على المواهب: ١٢/١٧٨)

۸:...... زائرِ مدینہ منورہ کو چاہئے کہ سفرِ مدینہ منورہ سے آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے، وہاں حاضری کے بعد دیگر مقاماتِ متبرکہ کی زیارت بھی ہو جائے گی۔ ایسا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے۔(۱)

۹:...... حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر، حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا، شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ "حضور میری بخشش کی سفارش فرمائیں"، نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔(۲)

۱۰:...... قبر مبارک کی زیارت کے وقت چہرۂ انور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے۔ اسی طرح

۱۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ من جاءنی زائرا لا یعمله حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة (معجم کبیر للطبرانی: ۱۲/۲۲۵)، عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال، قال رسول اللہ ﷺ من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان وهو فی مسند الفردوس (وفاء الوفاء: ۴/۱۳۴۷). وقد اجمع المسلمون علی استحباب زیارة القبور، کما حکاه النووی واوجبها الظاهریة، فزیارته ﷺ مطلوبة بالعموم والخصوص لما سبق ولان زیارة القبور تعظیم، وتعظیمه ﷺ واجب ولهذا قال بعض العلماء: لافرق فی زیارته ﷺ بین الرجال والنساء (شرح الزرقانی علی المواهب: ۱۲/۱۸۳)، وینبغی لمن نوی الزیارة، ان ینوی مع ذلک زیارة مسجده الشریف، والصلاة فیه (شرح الزرقانی علی المواهب: ۱۲/۱۸۳، ۱۸۴)

۲۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء/۶۴)، عن مالک الدار رضی اللہ عنه قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یارسول اللہ استسق اللہ تعالیٰ لامتک فانهم قد هلکوا فاتاه رسول اللہ ﷺ فی المنام فقال ائت عمر رضی اللہ عنه فاقرأه السلام واخبره انهم مسقون وقل له علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر رضی اللہ عنه فاخبره فبکی عمر رضی اللہ عنه ثم قال یا رب مالوا الا ماعجزت عنه وروی سیف فی الفتوح ان الذی رأی المنام المذکور بلال بن الحارث المزنی احد الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنه ومحل الاستشهاد طلب الاستسقاء منه ﷺ وهو فی البرزخ ودعاءه لربه فی هذه الحالة غیر ممتنع وعلمه بسؤال من یسأله قد ورد فلا مانع من سوال الاستسقاء وغیره منه کما کان فی الدنیا (وفاء الوفاء ۲/۴۲۱)، ثم یسئل النبی الشفاعة فیقول یا رسول اللہ اسألک الشفاعة یارسول اللہ اسألک الشفاعة...... ولیکثر دعاه بذلک فی الروضة الشریف عقیب الصلوٰة وعند القبر ویجتهد فی خروج الدمع فانه من امارات القبول (فتح القدیر ۲/۲۳۶ تا ۲۳۹) وکذلک ایضا ما یروی ان رجلا جاء الی قبر النبی صلی اللہ علیه وسلم فشکا الیه الجدب عام الرمادة فرأه وهو یامره ان یاتی عمر فیامره ان یخرج فیستسقی بالناس (اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیه/۳۷۳)

طلب وسیلہ اور استشفاع کے وقت بھی منہ چہرۂ انور کی طرف ہی رکھنا چاہئے۔(۱)

۱۱:...... حضور اکرم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات وفات کے بعد اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح نبی و رسول ہیں، جیسا کہ وفات سے پہلے دنیوی زندگی میں تھے، اس لئے کہ نبی کی وفات سے اس کی نبوت و رسالت ختم نہیں ہوتی۔(۲)

۱۲:...... حضور اکرم ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا مستحب اور افضل ترین نیکی ہے، لیکن افضل درود وہی ہے جس کے الفاظ آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں، گو غیر منقول درود کا پڑھنا بھی برکت سے خالی نہیں ہے بشرطیکہ اس کا مضمون صحیح ہو۔(۳)

۱۳:...... سب سے افضل درود، درودِ ابراہیمی ہے، جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے۔(۴)

۱۔ نستقبل القبر بوجهك، ثم تقول السّلام عليك ايها النبى ورحمة اللّٰه وبركاته..... وذلك انه عليه السّلام فى القبر الشريف المكرم على شقه الايمن مستقبل القبلة(فتح القدير:۲/۳۳۶)، بل استقبله و استشفع به فيشفعه اللّٰه قال اللّٰه تعالىٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الآية (الشفاء:۲ /۳۳)، فقال الاكثرون كمالك واحمد وغيرهما يسلم عليه مستقبل القبر وهو الذى ذكره أصحاب الشافعى واظنه منقولا عنه (فتاوىٰ ابن تيميه: ۲۷/۱۱۷)

۲۔ قال ابو حنيفة انه رسول الآن حقيقة(مسالك العلماء /۱۰)، هو صلى اللّٰه عليه وسلم بعد موته باق على رسالته و نبوته حقيقة كما يبقى وصف الايمان للمؤمن بعد موته وذلك الوصف باق بالروح والجسد معاً لان الجسد لا تاكله الارض...... انه ﷺ حي فى قبره رسولا الى الابد حقيقة لامجازاً(الروضة البهية /۱۵ بحواله مقام حيات/۱۵)
مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ردالمحتار: ۳/۳۶۶، طبقات الشافعيه: ۲۶۰ تا ۲۹۰، الملل والنحل: ۲/۸۸

۳۔ ان اللّٰه و ملائكته يصلون على النبى يآ ايها الذين آمنو اصلوا عليه وسلموا تسليما (الاحزاب/۵۶)، اى عظموا شانهٔ عاطفين عليه فانكم اولى بذالك.... ومن فسره بذالك اراد ان المراد بالتعظيم المامور به مايكون بهذا اللفظ ونحوه مما يدل على طلب التعظيم لشانهٔ عليه الصلاة السّلام من اللّٰه عزوجل (روح المعانى: ۱۲/۷۷)

٤۔ عن ابن ابى ليلى عن كعب بن عجرة قيل يا رسول اللّٰه...... فكيف الصلوٰة قال قولوا اللهم صل على محمد وآل محمد كما صليت على آل ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد و آل محمد كما باركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد(صحيح بخارى: ۲/۷۰۸) قوله وصلى على النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال فى شرح المنية والمختار فى صفتها.... فكيف الصلوٰة قال قولو اللهم صل على محمد وآل محمد كما صليت على آل ابراهيم انك حميد مجيد، اللهم بارك على محمد و آل محمد كما باركت على آل ابراهيم انك حميد مجيد وهى الموافقة لمافى الصحيحين وغيرهما(رد المحتار: ۱/۵۱۲)

۱۴:...... حضور ﷺ کی نیند کی حالت میں صرف آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا، اسی لئے آپ ﷺ کی نیند سے آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔(۱)

۱۵:...... حضور اکرم ﷺ اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھ کر اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلادی تھی۔(۲)

۱۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا...... فقلت یارسول اللہ تنام قبل ان توتر قال تنام عینی ولا ینام قلبی (صحیح بخاری: ۱/ ۵۰۴)، عن شریک بن عبداللہ بن ابی نمر قال سمعت انس بن مالک یحدثنا...... والنبی صلی اللہ علیہ وسلم نائمۃ عیناہ ولا ینام قلبہ وکذلک الانبیاء تنام اعینہم ولا تنام قلوبہم (صحیح بخاری: ۱/ ۵۰۴)

۲۔ فلما بلغ معہ السعی قال یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک .. قال یا ابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین. فلما اسلما وتلہ للجبین و نادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا (الصافات/ ۱۰۲ تا ۱۰۵) عن عمر رضی اللہ عنہ قال وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا نام لم نوقظہ حتیٰ تکون ہو یستیقظ لانا لا ندری مایحدث لہ فی نومہ

(صحیح بخاری: ۱/ ۴۹)

توسّل

۱:...... توسّل کا معنی ہے کسی کو وسیلہ اور ذریعہ بنانا۔(۱)

۲:...... انبیاء کرام علیہم السّلام، صلحاء و اولیاء، صدیقین و شہداء و اتقیاء کا توسّل جائز ہے، یعنی ان کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔(۲)

۳:...... توسّل نیک ہستیوں کی زندگیوں میں بھی جائز ہے، اور ان کی وفات کے بعد بھی جائز ہے۔(۳)

۴: توسّل کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرے کہ یا اللہ! میں آپ کے فلاں ولی کے وسیلہ سے اپنی دعا کی قبولیت چاہتا ہوں، اور اپنی حاجت برآری کا خواستگار ہوں، یا اسی جیسے دوسرے کلمات کہے۔(۴)

۱۔ وسل: الوسیلة: المنزلة عند الملك والوسیلة الدرجة والوسیلة: القربة۔ ووسل فلان الی اللّٰه وسیلة اذا عمل عملاً تقرب به الیه۔ والواسل: الراغب الی اللّٰه(لسان العرب: ۱۱/۸۶۶)

۲۔ وقال السبکی یحسن التوسّل بالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم الی ربه ولم ینکره احد من السلف والخلف الا ابن تیمیه فابتدع مالم یقله عالم قبله (ردالمحتار: ۵/۳۵۰)، ان التوسّل بجاه غیر النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم لا باس به ایضا ان کان المتوسّل بجاهه مما علم ان له جاها عنداللّٰه تعالیٰ کالمقطوع بصلاحه وولایته (روح المعانی: ۶/۱۲۸)

۳۔ ویستفاد من قصة العباسؓ استحباب الاستشفاع باهل الخیر والصلاح واهل بیت النبوة(فتح الباری: ۲/۱۵۱)، یجوز التوسّل الی اللّٰه تعالیٰ والاستعانة بالانبیاء والصالحین بعد موتهم (بریقه محمودیه: ۱/۲۷۰ بحواله تسکین الصدور/۴۳۵)، عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسّل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیاتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعاه اللهم انی اتوسّل الیك بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذلك (المهند علی المفند/۱۲۔۱۳)

۴۔ عن عمر ابن الخطابؓ قال فی واقعة العباس اللهم انا کنا نتوسّل الیك بنبینا ﷺ فتسقینا وانا نتوسّل الیك بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون (صحیح بخاری: ۱/۱۳۷)، عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ فقال ادع اللّٰه ان یعافینی قال ان شئت صبرت فهو خیرلك قال فادعه قال فامره ان یتوضا فیحسن وضوءه ویدعو بهذا الدعا اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه فی (جامع ترمذی: ۲/۱۹۷) ومن ادب الدعا تقدیم الثناء علی اللّٰه والتوسّل بنبی اللّٰه لیستجاب (حجة اللّٰه البالغه: ۲/۶)

۵:...... بزرگوں کو وسیلہ بنانے کے بجائے براہِ راست انہی سے حاجات مانگنا اور ان کو مشکل کشا سمجھنا شرک ہے۔(۱)

۶:...... اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، اس کے اسمائے حسنیٰ اور اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، برالوالدین، صدقہ، ذکر، تلاوت قرآن، درود شریف اور اجتناب معاصی وغیرہ سے توسّل جائز ہے۔(۲)

۷:...... جیسے نیک اعمال کا توسّل جائز ہے، ایسے ہی نیک اور برگزیدہ ہستیوں کا توسّل بھی جائز ہے، کیونکہ ذوات یعنی نیک لوگوں کا توسّل درحقیقت اعمال ہی کا توسّل ہے۔(۳)

۱۔ قال النبی ﷺ اذا سألت فاسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن باللّٰہ(مشکوٰۃ المصابیح: ۲ / ۴۵۳)
فان منھم من قصد بزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسائلھم الحوائج وھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ للّٰہ وحدہ(مجمع بحار الانوار: ۲ / ۷۳)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: حجۃ اللّٰہ البالغۃ: ۱ / ۱۲۲

۲۔ لما جاء فی الصحیحین من "حدیث الغار "ان ثلثۃ نفر قد اخذھم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارھم صخرۃ من الجبل......الی ان فرج اللّٰہ عنھم بتوسل صالح اعمالھم(صحیح بخاری: ۲ / ۸۸۳، ۸۸۴، صحیح مسلم: ۲ / ۳۵۳)، استدل اصحابنا بھذا علی انہ یستحب للانسان ان یدعو فی حال کربہ و فی دعا الاستسقاء وغیرہ بصالح عملہ ویتوسل الی اللّٰہ تعالیٰ بہ لان ھؤلاء فعلوہ فاستجیب لھم وذکرہ النبی ﷺ فی معرض الثناء علیھم وجمیل فضائلھم(شرح نووی علی مسلم: ۲ / ۳۵۳)، فالتوسل الی اللّٰہ بالنبیین ھو التوسل بالایمان بھم وبطاعتھم کالصلوٰۃ والسلام علیھم ومحبتھم وموالاتھم او بدعائھم وشفاعتھم (فتاوی ابن تیمیہ: ۲۷ / ۱۳۳)

۳۔ فالتوسل والتشفع والتجوہ والاستغاثۃ بالنبی ﷺ وسائر الانبیاء والصالحین لیس لھا معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلک ولا یقصد بھا احد منھم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذلک فلیبک علی نفسہ(شفاء السقام/ ۱۲۹ بحوالہ تسکین الصدور / ۴۰۵)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: زیارۃ القبور / ۱۱۸، انعام عیسیٰ ۴۱

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

۱:... صحابی اسے کہتے ہیں جس نے بحالتِ ایمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو یا حضور اکرم ﷺ نے اسے بحالت ایمان دیکھا ہو، اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ (۱)

۲:..... انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۲)

۳:... صحابہ کرامؓ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ صحابہ دوسرے تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ان چھ کے نام یہ ہیں: حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔ پھر اصحاب بدر، پھر اصحاب احد، پھر اصحاب بیعت رضوان، پھر فتح مکہ سے پہلے اسلام لانے والے اور غزوات میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ (۳)

۱۔ واصحابہ جمع صاحب.... ثم اہل الحدیث علی ان الصاحب من رای النبی ﷺ او راہ النبی ﷺ کالمکفوفین مسلماثم مات علی الاسلام (نبراس/۸، ۳۲۸)

۲۔ قد صح ان الصحابۃ افضل من التابعین ومن الامم السابقۃ لقولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس.... (نبراس/۳۰۰)

۳۔ اجمع اہل السنۃ والجماعۃ علی ان افضل الصحابۃ ابوبکر فعمر فعثمان فعلی، فبقیۃ العشرۃ المبشرۃ بالجنۃ، فاہل بدر، فباقی اہل احد فباقی اہل بیعۃ الرضوان بالحدیبیۃ.....وبالجملۃ فالسبقون الاولون من المہاجرین والانصار افضل من غیرہم لقولہ تعالیٰ لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل، اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعداللّٰہ الحسنی (شرح فقہ اکبر/۱۲۰)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابۃ: ۱/۲۴، الیواقیت والجواہر: ۲/۷۶

۴:...... تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل، مومن کامل اور جنتی ہیں۔(۱)

۵:...... قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا، جس طرح کوئی ولی یا صحابی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔(۲)

۶:...... تمام صحابہؓ برحق، معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔(۳)

۷:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی اختلافات ومشاجرات امانت، دیانت، تقویٰ، خشیت الٰہی اور اختلافِ اجتہادی پر مبنی ہیں، ان میں سے جن سے خطاء اجتہادی ہوئی وہ بھی اجر کے مستحق ہیں، اس لئے کہ مجتہد مخطی کو بھی ایک اجر ملتا ہے اور اس سے خطاء اجتہادی پر دنیا میں مؤاخذہ ہوتا ہے نہ آخرت میں۔(۴)

۱۔ والذین امنو وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللّٰہ والذین آووا ونصروا اولٓئک ھم المومنون حقالھم مغفرۃ ورزق کریم (الانفال/۷۴)، والسابقون الاولون من المھاجرین والانصاروالذین اتبعوھم باحسان رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنات تجری تحتھاالانھرخالدین فیھا ابداذلک الفوز العظیم (التوبۃ/۱۰۰)، والصحابۃ کلھم عدول مطلقالظواھرا لکتاب وسنۃ واجماع من یعتدبہ(مرقات: ۵/۵۱۷)، لیس فی الصحابۃمن یکذب وغیر ثقۃ(عمدۃ القاری: ۲/۱۰۵)

۲۔ وکلا وعداللّٰہ الحسنیٰ(الحدید/۱۰)، وقال تعالیٰ فی حق الصحابۃ رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ(بینہ/۸)، عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتسبوا احدامن اصحابی فان احدکم لوانفق مثل احدذھباماادرک مداحدھم ولا نصیفہ(صحیح مسلم: ۲/۳۱۰)، قال ابن عباس: ولا تسبوا اصحاب محمدﷺ فلمقام احدھم ساعۃ یعنی مع النبی ﷺ خیر من عمل احدکم اربعین سنۃ(عقیدۃ طحاویہ مع الشرح/۴۶۹)

۳۔ اولٓئک ھم المومنون حقا(الانفال/۴)، فان آمنو ابمثل ما امنتم بہ فقدا ھتدوا (البقرہ/۱۳۷)، واذا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس قالوا انومن کما آمن السفھاء الا انھم ھم السفھاء(البقرہ/۱۳)

۴۔ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (الفتح/۲۹)، یوم لا یخزی اللّٰہ النبی والذین امنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم(التحریم/۸)، قال النبی ﷺ اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضا (جامع ترمذی: ۲/۷۰۶)، وقد احبھم النبی ﷺ واثنی علیھم واوصی امتہ بعدم سبھم وبغضھم واذاھم، وما ورد من المطاعن. فعلی تقدیر صحتہ لہ محامل وتاویلات، ومع ذلک لا یعادل ما ورد فی مناقبھم، (بقیہ اگلے صفحے پر)

۸: کسی شخص کو صحابہ کی خطائے اجتہادی پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں۔(۱)

۹:...... تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفوظ عن الخطاء ہیں، یعنی یا تو صدور معصیت سے محفوظ ہیں یا مؤاخذۂ اخروی سے محفوظ ہیں۔ کسی بھی صحابی سے اللہ تبارک وتعالیٰ آخرت میں کوئی مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔(۲)

۱۰:.... نبوت ورسالت کے لئے جس طرح حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کا انتخاب فرمایا، اسی طرح مقام صحابیت پر فائز کرنے کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کے خاص بندوں کو منتخب فرمایا ہے۔(۳)

۱۱:.... جو شخص صحابیت صدیق رضی اللہ عنہ کا منکر ہو، یا الوہیت علی رضی اللہ عنہ کا قائل ہو، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت باندھتا ہو، یا تحریف قرآن کا قائل ہو، وہ

(گذشتہ سے پیوستہ) وحكى عن آثارهم المرضية و سيرهم الحميدة نفعنا الله بمحبتهم اجمعين......اشتبهت عليهم القضية و تحيروا فيها ولم يظهر لهم ترجيح احد الطرفين فاعتزلوا الفريقين، و كان هذا الا عتزال هو الواجب في حقهم، لانه لا يحل الا قدام على قتال مسلم حتى يظهر انه مستحق لذلك ولو ظهر لهؤلآء رجحان احد الطرفين وان الحق معه لما جاز لهم التاخر عن نصرته في قتال البغاة عليه، فكلهم معذورون رضي الله عنهم ولهذا اتفق اهل الحق و من يعتدبه في الا جماع على قبول شهاداتهم ورواياتهم و كمال عدالتهم رضي الله عنهم اجمعين(الاصابة: ۱/ ۲٦)

۱۔ المبحث الرابع والا ربعون في بيان وجوب الكف عماشجر بين الصحابة ووجوب اعتقاد انهم ماجورون...... و ذلك لانهم كلهم عدول باتفاق اهل السنة سواء من لا بس الفتن و من لم يلابسها كفتنة عثمان و معاوية ووقعة الجمل و كل ذلك وجوبالاحسان الظن بهم و حملالهم في ذلك على الاجتهاد......و كل مجتهد مصيب او المصيب واحد والمخطئ معذور بل ماجور(اليواقيت والجواهر: ۲/۷۷)

۲۔ يوم لا يخزى الله النبي والذين امنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم (التحريم: ۸)، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقہ اکبر/٦٥، ٦٦

۳۔ وقال تعالىٰ: قل الحمد لله و سلام على عباده الذين اصطفىٰ قال ابن عباس: اصحاب محمد ﷺ اصطفاهم الله لنبيه عليه السّلام(الاصابة: ۱/ ۱۸، ۱۹)، عن جابر رضي الله عنه، قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: ان الله اختار اصحابي على الثقلين سوى النبيين والمرسلين(مجمع الزوائد: ۱۰/ ۲۰)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الاصابة: ۱/۱۸، ۱۹

دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(۱)

۱۲:...... حضور اکرم ﷺ کے بعد تیس سال تک خلافتِ راشدہ کا زمانہ ہے،جس کو خلافت نبوت بھی کہا گیا ہے،ان تیس سالوں میں آپ ﷺ کے چار جلیل القدر صحابہ ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' بالترتیب خلیفہ بنے۔ان چار خلفاء کے فیصلوں کو قبول کرنا اور ان کی سنتوں پر عمل کرنا،ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور آپ ﷺ کے فیصلوں کو قبول کرنا۔(۲)

۱۳:...... خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ، لقب صدیق اور عتیق اور کنیت ابو بکر ہے۔آپ کا نسب نامہ ساتویں پشت میں حضور ﷺ سے جا ملتا ہے۔والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ واقعۂ فیل کے دو سال اور چار ماہ بعد اور آنحضرت ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کے دو سال اور کچھ ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے،دو سال اور تقریباً چار ماہ تک منصبِ خلافت پر فائز رہے،تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲؍جمادی الثانیہ ۱۳ھ میں وفات پائی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہوئے۔یارِ غار اور یارِ مزار کا لقب پایا۔(۳)

۱۔ نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها او انكر صحبة الصديق، او اعتقد الالوهية في علي او ان جبرئيل غلط في الوحي او نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن ولكن لو تاب تقبل توبته۔(ردالمحتار: ٤/ ٢٣٧)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: ردالمحتار: ٤/ ٢٦٣، البزازیہ علی هامش الهندیہ: ٦/ ٣٠٩، بحر الرائق: ٥/ ٢١٣، فتاویٰ عالمگیریہ: ٢/ ٢٦٤

٢۔ عن العرباض قال: قال رسول الله ﷺ: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ(سنن ابو داؤد: ٢/ ٢٩٠)، عن سفينة قال: قال رسول الله ﷺ الخلافة بعدي ثلاثون سنة(سنن ابو داؤد: ٢/ ٢٩٣)، قال ابن رجب حنبلي: والسنة هي الطريق المسلوك فيشمل ذلك التمسك بما كان عليه هو و خلفاء الراشدون من الاعتقادات والاعمال والاقوال وهذه هي السنة الكاملة(جامع العلوم والحكم/ ٢٣٠) فانهم لم يعملوا الا بسنتي فالاضافة اليهم اما لعملهم بها او لاستنباطهم واختيارهم اياها (مرقاة ١/ ٢٣٠)

٣۔ تاریخ الخلفاء/ ٢٢، ٢٤، ٢٥، الاكمال/ ٥٩٧

۱۴:...... خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عمر، لقب فاروق اور کنیت ابوحفص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب نامہ نویں پشت میں حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ والد کا نام خطاب ہے۔ واقعۂ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۶ نبوی میں اسلام قبول کیا، دس سال چھ ماہ تک خلیفہ رہے اور سب سے پہلے انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا گیا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں یکم محرم الحرام ۲۴ھ میں ابولؤلؤ ۃ کے نیزہ سے زخمی ہو کر شہادت پائی اور پہلوئے نبوت میں دفن ہوئے۔(۱)

۱۵:...... خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان، لقب ذوالنورین اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ واقعۂ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے، اول اول اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے بعد دیگرے آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں، اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے اور بارہ دن کم بارہ سال تک خلافت نبوت کا بار سنبھالے رہے۔ بیاسی برس کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں اسود التجیبی مصری نے آپ کو بڑی مظلومیت کی حالت میں شہید کر دیا، جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(۲)

۱۶:...... خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی، لقب اسد اللہ اور مرتضیٰ اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ نسب میں جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہیں، آپ کے والد ابوطالب حضور اکرم ﷺ کے سگے چچا ہیں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی چھوٹی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۱۔ تاریخ الخلفاء/۷۸، ۹۷، ۹۸، الاکمال/ ۶۱۴

۲۔ تاریخ الخلفاء/ ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۴، ۱۱۵، الاکمال/ ۶۱۴

کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے، تقریباً پونے پانچ سال منصب خلافت سنبھالا۔ ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں کوفہ میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔(۱)

۱۷:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک خلیفہ رہنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ خلافتِ راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلامی سلطنت کے پہلے برحق حکمران اور بادشاہ تسلیم کیے گئے۔(۲)

۱۸:...... اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم

اہلِ بیت سے مراد بیوی، بچے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات، تین صاحبزادے، چار صاحبزادیاں اور صاحبزادیوں کی اولاد آپ ؐ کے اہلِ بیت ہیں۔(۳)

۱۹:...... ازواجِ مطہرات کی تعداد گیارہ ہے، جن میں سے دو نے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں وصال فرمایا، ایک حضرت خدیجہ دوسری حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ نو(۹) ازواج مطہرات آپ ﷺ کی وفات کے وقت حیات تھیں۔

ذیل میں ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی بترتیب نکاح ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۶۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۔ تاریخ الخلفاء/۱۱٦، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۲۳، الاکمال / ٦۱٤

۲۔ تاریخ الخلفاء/ ۱۳۱، ۱۳٤، شرح فقہ اکبر/٦۸، ٦۹، الاکمال/ ٦۱٥

۳۔ تفسیر حاشیہ شیخ زادہ: ٦/ ٦۳٥

۸۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۹۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۰۔ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۱۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گیارہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ آپ ﷺ کی تین باندیاں بھی تھیں:

۱۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۔ حضرت ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا(۱)

۲۰: آنحضرت ﷺ کے تین صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت قاسم، حضرت عبداللہ ان کو طیب وطاہر بھی کہا جاتا ہے، بعضوں نے ان دونوں کو الگ الگ بھی شمار کیا ہے، اور حضرت ابراہیم۔ تینوں صاحبزادے آپ ﷺ کی زندگی ہی میں وصال فرماگئے۔ آپ ﷺ کی چار صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں؛ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ سب بڑی ہوئیں اور بیاہی گئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تینوں صاحبزادیاں بھی آپ ﷺ کی زندگی میں وفات پاگئیں۔ آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی، سوائے حضرت ابراہیم کے، کہ وہ آپ ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ اور کسی صاحبزادی سے آنحضرت ﷺ کی نسل کا سلسلہ نہیں چلا۔(۲)

قرآن وحدیث میں صحابہ کرام واہلِ بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار فضائل ومناقب بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱۔ شرح فقہ اکبر/ ۱۱۰، سیر اعلام النبلاء: ۱/ ۲۲۵تا۲۲۸، الوفاء/ ۶۶۷تا۶۶۹

۲۔ ولم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عقب الامن ابنتہ فاطمۃ رضی اللّٰہ عنہا، فانتشر نسلہ الشریف منہا فقط من جہۃ السبطین اعنی الحسنین(شرح فقہ اکبر / ۱۱۰)، وتزوج الخدیجۃ وہو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منہا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاہر وفاطمۃ علیہا السلام

(اصول کافی / ۲۷۹ کتاب الحجۃ باب مولد النبی ﷺ)

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۲۱: اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنی رضا کا اعلان فرمادیا کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔(۱)

۲۲: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ فرمایا۔(۲)

۲۳: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خلافت وحکومت اور اسلامی سلطنت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا، اور خلافتِ راشدہ کی صورت میں اس وعدے کو پورا فرمایا کہ قیامت تک اس اسلامی فرمانروائی کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔(۳)

۲۴: صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق پر ایمان لانے کو معتبر قرار دیا، اس کے علاوہ طریقوں کو گمراہی اور بدبختی سے تعبیر کیا۔(۴)

۲۵: اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان، تقویٰ اور قلبی کیفیات کا امتحان لے کر انہیں کامیاب قرار دیا اور مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا۔(۵)

۲۶: اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو ایمان کے ساتھ مزیّن فرمایا، ان کے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور کفر وفسوق اور عصیان کو اُن کے لئے ناپسند قرار دیا۔(۶)

۱۔ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار ..... رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه (توبه/۱۰۰)

۲۔ فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم فی الامر فاذا عزمت فتوكل على اللّٰه ان اللّٰه يحب المتوكلين(آل عمران/۱۵۹)

۳۔ وعداللّٰه الذين آمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فی الارض(نور/۵۵)، مراد بهذا الاستخلاف طريقة الامامة و معلوم ان بعد الرسول الاستخلاف الذی هذا وصفه انما كان فی ايام ابی بكر و عمر و عثمان لان فی ايامهم كانت الفتوح العظيمة و حصل التمكين و ظهور الدين و الامن (تفسير كبير: ۴۱۳/۸)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر بیضاوی: ۴۱/۳

۴۔ فان امنوا بمثل ما آمنتم به فقداهتدوا، وان تولوا فانما هم فی شقاق(البقره/۱۳۷)

۵۔ اولئك الذين امتحن اللّٰه قلوبهم للتقوىٰ لهم مغفرة واجر عظيم (الحجرات/۳)

۶۔ ولكن اللّٰه حبب اليكم الايمان وزينه فی قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان اولئك هم الراشدون(الحجرات/۷)

۲۷:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کا متبع اور پیروکار قرار دیا۔(۱)

۲۸:...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ان کے اوصاف بیان فرمائے کہ وہ آپس میں بڑے مہربان اور کافروں پر بڑے سخت ہیں، وہ بڑے عبادت گزار ہیں، اللہ کی خوشنودی کے طلبگار ہیں، تورات اور انجیل میں بھی ان کی مدح بیان فرمائی، ان کو کامیاب اور جنتی قرار دیا۔(۲)

۲۹:...... حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی امت میں سب سے بہترین قرار دیا۔(۳)

۳۰:...... رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت کو اپنے ساتھ محبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا۔(۴)

۱۔ یاایها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنین(الانفال/ ٦٤)

۲۔ محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلاً من الله و رضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم فی التورٰة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطاه فآزره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعدالله الذین امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظیما(الفتح/۲۹)

۳۔ قال النبی صلی الله علیه وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم (مصنف عبدالرزاق: ۲۹٦/۱۰)، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما ادرك مداحدهم ولا نصیفه (صحیح مسلم: ۳۱۰/۲)

٤۔ قال علیه الصلوٰة والسّلام الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم من بعدی غرضا من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم من آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی الله ورسوله فیوشك ان یاخذه(جامع ترمذی: ۷۰٦/۲)

فضائلِ اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم

۳۱:...... اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل قرار دیا اور انہیں ہر قسم کی ظاہری و باطنی گندگی سے پاک قرار دیا۔(۱)

۳۲:...... اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طیبات یعنی پاکیزہ عورتیں قرار دیا اور ان پر الزام تراشی کرنے والوں کو دنیا و آخرت میں لعنت اور عذابِ عظیم کا مستحق قرار دیا۔(۲)

۳۳:...... حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اہلِ بیت سے محبت کا حکم دیا، ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے محبت کی بناء پر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔(۳)

۳۴:...... حضور اکرم ﷺ نے اہلِ بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مثل قرار دیا کہ جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوگیا اس نے نجات پائی اور جو کشتی نوح علیہ السلام پر سوار نہ ہوا، وہ ہلاک ہوگیا۔(۴)

اسی طرح جس نے اہلِ بیت سے محبت کی اس نے نجات پائی اور جس نے اہلِ بیت سے بغض رکھا وہ گمراہ ہوا۔

۳۵:...... حضور اکرم ﷺ نے قرآن کریم اور اہلِ بیت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری بھر کم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پہلی چیز کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور

۱۔ ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن الی قولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (الاحزاب / ۳۲_۳۳)

۲۔ ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب عظیم۔ یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون۔ یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین۔ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اولئک مبرؤن مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم۔

(النور/ ۲۳تا۲۶)

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی بحب اللہ واحبوا اھل بیتی بحبی۔(جامع ترمذی: ۲/ ۶۹۹)

۴۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح، من رکبھا نجا، ومن تخلف عنھا غرق۔ (مستدرک حاکم: ۲/ ۳۴۳، ۴/ ۱۲۴۳)

ہے، اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنا۔ پھر فرمایا، (دوسری چیز) میرے اہلِ بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں کہ تم میرے اہلِ بیت کے حقوق کا خیال رکھنا۔(۱)

۳۶: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر اہلِ بیت سے محبت نہ کرے۔(۲)

۳۷:...... حضرت عباسؓ کے متعلق ارشاد فرمایا، جس نے میرے چچا (حضرت عباسؓ) کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی، کیونکہ آدمی کا چچا اس کے والد کے برابر ہوتا ہے۔ مزید فرمایا، عباسؓ مجھ سے ہیں اور میں عباسؓ سے ہوں۔(۳)

۳۸:... حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنتی عورتوں کی سردار قرار دیا اور فرمایا، فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔(۴)

۱۔ عن یزید بن حیان قال انطلقت انا و حصین بن سبرة وعمر بن مسلم الی زید ابن ارقم فلما جلسنا... قال قام رسول اللّٰہ ﷺ یوم فینا خطیبا...... ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارك فیکم ثقلین اولهما کتاب اللّٰہ فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب اللّٰہ واستمسکوا به فحث علی کتاب اللّٰہ ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللّٰہ فی اهل بیتی اذکرکم اللّٰہ فی اهل بیتی۔ (صحیح مسلم: ۲/۲۷۹)

۲۔ ان العباس ابن عبدالمطلب دخل علی رسول اللّٰہ ﷺ مغضبا وانا عنده فقال ما اغضبك قال یا رسول اللّٰہ مالنا ولقریش اذا تلاقوا بینهم تلاقوا بوجوه مبشرة واذا لقونا لقونا بغیر ذلك قال فغضب رسول اللّٰہ ﷺ حتی احمر وجهه ثم قال والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم للّٰہ ولرسوله۔ (جامع ترمذی: ۲/ ۶۹۶)

۳۔ قال النبی ﷺ: ایها الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیه(جامع ترمذی: ۲ /۶۹۶)، عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: العباس منی وانا منه۔(جامع ترمذی: ۲ /۶۹۶)

۴۔ عن المسور بن مخرمة ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی۔(صحیح بخاری: ۱/ ۵۳۲)

۳۹:۔۔۔ حضرت حسنؓ کے متعلق ارشاد فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔(۱)

۴۰:۔۔۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق ارشاد فرمایا، جو ان سے جنگ کرے گا، میری اس سے جنگ ہوگی اور جو ان سے صلح رکھے گا، میری اس سے صلح ہوگی۔(۲)

۱۔ عن الحسن انه سمع ابا بكرة رضى الله عنه سمعت النبى ﷺ على المنبر والحسن الى جنبه ينظر الى الناس مرة واليه مرة ويقول ابنى هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين۔ (صحيح بخارى: ۱/ ۵۳۰)

۲۔ عن زيد ابن ارقم رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لعلى وفاطمة والحسن والحسين: انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم۔(جامع ترمذى: ۲/ ۷۰۶)

معجزات

۱:...... معجزہ اس خارق عادت اور لوگوں کو عاجز کر دینے والے کام کو کہتے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کے ہاتھوں ظاہر ہو۔(۱)

۲:...... معجزہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے نبی کی نبوت کے برحق ہونے کی ایک آسمانی دلیل ہوتا ہے۔(۲)

۳: ... نبی کی نبوت کی اصل دلیل، نبی کی ذات و صفات اور اس کی تعلیمات ہوتی ہیں، انہیں کو دیکھ کر سلیم الفطرت اور فہیم و ذکی لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ عام لوگ جو ظاہری اور حسی نشانیوں سے متاثر ہوتے ہیں، ان کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ معجزات کا انتظام فرماتے ہیں، اور جن کے مقدر میں سوائے محرومی کے اور کچھ نہیں ہوتا، وہ معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے۔(۳)

۴: ... اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں کو مغالطے سے بچانے کے لئے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو کوئی معجزہ نہیں دیا، اور نہ ہی اس کی کوئی پیش گوئی پوری ہونے دی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی پیش گوئی سچی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اس کے خلاف واقع ہوا۔(۴)

۱۔ المعجزة: امر خارق للعادة، داع الى الخير والسعادة، مقرون بدعوى النبوة، قصد به اظهار صدق من ادعى انه رسول من الله (كتاب التعريفات للجرجاني/۱۷٦)، المعجزة من العجز الذي هو ضد القدرة وفي التحقيق المعجز فاعل العجز في غيره وهو الله سبحانه (مرقاة هامش مشكوٰة: ۲/ ۵۳۰)، معجزه عبارت است از امر خارق عادت كه بر دست مدعی نبوت بمقابله منكرين نبوت صادر شود كه كسے مثل او كردن نتواند (مجموعه فتاوى: ۲/۱۸)

۲۔ اعلم ان البرهان القاطع على ثبوت نبوة الانبياء هو المعجزات وهي فعل يخلقه الله خارقاً للعادة على يد مدعي النبوة معترفاً بدعواه وذلك الفعل يقوم مقام قول الله عز وجل له انت رسولي تصديق لما ادعاه (اليواقيت والجواهر: ۱/ ۱۵۸)

۳۔ ثم اذا نظرنا الى الذين انساقوا بالمعجزة لضعف ايمانهم واما غيرهم فما احتاج الى ظهور ذلك بل آمن باول وهلة بما جاء به رسوله لقوة نصيبه من الايمان فاستجاب بالبصر سبب وامامن ليس له نصيب في الايمان لم يستجب بالمعجزات ولا بغيرها قال تعالىٰ من يرد ان يضله يجعل صدره ضيقاً حرجاً كانما يصعد في السماء، الانعام/۱۲۵ (اليواقيت والجواهر: ۱/ ۲۱۵)

٤۔ اجمع المحققون على ان ظهور الخارق عن المتنبي وهو الكاذب في دعوى النبوة محال لان دلالة المعجزة على الصدق قطعية...... بان خالق المتنبي يبطل حكمة ارسال الرسل لاشتباه الصادق والكاذب (نبراس/ ۲۷۲۔ ۲۷۳)

۵:...... دجّال کے ہاتھوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کئی خرقِ عادت کام ظاہر فرمائیں گے، جیسا کہ دجّال کے بیان میں گزر چکا ہے، لیکن وہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اور کانے شخص کے خدائی کے دعویٰ کی حقیقت ہر انسان جانتا ہے۔(۱)

۶:...... انبیاء کرام علیہم السّلام کے جو معجزات دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہیں، ان پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسے قطعی معجزات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، مثلاً کشتی نوح علیہ السّلام کا معجزہ، صالح علیہ السّلام کی اونٹنی کا معجزہ، ابراہیم علیہ السّلام کے لئے آگ کو گلزار بنانے کا معجزہ، داوٗد علیہ السّلام کے لئے لوہے کو موم کی طرح نرم کرنے کا معجزہ، سلیمان علیہ السّلام کو چرند پرند کی بولیاں سکھانے کا معجزہ، انسانوں اور جنوں کو ان کے تابع کرنے کا معجزہ، مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے کا معجزہ، موسیٰ علیہ السّلام کے لئے عصا اور یدِ بیضاء کا معجزہ، عیسیٰ علیہ السّلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے کا معجزہ، پیدائش کے فوراً بعد کلام کرنے کا معجزہ، مٹی کے پرندے بنا کر انہیں زندہ کر کے اڑانے کا معجزہ، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ، آنحضرت ﷺ کے لئے قرآن کریم کا معجزہ کہ سوا چودہ سو برس گزرنے کے بعد بھی کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکا۔ واقعہ اسراء کا معجزہ، آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے پھینکی جانے والی مٹی کو کافروں کی آنکھوں میں ڈال دینے کا معجزہ، وغیرہ۔(۲)

۱۔ کتاب کے صفحہ ۱۱۰ تا ۱۱۲ پر مفصل ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ واصنع الفلك باعيننا ووحينا ولا تخاطبني في الذين ظلموا انهم مغرقون(هود/۳۷)، ويقوم هذه ناقة الله لكم اية فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها بسوء فيا خذكم عذاب قريب(هود/٦٤)، قلنا يانار كوني بردا و سلاما على ابراهيم(الانبيا/٦٩)، ياجبال اوبي معه و الطير والناله الحديد(سبا/١٠)، علمنا منطق الطير(النمل/١٦)، وحشر لسلمين جنوده من الجن والانس والطير فهم يوزعون(النمل/١٧)، واسلناله عين القطر ومن الجن من يعمل بين يديه باذن ربه(سباء/١٢)، فسخرناله الريح(ص/٣٦)، ولسليمن الريح غدوها شهر ورواحها شهر(سبا/١٢)، وان الق عصاك فلما راها تهتز كانها جان ولى مدبراولم يعقب (القصص/٣١)، واضمم يدك الى جناحك تخرج بيضاء من غير سوء اية اخرى(طه/٢٢)، قالت انى يكون لى غلم ولم يمسسنى بشرولم اك بغيا قال كذلك قال ربك هو على هين(مريم/٢٠، ٢١)، واذتخلق من الطين كهيئة الطير باذنى فتنفخ فيها فتكون طيرا باذنى و تبرئ الاكمه والابرص باذنى واذتخرج الموتى باذنى(مائده/١١٠)، وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صدقين وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى

(بقیہ اگلے صفحے پر)

انبیائے کرام علیہم السلام کے وہ برحق معجزات جو قطعی دلائل سے ثابت نہیں، ان کا انکار ضلالت و گمراہی ہے۔(۱)

۷:...... معجزہ کسی نبی اور رسول کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا کہ جب چاہیں اسے ظاہر کر دیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو معجزہ چاہتے ہیں، نبی کے ہاتھوں ظاہر فرما دیتے ہیں۔(۲)

۸:...... اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض مرتبہ کفار کے مطالبہ کے عین مطابق نبی کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرمایا، اور کافروں کی طرف سے جو مطالبہ، ضد، ہٹ دھرمی اور کٹ حجتی کی بناء پر کیا گیا، اسے پورا نہیں فرمایا۔(۳)

۹:...... حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا،

(گذشتہ سے پیوستہ) وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين(البقره/۲۳، ۲۴)، فانزل الله معجزة القرآن فاعجزهم و تحدى منهم فكان اظهر لحجية حيث اعجزهم فيما كانوا ماهرين فيه(تفهيمات الهيه: ۱/۸۱، ۸۲)، سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى(الاسراء/۱)، ومارميت اذ رميت ولكن الله رمى (الانفال/۱۷)، من انكر الاخبار المتواترة فى الشريعة كفر(شرح فقه اكبر/۱۶۵)، ومن جحد القرآن: اى كله او سورة منه او آية قلت و كذا كلمة او قراة متواترة او زعم انها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر(شرح فقه اكبر/۱۴۷)

۱۔ وهذا لان خبر الواحد محتمل لا محالة و لا يقين مع الاحتمال ومن انكر هذا فقد سفه نفسه واضل عقله(كشف الاسرار شرح اصول بزدوى: ۳/۶۹۴)

۲۔ انه لا يخفى ان المعجز حقيقة انما هو الله تعالىٰ فانه خالق العجز و القدرة انما سمى الفعل الخارق العادة معجزة على طريق التوسع و المجاز لا على الحقيقة (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۶۰)، معجزه فعل نبى نيست بلكه فعل خدائے تعالىٰ است كه بردست وے اظهار نموده بخلاف افعال ديگر كه كسب ايں از بنده است و خلق از خدا تعالىٰ و درمعجزه كسب نيز از بنده نيست (مدارج النبوة: ۲/۱۱۶)

۳۔ يا قوم هذه ناقة الله لكم اية فذروها(هود/۶۴)، وقالوا لن نومن لك حتىٰ تفجر لنا من الارض ينبوعا او تكون لك جنة من نخيل و عنب فتفجر الانهار خللها تفجيرا او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا او تاتى بالله و الملائكة قبيلا او يكون لك بيت من زخرف او ترقى فى السماء ولن نومن لرقيك حتىٰ تنزل علينا كتابا نقرؤه قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا(بنى اسرائيل/ ۹۰تا۹۳)

حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت سے دلیل یا معجزے کا مطالبہ کرے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس لئے کہ یہ مطالبہ عقیدۂ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے، والا، فلا۔ (۱)

۱۰:... جو خرق عادت کام، نبی کی نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو ارہاص کہا جاتا ہے، جیسا کہ واقعۂ فیل کو نبی کریم ﷺ کے ارہاصات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ (۲)

۱۱:... لفظ معجزہ دراصل علم العقائد والوں کی اصطلاح ہے، ورنہ قرآن و حدیث میں اسے ''آیت، برھان، علامت اور دلیل'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (۳)

۱۔ تنبأ رجل فی زمن ابی حنیفة رحمة اللّٰہ تعالیٰ وقال امهلونی حتیٰ اجئ بالعلامات فقال ابو حنیفة رحمة اللّٰہ من طلب علامة فقد کفر لقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لا نبی بعدی (مناقب الامام الاعظم للامام البزازی: ۱/۱۶۱)

۲۔ الارهاصات جمع ارهاص وهو الخارق الذی یظهر قبل بعثة النبی سمی ارهاصا لکونه تاسیسا لقاعدة النبوة عن ارهصت الحائط اذا اسسته (حاشیه خیالی/۸۴)، اقسام الخوارق ... رابعها الارهاص للنبی قبل ان یبعث کتسلیم الاحجار علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وادرجه بعضهم فی الکرامة وبعضهم فی المعجزة (نبراس/۲۷۲)، اصحاب الفیل الذین کانوا قد عزموا علی هدم الکعبة ... کان هذا من باب الارهاص ... لمبعث رسول اللّٰہ ﷺ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۵۴۹)

۳۔ وقالوا لولا نزل علیه اٰیة من ربه (انعام: ۳۷) ، یاایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم (النساء: ۱۷۵)، (صحیح بخاری: ۱/۴۰۵، صحیح بخاری: ۶/۷۲۱)

کرامات

۱:..... کرامت اس خرقِ عادت کام کو کہتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر بڑھانے کے لئے ان کے ہاتھوں ظاہر فرماتے ہیں۔(۱)

۲:...... اولیاء اللہ سے کرامتوں کا ظاہر ہونا حق ہے، جیسا کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے معجزات کا ظاہر ہونا حق ہے۔

۳:..... ولی ہونے کے لئے آثارِ ولایت کا پایا جانا ضروری ہے، کوئی شخص محض قرابت نبی یا قرابت ولی کی بناء پر ولی نہیں ہوسکتا۔(۲)

۴:..... معجزہ اور کرامت کے پیچھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نبی کے ہاتھوں معجزہ ظاہر فرمانے پر قادر ہیں، ایسے ہی وہ ولی کے ہاتھوں کرامت ظاہر کرنے پر بھی قادر ہیں۔

۵:...... معجزہ اور کرامت کے ظاہر ہونے میں نبی اور ولی کی کسی قسم کی قدرت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

۶:..... کرامت کے ظاہر ہونے میں کسی ولی کا اپنا کوئی اختیار نہیں ہوتا، بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اور جو کرامت چاہتے ہیں، اپنے کسی نیک بندے کے ہاتھوں ظاہر فرمادیتے ہیں۔(۳)

۷:..... اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہونا کوئی ضروری نہیں، ممکن ہے کوئی شخص اللہ کا دوست اور

۱۔ والكرامة خارق للعادة الا انها غير مقرونة بالتحدى وهى كرامة للولى (شرح فقه اكبر/۷۹)

۲۔ وليهم لكرامات التي يكرم الله بها اولياءه لحجة في الدين أو لحاجة بالمسلمين (فتاوىٰ ابن تيميه: ۱۷/۱۱)
(والكرامات للاولياء حق) اى ثابت بالكتاب والسنة..... والولى هو العارف بالله وصفاته بقدر مايمكن له المواظب على الطاعات المجتنب عن السيئات المعرض عن الانهماك فى اللذات والشهوات والغفلات (شرح فقه اكبر/۷۹)

۳۔ وحينئذ يضاف اليك التكوين وخرق العادات فيرى ذلك منك فى ظاهر العقل والحكم وهو فعل الله وارادته حقافى العلم (فتوح الغيب /۷ مقاله ۶ بحواله راه هدايت /۵۴)، يعنى آن در حقيقت فعل حق است كه بردست ولى ظهور يافته چنانچه معجزه بردست نبى صلى الله عليه وسلم (ترجمه فتوح الغيب /۲۰۷ مقاله ۴۶ . بحواله راه هدايت/۵۵) بل هو فعل الله تعالىٰ يظهره على يدالولى تكريماله وتعظيما لشانه وليس للولى ولا للنبى فى صدوره اختيار اذ لااختيار لاحد فى افعال الله تعالىٰ و تقدس (فتاوىٰ رشيديه/۲۵)

ولی ہو اور عمر بھر اس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو۔(۱)

۸:...... کسی ولی کی کرامت درحقیقت اس نبی کا معجزہ ہوتی ہے جس کی امت میں سے یہ ولی ہے، کیونکہ اس امتی کی کرامت نبی کے سچا ہونے کی علامت ہے۔(۲)

۹:...... ہر خرق عادت کام خواہ وہ معجزہ ہو یا کرامت، تین اُمور کی بناء پر وجود میں آتا ہے؛ علم، قدرت اور غناء۔ اور یہ تین صفات علی وجہ الکمال ذات باری تعالیٰ ہی میں موجود ہیں، فلہٰذا معجزہ اور کرامت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔(۳)

۱۰:...... اولیاء اللہ کی بعض کرامات دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں۔ ان پر ایمان لانا اور ان کو دل وجان سے قبول کرنا فرض ہے۔ ایسی قطعی کرامات میں سے کسی ایک کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ مثلاً اصحابِ کہف کا کئی سو سال تک سوئے رہنا، حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے بغیر شوہر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل کا آنا، وغیرہ۔(۴)

۱۔ قلت ظهور الكرامة ليس من لوازم الولي ولافي استطاعته كل ماراد بل كل من باشر المجاهدات لظهور الخوراق لم يبلغ الولاية ولم يظهر عنه الكرامة(نبراس/ ٥٥)، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: شرح فقه اکبر / ۸۰

۲۔ والكرامة خارق للعادة الاانها غير مقرونة بالتحدی وهی كرامة للولی و علامة لصدق النبی فان كرامة التابع كرامة المتبوع(شرح فقه اكبر/۷۹) و كرامات اولياء الله انما حصلت ببركة اتباع رسوله صلى الله عليه وسلم فهی فی الحقيقة تدخل فی معجزات الرسول صلى الله عليه وسلم (فتاوىٰ ابن تيميه: ۲۷/۱۱)

۳۔ المعجزة للنبی، والكرامة للولی، وجماعها: الامر الخارق للعادة فصفات الكمال ترجع الى ثلاثة: العلم، والقدرة، والغنى، وهذه الثلاثة لا تصلح على الكمال الا لله وحده، فانه الذی احاط بكل شیء علما، وهو على كل شیء قدير، وهو غنی عن العلمين

(عقیدہ طحاویہ مع الشرح /٤٩٤)

٤۔ وتحسبهم ايقاظا وهم رقود و نقلبهم ذات اليمين و ذات الشمال(الكهف/١٨)، قال انما انا رسول ربك لاهب لك غلاما زكيا قالت انى يكون لى غلام ولم يمسسنی بشر ولم اك بغيا قال كذلك قال ربك هو على هين ولنجعله اية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا(مريم/١٩ تا ٢١)، كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا قال يامريم انى لك هذا قالت هو من عند الله (آل عمران/٣٧)، وقد اجمع المحققون من اهل السنة على حقية الكرامات..... لايكن انكاره وايضا الكتاب ناطق بظهورها اى الكرامة من مريم ام عيسى عليه السلام ومن صاحب سليمان عليه السلام ... وبعد ثبوت الوقوع لا حاجة الى اثبات الجواز(نبراس/٢٩٦)

اولیاء کرام کی جو کرامات دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں، انہیں تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، ایسی کرامات کا انکار ضلالت و گمراہی ہے۔(۱)

شعبدہ بازی

۱۱:...... وہ خرق عادت کام جو کسی کافر، منافق، یا فاسق و فاجر یا کسی غیر متبع سنت شخص کے ہاتھوں ظاہر ہو، ہرگز ہرگز کرامت نہیں۔ یا تو وہ استدراج ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ڈھیل ہے یا شعبدہ بازی ہے۔(۲)

۱۲:...... شعبدہ بازی چند مخفی اسباب کی بناء پر کی جاتی ہے، جن کی شعبدہ باز نے مشق کر رکھی ہوتی ہے۔ وہ اسباب ایسے ضعیف اور واہی ہوتے ہیں کہ شعبدہ باز حقیقت میں کوئی کام مکمل نہیں کر سکتا۔(۳)

۱۳:...... شعبدہ باز، کسی نبی کے معجزہ یا کسی ولی کی کرامت کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۱۔ لان خبر الواحد محتمل لا محالة ولا يقين مع الاحتمال ومن انكر هذا فقد سفه نفسه واضل عقله (كشف الاسرار شرح اصول بزدوى: ۳/۶۹۴)

۲۔ ممالايكون مقرونا بالايمان والعمل الصالح يكون استدراجا سواء صدر عن كافر او عن مومن فاسق و ممايجب ان يعلم ان من واظب على الرياضات الشاقة ظهرت عنه الخوارق ولو كان كافرا وهذا امتحان شديد لضعفاء المسلمين و سبب لضلالهم و سواء اعتقاد هم بالشرائع فليحفظ المومن ايمانه عن هذه الافة و سمى استدراجالانه سبب الوصول الى النار بالتدريج(نبراس/۲۹۶)، اقسام الخوارق ...... خامسها الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمى به لانه يوصله بالتدريج الى النار(نبراس/۲۷۲)، واعلم ان خرق العوائد يكون على وجوه كثيرة وليس مراد ناهنا الاخرق العادة من ثبت استقامة على الشرع المحمدى والا فهو مكر و استدراج من حيث لا يشعر صاحبه(اليواقيت والجواهر: ۱/۲۱۶)

۳۔ ان من الخوارق مايكون عن قوى نفسية و ذلك ان اجرام العالم تنفعل للهمم النفسية هكذا جعل الله الامر فيها وقدتكون ايضا عن حيل طبيعية معلومة كالقلفطيريات ونحوها و بانها معلوم عندالعلماء وقد يكون عن نظم حروف بطوالع و ذلك لاهل الرصد وقديكون باسماء يتلفظ بها ذاكرها فيظهر عنها ذلك الفعل المسمى خرق عادة فى ناظر عين الرائين لافى نفس الامر(اليواقيت والجواهر: ۱/۲۱۶)

۱۴: ..... شعبدہ بازی ایک اختیاری فن ہے، جو اسباب اختیار کر کے ہر وقت دکھلایا جاسکتا ہے۔ گویا شعبدہ، شعبدہ باز کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے دکھلادے، برخلاف معجزہ وکرامت کے کہ یہ نبی اور ولی کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتے کہ جب چاہیں معجزہ یا کرامت ظاہر کردیں۔(۱)

۱۔ واما الفرق بین المعجزة والشعبدة فهو ان المعجزة يظهرها النبي على رؤس الاشهاد وعظماء بلاد والشعبدة انما يروج امرها على الصغار وضعفاء العقول وجهلة الناس (اليواقيت والجواهر: ۱/ ۲۱۹، ۲۲۰)، لان المعجزة هي التي تظهر وقت الدعوى بخلاف الكرامة فان صاحبها لا يتحدى بها ولو اظهرها وقت الدعوى كانت شعبدة (اليواقيت والجواهر: ۲/ ۳۶۶)، فان معجزات الانبياء عليهم السّلام هي على حقائقها وبواطنها كظواهرها......ولو جهد الخلق كلهم على مضاهاتها ومقابلتها بامثالها لظهر عجزهم عنها لكونها مما لا مدخل للكسب والتعليم والتعلم فيها ومخاريق السحرة مبناها على اعمال مخصوصة متى ساء من شاء ان يتعلمها بلغ فيه مبلغ غيره ويأتي بمثل ما اظهره سواه (احكام القرآن للجصاص: ۱/ ۴۹)

جنات

۱:..... جن، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک قدیم مخلوق ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے بہت پہلے آگ سے بنایا تھا۔(۱)

۲:... انسانوں سے پہلے زمین پر جنات آباد تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت ارضی کا اعزاز انسان کو عطا فرمایا۔(۲)

۳:..... جنات اب بھی موجود ہیں، اور زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ جنات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ قدرت دی ہے کہ وہ انسانوں کو نظر نہیں آتے، جیسے فرشتے انسانوں کو نظر نہیں آتے۔(۳)

۴: جنوں کی اپنی کوئی شکل نہیں، وہ نظر نہ آنے والی ایک لطیف مخلوق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنات کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں، عام طور پر جنات سانپ، بلی اور کتے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔(۴)

۱۔ والجان خلقناه من قبل من نار السموم (الحجر/۲۷)

۲۔ والجان خلقناه من قبل من نار السموم(الحجر/۲۷)، واذقال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خليفة (البقرة/۳۰) ليس ابليس بأب للجان فان الجان كانوا قبله وانما هو اول من عصى (اليواقيت والجواهر: ۱/۳۶)، ليس ابليس بأب للجان والجان خلق بين الملائكة والبشر الذی هو الانسان (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۴۴)

۳۔ انه يراكم هو وقبيله من حيث لاترونهم (الاعراف/۲۷)
هو الذی جعل الجان يستتر عن اعين الناس فلا تدركهم الابصار الا متجسدين
(اليواقيت والجواهر: ۱/۱۴۴)

۴۔ عن ابی ثعلبة رضی اللّٰه عنه قال قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم الجن ثلاثة اصناف فصنف لهم اجنحة يطيرون بها فی الهواء وصنف حيات وكلاب وصنف يحلون ويظعنون (مستدرك حاكم: ۲/۴۵۶، ۴/۱۳۸۸)، وهم اجساد لطاف كالريح (اليواقيت والجواهر ۱/۱۳۶)، معناه والله اعلم من حيث لاترونهم فی الصورة التی خلقهم الله عليها واما رؤيتهم اذا تشكلوا فی غير صورهم من كلب وهر فلامنع بل هو واقع كثيرا (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۳۵)، وقد اقدر اللّٰه تعالیٰ الجن علی ان يظهر وافی ای صور شاؤا كما قدرنا ان نظهر فی ای لباس شئنا..... وانما يتشكل بصورة الرجل بواسطة الهواء المتكاثف لان الهواء اذا تكاثف امكن ادراكه كالسراب (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۳۵)

۵: ..... مجموعی لحاظ سے جن، انسان سے زیادہ طاقتور نہیں، صرف اتنا ہے کہ وہ نظر نہیں آتا، لمبی لمبی مسافت بہت جلد قطع کر لیتا ہے اور انسانی جسم میں حلول کر سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔(۱)

۶: ..... جنات کی عمریں انسانوں کی نسبت بہت زیادہ لمبی ہوتی ہیں، کئی کئی سو سال ان کی عمریں ہوتی ہیں۔(۲)

۷: ..... انسانوں کی طرح جنات بھی عقل و شعور کے مالک ہیں اور مکلف یعنی احکاماتِ خداوندی کے پابند ہیں۔(۳)

۸: ..... انسانوں کی طرح جنات میں بھی ہر طرح کے فرقے اور گروہ ہیں، ان میں بھی مسلمان اور کافر، نیک اور بد ہیں۔(۴)

۹: جنات میں بھی دیگر مخلوقات کی طرح نر و مادہ ہیں اور ان میں بھی باقاعدہ توالد و تناسل کا سلسلہ ہے۔(۵)

۱۔ ان شياطين الجن ليس لهم سلطان الا على باطن الانسان بخلاف شياطين الإنس لهم سلطان على ظاهر الانسان و باطنه وان وقع من شياطين الجن وسوسة واغراء للناس في ظاهر هم فانما ذلك بحكم النيابة لشياطين الانس فانهم هم الذين يد خلون الاراء على شياطين الانس (اليواقيت والجواهر: ۱/ ۱۳۷)، وهم اجساد لطاف كالريح يدخلون اجواف بني آدم ... وفي الحديث ان الشيطان ليجرى من ابن آدم مجرى الدم۔ (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۳٦)

۲۔ ان الجن يموتون قرنا بعد قرن (تفسير طبرى: ۸/٦۲)

۳۔ يامعشر الجن والانس الم يا تكم رسل منكم يقصون عليكم آيات ربكم وينذرونكم لقاء يومكم هذا (الانعام: ۱۳۰)، ثالثها ان يعلم القوم ان الجن مكلفون كالانس

(تفسير كبير: ۱۰/٦٦٥)

٤۔ وانا منا الصلحون ومنا دون ذلك كنا طرائق قددا(الجن/ ۱۱)، قال سعيد بن المسيب معنى الاية كنا المسلمين و يهودا ونصارى و مجوسا۔ وقال الحسن الجن امثالكم فمنهم قدرية و مرجئة ورافضة و شيعة(حاشيه شيخ زاده: ۸ / ۳٦۳)، ولهم نسبة الى شياطين بالظلمة الدخانية ولذلك كان منهم المطيع العاصي المومن والكافر (اليواقيت والجواهر: ۱ / ۱۳٤)

۵۔ افتتخذونه و ذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظلمين بدلا (الكهف/ ۵۰)، وهم من الخلق الناطق ياكلون ويتناكحون ويتناسلون (اليواقيت والجواهر ۱ / ۱۳٤)

۱۰:...... جنات میں شریر لوگوں کا نام شیاطین ہے، قرآن کریم میں اسی قسم کے جنات کو شیاطین کہا گیا ہے۔(۱)

۱۱:...... جنات بھی دیگر مخلوقات کی طرح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں، بعض احادیث میں ہڈی وغیرہ کو جنات کی خوراک بتلایا گیا ہے۔(۲)

۱۲:...... حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پیشتر جنات آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر چلے جایا کرتے تھے، اور اس میں اپنی طرف سے سو سو جھوٹ ملا کر کاہنوں کو بتلایا کرتے تھے، آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ اب اگر کوئی جن آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتا ہے تو شہابِ ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو بھگا دیا جاتا ہے۔(۳)

۱۳:...... زمانۂ جاہلیت میں لوگ جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے۔ رات کسی جنگل میں آجاتی تو ''اعوذ بعظیم هذا الوادی من الجن'' وغیرہ الفاظ کہتے، اس عمل سے جنات اپنے آپ کو بہت بڑا اور انسان سے افضل سمجھنے لگے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے اس طریقِ بد کا خاتمہ ہوا، بندوں کو صرف اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا۔(۴)

۱۔ ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم (الانعام/ ۱۲۱)، والكدرة الشريرة السيئة هي المسماة بالشياطين والمادرين (حاشيه شيخ زاده: ۸/ ۲۵۵)، كان ابليس اوّل الاشقياء من الجن ولذلك قال تعالى الا ابليس كان من الجن اى من هذا الصنف المخلوقين الاشقياء (اليواقيت والجواهر: ۱/ ۱۳۸)

۲۔ عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال قدم وفد الجن على النبي ﷺ فقالوا يا محمد انه امتك ان يستنجوا بعظم او روثة او حممة فان الله عز وجل جعل لنا فيها رزقا قال فنهى النبي ﷺ عن ذلك (سنن ابو داؤد: ۱/ ۷) ، قال النبي ﷺ ولا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانه طعام اخوانكم الجن (جامع ترمذی: ۱/ ۱۰۰)

۳۔ وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الآن يجد له شهابا رصدا (الجن: ۹)، ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها رجوما للشياطين (الملك/ ۵)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: تفسیر کبیر: ۱۰/ ۶۷۰

۴۔ وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا (الجن/ ۶)، فيه قولان: اول: وهو قول جمهور المفسرين ان الرجل في الجاهلية اذا سافر فامسى في قفر من الارض قال: اعوذ بسيد هذا الوادى او بعزيز هذا المكان من شر سفهاء قومه فيبيت في جوار منهم حتى يصبح (تفسير كبير: ۱۰/ ۶۶۷، ۶۶۸)

۱۴:…… بعض جنات کو شرفِ صحابیت بھی حاصل ہے۔ ''نصیبین'' کے بعض جنات نے رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست قرآن کریم سننے کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ (۱)

۱۵:…… نیک اور فرمانبردار جن جنت میں جائیں گے، کافر اور نافرمان جن جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ (۲)

۱۶:…… شیطان بھی درحقیقت جنوں میں سے ہے۔ کثرتِ عبادت کے سبب فرشتوں کے ساتھ رہنے لگا، آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون ومردود قرار دیا گیا، قیامت تک اسے لوگوں کو بہکانے اور غلط راہ پر لگانے کی مہلت دی گئی، قیامت کے دن اسے اور اس کے متبعین کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (۳)

۱۷:…… جنات کا وجود قرآن وحدیث کے قطعی دلائل سے ثابت ہے، لہٰذا ان کے وجود کو تسلیم کرنا فرض ہے۔ جو شخص جنات کا انکار کرتا ہے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (۴)

۱۔ قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا (الجن / ۱)، الدليل على ذلك قوله تعالىٰ واذصرفنا اليك نفرامن الجن يستمعون القرآن وكانوا تسعة من جن نصيبين وقد كان ﷺ راهم ببطن النخلة قد اتوا من شعب الحجون (اليواقيت والجواهر ۱/۱۳۶)

۲۔ وانا منا الصلحون ومنا دون ذلك كنا طرائق قددا، وانا ظننا ان لن نعجز الله في الارض ولن نعجزه هربا وانا لما سمعنا الهدىٰ امنا به فمن يومن بربه فلا يخاف بخسا ولا رهقا وانا منا المسلمون ومنا القسطون فمن اسلم فاولئك تحرّوا رشدا۔ واما القسطون فكانوا لجهنم حطبا (الجن / ۱۱ تا ۱۵)، فما الدليل على دخول الجن الجنة فالجواب قد سئل عن ذلك ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما فمكث سبعة ايام حتىٰ اطلع على قوله تعالىٰ لم يطمثهن يعني الحور انس فقال هذا دليل على ان الجن يدخلون الجنة (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۳۶)، الجن مخلوقين من النار فكيف يكونون حطبا للنار الجواب انهم وان خلقوا من النار لكنهم تغيروا عن تلك الكيفية وصاروا لحما ودما هكذا قيل وههنا آخر كلام الجن۔

(تفسير كبير ۱۰/ ۶۷۱)

۳۔ واذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امرربه افتتخذونه وذريته اولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظلمين بدلا (الكهف / ۵۰)، لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين (ص / ۸۵)

۴۔ ووجود الجن والشياطين والملائكة ثابت بالشرع وانكره الفلاسفة (تفسير مظهرى: ۱۰/۷۹)، المبحث الثالث والعشرون في اثبات وجود الجن ووجوب الايمان بهم وذلك لاجماع اهل السنة سلفا وخلفا على اثباتهم مع نطق القرآن وجميع الكتب المنزلة بهم (اليواقيت والجواهر: ۱/۱۳۴)

جادو

۱:...... جادو کو عربی میں سحر کہتے ہیں۔ سحر کا معنی ہے، ہر وہ اثر جس کا سبب تو ہو مگر ظاہر نہ ہو بلکہ مخفی ہو، اور اصطلاحِ شرع میں سحر ایسے عجیب و غریب کام کو کہا جاتا ہے، جس کے لئے جنات و شیاطین کو خوش کر کے ان سے مدد حاصل کی گئی ہو۔(۱)

۲:...... جادو میں جنات کو راضی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

ا۔ ایسے منتر پڑھے جاتے ہیں جن میں کفریہ وشرکیہ کلمات ہوتے ہیں اور شیاطین کی تعریف ومدح ہوتی ہے۔

ب۔ ستاروں کی پرستش اور عبادت کی جاتی ہے جس سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔

ج۔ ایسے اعمالِ بد کا ارتکاب کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتے ہیں، مگر شیاطین ان سے خوش ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی کو ناحق قتل کر کے اس کے خون سے تعویذ لکھنا، مسلسل جنابت و ناپاکی کی حالت میں رہنا، جادوگر عورت کا حیض کے زمانہ میں جادو کرنا، طہارت وصفائی سے اجتناب کرنا وغیرہ۔

جادوگر جب ایسے کام کرتا ہے تو خبیث شیاطین خوش ہوتے ہیں اور اس کا کام کر دیتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جادوگر کے کسی کرتب سے ایسا ہو گیا جبکہ شیاطین کی مدد سے وہ کام ہوتا ہے۔(۲)

۳:...... جنات وشیاطین جس طرح جادوگروں کے اعمالِ بد کی وجہ سے ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے کام بنا دیتے ہیں، اسی طرح فرشتے نیک لوگوں کے تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، نیک

۱۔ (والسحر)، فی الاصل مصدر سحر یسحر بفتح العین فیهما اذا ابدی مایدق ویخفی وهو من المصادر الشاذة، یستعمل بما لطف وخفی سببه المراد به امر غریب یشبه الخارق۔ ولیس به اذیجری فیه التعلم ویستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان (روح المعانی: ۱/۳۳۸)

۲۔ ویستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان بارتکاب القبائح قولا کالرقی التی فیها الفاظ الشرك ومدح الشیطان وتسخیره، وعملا کعبادة الکواکب، والتزام الجنابة وسائر الفسوق، واعتقادا کاستحسان مایوجب التقرب الیه ومحبته اياه وذلك لا یتسب الا ممن یناسبه فی الشرارة وخبث النفس (روح المعانی: ۱/۳۳۸)

اعمال کے کرنے اور غلط اعمال سے بچنے کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے کام بنا دیتے ہیں۔(۱)

۴:...... جادو سے بسا اوقات ایک چیز کی حقیقت ہی تبدیل ہو جاتی ہے، مثلاً انسان کو پتھر یا گدھا بنا دیا جائے، بسا اوقات صرف نظر بندی ہوتی ہے کہ جادوگر لوگوں کی آنکھوں پر ایسا اثر ڈالتا ہے جس سے وہ ایک غیر موجود چیز کو موجود اور حقیقت سمجھنے لگتے ہیں۔ اور بسا اوقات قوتِ خیالیہ کے ذریعہ لوگوں کے دماغ پر اثر ڈالا جاتا ہے جس سے وہ ایک غیر محسوس چیز کو محسوس خیال کرتے ہیں۔(۲)

۵:...... جادو اور نظر برحق ہے۔ اسباب کے درجہ میں اس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ جادو سے صحت مند انسان بیمار ہو سکتا ہے، جادو انسان کے دل پر اثر انداز ہو کر اس کے قلبی رجحانات کو تبدیل کر سکتا ہے حتیٰ کہ جادو کے ذریعہ کسی کو قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔(۳)

۶:...... جادو کے بعض کلمات میں بھی تاثیر ہوتی ہے، بسا اوقات صرف جادو کے کلمات سے آدمی بیمار ہو سکتا ہے۔ علامہ بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگ جادو کے کلمات سے مر بھی گئے تھے۔ جادو کے بعض کلمات ان عوارض اور بیماریوں کی طرح ہیں جو انسانی بدن میں اثر انداز ہوتے ہیں۔(۴)

۱۔ فان التناسب شرط التضام والتعاون فكما ان الملائكة لا تعاون الا اخيار الناس المشبهين بهم فى المواظبة على العبادة والتقرب الى الله تعالى بالقول والفعل كذلك الشياطين لا تعاون الا الاشرار المشبهين فى الخباثة والنجاسة قولا و فعلا واعتقاداً (روح المعانى: ۱/۳۳۸)

۲۔ والسحر وجوده حقيقة عند اهل السنة وعليه اكثر الامم ولكن العمل به كفر حكى عن الشافعى رحمه الله أنه قال: السحر يخيل ويمرض وقد يقتل، حتى أوجب القصاص على من قتل به، فهو من عمل الشيطان يتلقاه الساحر منه بتعليمه اياه، فاذا تلقاه منه تعليمه اياه استعمله فى غيره...... وقيل انه يوثر فى قلب الاعيان فيجعل الآدمى على صورة الحمار ويجعل الحمار على صورة الكلب۔ (تفسير بغوى: ۱/۹۹) والجمهور على ان له حقيقة وانه قد يبلغ الساحر الى حيث يظهر فى الهواء ويمشى على الماء ويقتل النفس ويقلب الانسان حمارا والفاعل الحقيقى فى كل ذلك هو الله تعالىٰ۔ (روح المعانى: ۱/۲۳۹)

۳۔ والصحيح ان السحر عبارة عن التمويه والتخييل، والسحر وجوده حقيقة عند اهل السنة وعليه اكثر الامم ولكن العمل به كفر، حكى عن الشافعىؒ انه قال السحر يخيل ويمرض وقد يقتل (تفسير بغوى: ۱/۹۹)

۴۔ قال الله تعالىٰ (يخيل اليه من سحرهم) لكنه يوثر فى الابدان بالامراض والموت والجنون وللكلام تاثير فى الطباع والنفوس، وقد يسمع انسان مايكره فيحمى ويغضب...... وقد مات قوم بكلام سمعوه فهو بمنزلة العوارض والعلل التى توثر فى الابدان (تفسير بغوى: ۱/۹۹)

۷:.... جادو بھی دیگر اسباب کی طرح ایک سبب ہے، اور کوئی سبب بھی بذلتہٖ مؤثر نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اذن نہ ہو، لہٰذا جادو کا اثر بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوتا ہے۔(۱)

۸:.... جادو اور معجزہ بظاہر دونوں خرق عادت معلوم ہوتے ہیں، مگر ان میں ایک واضح فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے اور جادو غیر نبی کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جادو اسباب کے ماتحت ہوتا ہے، صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ اسباب خفیہ ہوتے ہیں اور معجزہ تحت الاسباب نہیں ہوتا بلکہ اسباب کے بغیر وہ براہِ راست حق جل شانہٗ کا اپنا فعل ہوتا ہے۔

جیسے فرمایا، وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ○

اور نمرود کی آگ کو فرمایا، يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

تیسرا فرق یہ ہے کہ معجزہ ایسے لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے جو مقام نبوت پر فائز ہوتے ہیں اور جن کے تقویٰ، طہارت اور اعمال صالحہ کا سب مشاہدہ کرتے ہیں، اور جادو کا اثر ان لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے جو گندے، ناپاک اور غلط کار ہوتے ہیں، اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت سے دور رہتے ہیں۔ چوتھا فرق یہ ہے کہ معجزہ تحدی اور چیلنج کے ساتھ ہوتا ہے کہ نبی معجزہ میں جو چیز پیش کرتا ہے، اس کے مقابلہ میں اس جیسی چیز پیش کرنے کا چیلنج بھی کرتا ہے، جادوگر میں تحدی اور چیلنج کی ہمت نہیں ہوتی، وہ مقابلہ سے ڈرتا ہے۔(۲)

۱۔ وماهم بضاريں به من احد الا باذن الله ويتعلمون مايضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ماله في الا خرة من خلاق (البقره/۲: ۱۰۲)، فانه هو الخالق وانما الساحر فاعل و كاسب وفيه اشعار بانه ثابت حقيقية ليس مجرداراءة وتمويه، وبان المؤثر والخالق هو الله وحده (شرح المقاصد: ۳/۳۲۳)

۲۔ (الانفال /۱۷، الانبياء /۶۹)، كذلك الشياطين لا تعاون الا الاشرار المتشبهين بهم في الخباثة والنجاسة قولا و فعلا واعتقادا وبهذا يتميز الساحر عن النبي والولي.....فسره الجمهور بانه خارق للعادة يظهر من نفس شريرة بمباشرة اعمال مخصوصة......ولم تجر سنته بتمكين الساحر من فلق البحر واحياء الموتى وانطاق العجماء وغير ذلك من آيات الرسل ومن المحققين من فرق بين السحر والمعجزة باقتران المعجزة بالتحدي بخلافه فانه لا يمكن ظهوره على يد مدعي نبوة كاذبا كما جرت به عادة الله المستمرة صونا لهذا المنصب الجليل عن ان يتسور حماه الكذابون (روح المعاني: ۱/۳۳۸، ۳۳۹)، اظهار امر خارق للعادة من نفس شريرة خبيثة بمباشرة اعمال مخصوصة يجري فيها التعلم والتلمذ، وبهذين الا عتبارين يفارق المعجزة والكرامة (بقیہ اگلے صفحے پر)

۹:...... جادو اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ جادو گندے اور غلط کار قسم کے لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت صرف نیک اور اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتی ہے۔(۱)

۱۰:...... جادوگر اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا جادو نہیں چلتا، دعویٔ نبوت کے بغیر جادوگر کا جادو چل جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کسی جادوگر کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات جیسے کام جادو کے ذریعے کرسکے۔(۲)

۱۱:...... نبی پر بھی جادو ہوسکتا ہے اور نبی بھی جادو سے متاثر ہوسکتا ہے، اس لئے کہ جادو اسباب خفیہ کا اثر ہوتا ہے اور اثراتِ اسباب سے متاثر ہونا شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔ نبی کریم ﷺ پر یہودیوں کا جادو کرنا، اور آپ ﷺ پر اس کا اثر ظاہر ہونا اور بذریعہ وحی اس جادو کا پتہ چلنا اور اس کو زائل کرنے کا طریقہ بتلایا جانا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادو سے متاثر ہونا اور ڈرنا خود قرآن کریم میں موجود ہے۔(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) وبانه لا يكون بحسب اقتراح المقترحين، وبانه يختص ببعض الازمنة او الامكنة او الشرائط، وبانه قد يتصدى بمعارضته، ويبذل الجهد في الاتيان بمثله، وبان صاحبه ربما يتعلق بالفسق، ويتصف بالرجس في الظاهر والباطن ...الى غير ذلك من وجوه المفارقة(شرح المقاصد: ۳/۲۳۲)

۱۔ كذلك الشياطين لا تعاون الا الا شرار المشبهين بهم في الخباثة النجاسة قولا و فعلا و اعتقادا، وبهذا يتميز الساحر عن النبي والولي(روح المعاني: ۱/۳۳۹)، وبای طريق يتميز اصحاب الكرامات من السحرة الكفار ولذا ثبت ان السحر لا يثبت الا من كل مشرك خبيث في نفسه شرير في طبعه متدنس في بدنه(حاشيه شيخ زاده ۲/۱۹۱)

۲۔ ومن المحققين من فرق بين السحر والمعجزة باقتران المعجزة بالتحدی بخلافه فانه لا يمكن ظهوره على يد مدعي نبوة كاذبا كما جرت به عادة الله المستمرة صونا لهذا المنصب الجليل عن ان يتسور حماه الكذابون(روح المعاني: ۱/۳۳۹)، فان قائل ان يقول ان الانسان لو ادعى النبوة وكان كاذبا في دعواه فانه لا يجوز من الله تعالى اظهار هذه الاشياء على يده لئلا يحصل التلبيس (تفسير كبير: ۱/۶۲۷)، انه تعالى لا يصدق الكاذب في دعوى الرسالة باظهار هذه الخوارق في يده لئلا يلتبس المحق بالمبطل والكاذب بالصادق(حاشيه شيخ زاده: ۲/۱۹۵)

۳۔ يخيل اليه من سحرهم انها تسعى فاوجس في نفسه خيفة موسىٰ قلنا لاتخف انك انت الاعلىٰ۔ (طه/۶۶تا۶۸)

لما جاء في الصحيح عن عائشه رضي الله عنها حديث طويل في ذكر سحر رسول صلى الله عليه وسلم۔ (صحيح بخاری: ۲/۸۵۸)

۱۲:...... جادو میں اگر کوئی شرکیہ یا کفریہ قول یا عمل اختیار کیا گیا ہو، مثلاً جنات وشیاطین سے مدد مانگنا اور ان کو مدد کے لئے پکارنا یا ان کو سجدہ کرنا، یا ستاروں کو مؤثر بالذات ماننا وغیرہ، تو ایسا جادو کفر وشرک ہے اور ایسا جادوگر بلاشبہ کافر ہے۔

۱۳:...... اگر تعویذ گنڈے وغیرہ میں بھی جنات وشیاطین سے مدد طلب کی جاتی ہو اور ان کو پکارا جاتا ہو تو یہ بھی شرک ہے۔(۱)

۱۴:...... جادو اور تعویذ گنڈوں میں استعمال کیے جانے والے کلمات اگر مشتبہ قسم کے ہوں اور ان کے معانی معلوم نہ ہوں تو احتمال استمداد کی بناء پر یہ بھی حرام ہے۔(۲)

۱۵:...... تعویذ گنڈے میں اگر جائز اُمور سے کام لیا جاتا ہو مگر مقصد ناجائز ہو تو بھی حرام ہے۔(۳)

۱۶:...... جائز مقصد کے لئے اور جائز اُمور کے ساتھ اگر عملیات اور تعویذ گنڈے کا کام کیا جاتا ہو تو جائز ہے۔(۴)

۱۔ واتفقوا کلهم علی ان ما کان من جنس دعوة الکواکب السبعة او غيرها او خطابها او السجود لها و التقرب اليها بما يناسبها من اللباس و الخواتيم و البخور و نحو ذلك فانه کفر و هو من اعظم ابواب الشرك فيجب غلقه، بل سده(عقيدة طحاويه مع الشرح /۵۰۵)
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:تفسیر کبیر: ۱/ ۶۱۹

۲۔ و کذلك الکلام الذی لا يعرف معناه لا يتکلم به لا مکان ان يکون فيه شرك لا يعرف(عقيده طحاويه مع الشرح /۵۰۵)

۳۔ فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء و زوجه(البقره /۱۰۲)

۴۔ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ اذا فزع احدکم فی نومه فليقل بسم الله اعوذ بکلمات الله التامات من غضبه و سوء عقابه، و من شر عباده، و من شر الشياطين و ان يحضرون فانها لن تضره و کان عبدالله بن عمرو رضی الله تعالی عنه يعلمها ولده من بلغ من ولده و من لم يبلغ منهم کتبها فی صك ثم علقها فی عنقه(مشکوة المصابيح: ۱/۲۱۷) و يجوز ان يکتب للمصاب و غير من المرض شيئا من کتاب الله و ذکره بالمداد المباح و يغسل و يسقی کما نص علی ذلك احمد و غيره (فتاوی ابن تيميه: ۱۹/۶۴)، و فی جواز تعليق التمائم، و فی جواز النفث و المسح، و لکل من الطرفين اخبار و آثار، و الجواز هو الارجح، و المسالة بالفقهيات اشبه و الله اعلم(شرح المقاصد: ۳/۲۳۴)،
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں:فتاوی ابن تيميه: ۱۹ / ۶۴، ۶۵، مرقاة: ۸ /۳۱۸ تا ۳۲۱، فتح الباری: ۱۰/۱۹۵)

۱۷:..... قرآن کریم میں بابل شہر میں جن دو فرشتوں ہاروت اور ماروت کے اتارے جانے اور جادو سکھانے کا ذکر ہے، وہ لوگوں کی آزمائش وامتحان کے لئے اتارے گئے تھے، وہ لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے تا کہ لوگ جادو سے باخبر ہو کر اس سے بچ سکیں، اور وہ جادو سکھانے سے پہلے اس پر عہد و پیمان بھی لیتے تھے، ان سے اس عہد و پیمان کیساتھ جادو سیکھنے کے بعد اگر کسی نے اس کو غلط استعمال کیا تو وہ ان کا اپنا فعل تھا، اگر کوئی جادو کی وجہ سے کافر یا فاسق ہوا تو وہ فرشتے اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔(۱)

۱۔ وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من احد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر(البقرہ: ۱۰۲)، فاعلم انه تعالىٰ شرح حالهما فقال وهذان الملكان لا يعلمان السحر الابعد التعزير الشديد من العمل به وهو قولهما(انما نحن فتنة) والمراد ههنا بالفتنة المحنة التي بها يتميز المطيع عن العاصي(تفسير كبير ۱/ ۶۳۲)

تقلید واجتہاد

۱:...... تقلید کہتے ہیں کہ ”ناواقف آدمی کا کسی جاننے والے پر اعتماد کرکے اس کے قول پر عمل کرنا اور دلیل کا مطالبہ نہ کرنا“ اس تقلید کا حکم قرآن کریم میں اور بہت سی احادیث میں موجود ہے۔(۱)

۲: تقلید صرف ان مسائل واحکام میں کی جاتی ہے جن کے بارے میں قرآن وسنت میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہوتا، یا قرآن وسنت کا مطلب سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے، یا ان کے ایک سے زائد معنی ہوتے ہیں، یا ان کے معنی میں کوئی اجمال یا ابہام ہوتا ہے، یا قرآن وسنت یا ان سے نچلے درجے کے دلائل میں تعارض ہوتا ہے، چنانچہ قرآن وسنت کے وہ احکام ومسائل جو قطعی ہیں یا ان کا حکم واضح ہے کہ ان میں کسی قسم کا کوئی اجمال وابہام یا تعارض وغیرہ نہیں، ان مسائل میں کسی امام ومجتہد کی کوئی تقلید نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کی فرضیت اور زنا، چوری، ڈاکہ، قتل اور شراب نوشی وغیرہ کی حرمت میں کسی امام کی تقلید نہیں کی جاتی، ایسے احکامات کے بارے میں براہِ راست قرآن وسنت پر عمل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ قرآن وسنت کے واضح احکامات ہیں۔(۲)

۱۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل/۴۳)، التقلید اتباع الانسان غیره فیما یقول او یفعل معتقدا للحقیقة من غیر نظر الی الدلیل کان هذا المتبع جعل قول الغیر او فعله قلادة فی عنقه من غیر مطالبة دلیل
(کشاف اصطلاحات الفنون/۱۱۷۸)

۲۔ اذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (النساء/۸۳)، فقد حوت هذه الآیة معانی منها ان فی احکام الحوادث ما لیس بمنصوص علیه بل مدلول علیه ومنها ان علی العلماء استنباطه والتوصل الی معرفته برده الی نظائره من المنصوص ومنها ان العامی علیه تقلید العلماء فی احکام الحوادث (احکام القرآن: ۲/۲۱۵)، واما الاحکام فضربان احدهما مایعلم بالضرورة من دین الرسول صلی الله علیه وسلم کالصلوات الخمس والزکاة وصوم شهر رمضان والحج وتحریم الزنا وشرب الخمر وما اشبه ذلک فهذا لا یجوز التقلید فیه لان الناس کلهم یشترکون فی ادراکه والعلم به فلا معنی للتقلید فیه، وضرب لا یعلم الا بالنظر والاستدلال کفروع العبادات والمعاملات والمناکحات وغیر ذلک من الاحکام فهذا یسوغ فیه التقلید بدلیل قوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الفقیه والمتفقه: ۲/۱۲۸ تا ۱۳۱ بحواله مجموعه مقالات: ۱/۱۲۵)

۳:..... تقلید صرف اس غرض کے لئے کی جاتی ہے کہ قرآن وسنت سے جو مختلف المعانی احکام ثابت ہورہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک معنی متعین کرنے کے لئے اپنی ذاتی رائے استعمال کرنے کی بجائے سلف میں سے کسی صالح مجتہد کی رائے اور فہم پر اعتماد کیا جائے۔ ظاہر ہے یہ دوسری صورت انتہائی محتاط اور صواب ہے، کیونکہ آئمہ مجتہدین متقدمین کے پاس جو علم وفہم، تقویٰ وللّٰہیت، حافظہ وذکاوت، دین ودیانت اور قربِ عہد رسالت جیسے اوصاف تھے، بعد کے لوگوں میں اور بالخصوص آج کے لوگوں میں ویسے اوصاف نہیں ہیں، چنانچہ جو اعتماد آئمہ مجتہدین پر کیا جا سکتا ہے، بعد کے لوگوں پر نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی آدمی اپنے اوپر ویسا اعتماد کر سکتا ہے۔(۱)

۴:..... تقلید سے قرآن وسنت ہی کی پیروی اور اتباع مقصود ہوتی ہے۔ تقلید میں مجتہد کی حیثیت صرف شارح کی ہوتی ہے کہ مقلد اس کی تشریح وتعبیر پر اعتماد کرتا ہے نہ کہ مجتہد کو بذاتِ خود واجب الاطاعت سمجھ کر اس کی اطاعت کرتا ہے، کیونکہ واجب الاطاعت ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔ رسول ﷺ کی اطاعت بھی اس لئے واجب ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے احکامِ الٰہی کی ترجمانی فرمائی ہے۔(۲)

۱۔ فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون(النحل/۴۳)، ان من الناس من جوز التقليد للمجتهد بهذه الاية فقال لما لم يكن احد المجتهدين عالما وجب عليه الرجوع الى المجتهد العالم..... فان لم يجب فلا اقل من الجواز(تفسير كبير: ۱۹/۱۹)، ولم يختلف العلماء ان العامة عليها تقليد علماء هم وانهم مرادون بقول الله عزوجل فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون۔ واجمعوا على ان الاعمى لا بد له من تقليد غيره ممن يثق بميزه بالقبلة اذا اشكلت عليه كذلك من لا علم له ولا بصر بمعنى ما يدين به لا بد له من تقليد عالمه

(جامع بيان العلم وفضله: ۲/۲۲۸)

۲۔ يايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم(النساء/۵۹)

ووجه تخصيص المجتهدين انه جاء فى الاية الثانية ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم ففسر اولى الامر باهل الاستنباط وهم المجتهدون(احكام القرآن ۲/۲۵۶)، فكذلك يجب علينا الايمان والتصديق بصحة ما استنبطه المجتهدون۔ كلها مقتبسة من شعاع نور الشريعة التى هى الاصل (وايضاح ذلك)ان نور الشريعة المطهرة هو النور الواضح ولكن كلما قرب الشخص منه يجده اضوأ من غيره وكلما بعد عنه فى سلسلة التقليد يجده اقل نورا بالنسبة لما هو اقرب من عين الشريعة(اليواقيت والجواهر: ۲/۹۴)

۵:...... تقلید صرف مسائل شرعیہ فرعیہ میں ہوتی ہے، چنانچہ جو احکام شریعت تواتر و بداہت سے ثابت ہیں، ان میں تقلید نہیں ہوتی، دین کے بنیادی عقائد میں تقلید نہیں ہوتی، قرآن و سنت کی نصوص قطعی الدلالۃ غیر معارضہ میں بھی تقلید نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔(۱)

۶:..... آئمہ مجتہدین کو شارع، معصوم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح خطاؤں سے پاک سمجھنا قطعی طور پر غلط ہے۔ وہ شارع، معصوم اور خطاؤں سے پاک نہیں ہیں، ان کے ہر اجتہاد میں احتمالِ خطاء موجود ہے، لیکن انہیں خطاء پر بھی اجر ملتا ہے اور وہ اجرِ اجتہاد ہے۔ خطاء نہ ہو تو دو اجر ملتے ہیں، ایک اجرِ اجتہاد، دوسرا اجرِ صواب۔(۲)

۷:...... مجتہد کے لئے کسی کی تقلید جائز نہیں، اس پر واجب ہے کہ اپنے اجتہاد پر عمل کرے۔(۳)

۸:..... عوام کے لئے تقلید ضروری اور واجب ہے، کیونکہ ان میں اتنی استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ براہِ راست قرآن و سنت کو سمجھ سکیں، متعارض دلائل میں تطبیق یا ترجیح کا فیصلہ کرسکیں، لہٰذا ان پر لازم ہے کہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں، اور اس کے بیان کردہ مسائل و احکام پر عمل کریں۔(۴)

۱۔ و کلامنا فیما لم یکن فیہ نص عن الشارع اما ما فیہ نص فلا یدخلہ الاجتہاد ابدا کما اذا نص الشارع علی تحریم شیء أو وجوبہ أو استحبابہ أو کراھیۃ فلا سبیل لاحد الی مخالفۃ انما ھو السمع والطاعۃ والتسلیم(الیواقیت والجواھر: ۲/۹۹)، واما الاحکام فضربان احدھما ما یعلم بالضرورۃ من دین الرسول ﷺ کالصلوات الخمس .... لا یجوز التقلید فیہ لان الناس کلھم یشترکون فی ادراکہ والعلم بہ فلا معنی للتقلید فیہ
(الفقیہ والمتفقہ: ۲/۱۲۸تا ۱۳۴، بحوالہ مجموعہ مقالات: ۱/۱۲۵)

۲۔ عن عمرو بن العاص انہ سمع رسول اللہ ﷺ قال اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر(صحیح مسلم: ۲/۷۶)، والمختار ان الحکم معین وعلیہ دلیل ظنی ان وجدہ المجتہد اصاب وان فقدہ اخطاء والمجتہد غیر مکلف باصابتہ کما ذھب بعضھم ممن ذھب الی الاحتمالات الثلاث وذلک لغموضہ وخفائہ، فلذلک کان المخطی معذورا، فلمن اصاب اجران ولمن اخطاء اجر واحد کما ورد فی حدیث آخر اذا اصبت فلک عشر حسنات وان اخطات فلک حسنۃ (شرح فقہ اکبر/۱۳۳)

۳۔ منع الائمۃ عن التقلید انما ھو فی حق القادر علی اخذ الاحکام عن الادلۃ
(فتاوی ابن تیمیہ: ۲/۲۰۲)

۴۔ وضرب لا یعلم الا بالنظر والاستدلال کفروع العبادات والمعاملات والمناکحات وغیر ذلک من الاحکام فھذا یسوغ فیہ التقلید بدلیل قول اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الفقیہ والمتفقہ: ۲/۱۲۸ بحوالہ مجموعہ مقالات: ۱/۱۲۵)، ان العامی یجب علیہ تقلید العلماء فی احکام الحوادث(تفسیر کبیر: ۳/۲۷۲)

۹:...... عہد صحابہؓ وتابعینؒ میں تقلید مطلق وتقلید شخصی دونوں پر عمل رہا ہے اور دونوں کی بکثرت مثالیں موجود ہیں۔ اس وقت تقلید کی یہ دونوں قسمیں جائز تھیں، لیکن اب تقلید مطلق جائز نہیں بلکہ تقلید شخصی ہی واجب ہے، یعنی کسی ایک متعین مجتہد ہی کی تقلید کرنا، اس لئے کہ اب اگر تقلید مطلق کو جائز قرار دیا جائے تو چونکہ تقویٰ وخدا خوفی کا وہ معیار باقی نہیں رہا جو پہلے زمانوں میں تھا، لوگ بجائے شریعت پر عمل کرنے کے اپنی خواہشات پر عمل کریں گے، جس مسئلہ میں جس امام کے قول میں آسانی دیکھیں گے اسی کو اختیار کرلیں گے، اس میں خواہشات کی اتباع ہوگی شریعت کی پیروی اور اتباع نہیں ہوگی۔ جبکہ تقلید سے مقصود شریعت کی اتباع ہے۔ (۱)

۱۰:..... آئمہ مجتہدین بہت سے گزرے ہیں مگر تقلید صرف چار اماموں؛ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، اس لئے کہ انہی آئمہ اربعہؒ کے فقہی مذاہب مدوّن شکل میں محفوظ ہیں، اور باقی اماموں کے فقہی مذاہب نہ تو اس طرح مدوّن شکل میں محفوظ ہیں اور نہ ہی ان مذاہب کے علماء پائے جاتے ہیں کہ بوقتِ ضرورت ان کی طرف مراجعت کی جائے۔ لہٰذا آئمہ اربعہؒ میں سے ہی کسی ایک امام کی تقلید واجب ہوگی۔ (۲)

۱۔ کان التقلید موجودا فی عهد الصحابة و التابعین ..... کانوا یعملون بالتقلید المطلق من غیر التزام لمذهب امام معین و کان التقلید الشخصی فیهم نادرا ولکن لما تغیر الزمان و کثرت الاهواء و فسدت الافکار اختار العلماء الخیر المجتهدین ان یلتزموا مذهب امام معین لا لانه کان حکما شرعیا بل لکف الناس عن اتباع الهوی فان الرجل العامی اذا حصلت له الحریة لصار الدین لعبة فی ایدی المتلعبین ..... وهذا مما لا یبیحه احد فکان حکم التقلید الشخصی سدا للذریعة لا تشریعا عالم یثبت من الصحابة و التابعین۔ (اصول الافتاء/ ۱٤)، و بعد المائتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه و کان هذا هو الواجب فی ذلک الزمان (الانصاف/ ۵۲)، فی وقت یقلدون من یفسده النکاح وفی وقت یقلدون من یصححه بحسب الغرض و الهوی ومثل هذا لا یجوز (فتاوی ابن تیمیه: ۲ / ۲٤۰)

۲۔ وثانیا قال رسول الله ﷺ اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة کان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم (عقد الجید مع سلک مروارید/ ۳۳)، ان هذه المذاهب الاربعة المدوّنة المحررة قد اجتمعت الامة او من یعتد به منها علی جواز تقلیدها الی یومنا هذا وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لا سیما فی هذه الایام التی قصرت عنها الهمم جدا واشربت النفوس الهوی واعجب کل ذی رای برایه (حجة الله البالغه: ۱ / ۱۵٤)، علی هذا ما ذکر بعض المتاخرین منع تقلید غیر الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقیید مسائلهم وتخصیص عمومها ولم یدر مثله فی غیرهم الان لانقراض اتباعهم وهو صحیح (التحریر فی اصول الفقه/ ۵۵۲)

۱۱:..... برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں چونکہ صرف فقہ حنفی ہی کے علماء پائے جاتے ہیں، لہٰذا ان ملکوں میں رہنے والوں پر فقہ حنفی کی تقلید لازم ہے۔(۱)

۱۲:..... آئمہ مجتہدین کو برا بھلا کہنا، اس تقلید شرعی کو شرکیہ تقلید کہنا، اور استعداد و صلاحیت اجتہاد نہ ہونے کے باوجود براہِ راست قرآن و حدیث پر غلط سلط عمل کرنا، ایسے اُمور ہیں جن کی وجہ سے آدمی اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے اور اہل بدعت وہوئی میں داخل ہو جاتا ہے۔(۲)

۱۳:...... اجتہاد

اجتہاد اس خاص قوت استنباط کا نام ہے، جس کے ذریعہ آدمی قرآن و حدیث کے خفیہ و دقیق احکام و معانی اور اسرار و علل کو انشراحِ صدر کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے کہ عام لوگوں کی یہاں تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔(۳)

۱۴:..... اُمور قطعیہ و اجماعیہ میں اجتہاد نہیں ہوتا، اور ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد

۱۔ فان كان انسان جاهلا في بلاد الهند......وجب عليه ان يقلد بمذهب ابي حنيفة و يحرم عليه الخروج من مذهبه۔ (انصاف/ ۷۰)

۲۔ فان اهل السنة والجماعة قد افترق بعد القرون الثلثة او الاربعة على اربعة المذاهب ولم يبق في فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول من يخالف كلهم وقد قال الله تعالىٰ ومن يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولى ونصله جهنم(تفسير مظهری: ۲ /٦٤)، فعليكم يا معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله في موافقتهم و خذلانه و سخطه و مقته في مخالفته وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعة هم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة في ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار(طحطاوی على الدر المختار: ٤ /١٥٣)

۳۔ واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ولو ردوه الى الرسول والى اولي الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم (النساء/ ۸۳)، وفي هذه الاية دلالة على وجوب القول بالقياس واجتهاد الرای في الحكام الحوادث (احكام القرآن: ۲ /۲٦۲)، اما شرطه فانه يحوي علم الكتاب بمعانيه وعلم السنة بطرقها ومتونها ووجوه معانيها وان يعرف وجوه القياس (كنز الوصول الى معرفة الاصول: ۲۷۸ بحواله الكلام المفيد/ ٦۵)

پر حجت نہیں ہوتا۔(۱)

۱۵:... اجتہاد کا دروازہ بند نہیں، نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے۔ اجتہاد کے لئے اہل اجتہاد ہونا اور ان تمام شرائط کا پایا جانا جو ایک مجتہد کے لئے ضروری ہیں، شرط ہے۔ مزید برآں اجتہاد میں انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کی راہ اختیار کرنی چاہئے، یعنی تمام اہل اجتہاد مل کر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل نکالیں۔(۲)

۱۶:... آج کل اجتہاد کے نام پر اباحیت اور تحریف دین کو عام کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کی اباحیت قطعاً ناجائز ہے اور اسے ہرگز ہرگز اجتہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔(۳)

۱۔ والاحکام علی ضربین عقلی و شرعی۔ فالعقلی فلا یجوز فیه التقلید کمعرفة الصانع وصفاته (الفقیه والمتفقه: ۲/۱۲۸ بحواله مجموعه مقالات: ۱/۱۲۵)، وکلامنا فیما لم یکن فیه نص عن الشارع اما فیه نص فلا یدخله الاجتهاد ابدا کما اذا نص الشارع علی تحریم شئی او وجوبه او استحبابه او کراهیته فلا سبیل لاحد الی مخالفته (الیواقیت الجواهر: ۲/۹۹)، منع الائمة عن التقلید انما هو فی حق القادر علی اخذ الاحکام عن الادلة (فتاوی ابن تیمیه: ۲/۲۰۳)

۲۔ قال النبی ﷺ ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة (مشکوٰة المصابیح: ۱/۳۲)، ان الامة اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا فی ذلك علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وهکذا فی کل طبقة اعتمدوا العلماء علی من قبلهم والعقل یدل علی حسن ذلك لان الشریعة لا یعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقة عمن قبلها بالاتصال (عقد الجید/۳۶)، اما شرطه فان یحوی علم الکتاب بمعانیه وعلم السنة بطرقها ومتونها ووجوه معانیها وان یعرف وجوه القیاس (کنز الوصول الی معرفة الاصول: ۲۷۸ بحواله الکلام المفید/۶۵)

۳۔ قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع وکذا لا یجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم (تفسیرات احمدیه: ۳۴۶)

تصوف وتزکیہ

۱:　باطن کی صفائی اور باطنی گندگیوں اور کدورتوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام تصوف ہے، اسی کو تزکیۂ نفس بھی کہا جاتا ہے۔(۱)

۲:...... کامل مسلمان بننے کے لئے جس طرح عقائد اور اعمالِ ظاہرہ کی اصلاح ضروری ہے، اسی طرح اعمالِ باطنہ کی اصلاح یعنی تزکیۂ نفس بھی ضروری ہے۔(۲)

۳:...... تصوف کے بہت سے مسلک اور طریقے ہیں، ان میں چار طریقے مشہور اور مقبول ہیں: طریقہ نقشبندیہ، طریقہ چشتیہ، طریقہ قادریہ اور طریقہ سہروردیہ۔ ان سب طرق کا مقصد اپنے شیخ و مرشد کے ذریعے رضائے الٰہی اور قربِ خداوندی کا حصول ہے۔(۳)

۴:　مقصدِ تصوف یعنی رضائے الٰہی اور قربِ خداوندی کسی طریقہ میں آسانی اور جلدی سے حاصل ہو جاتا ہے اور کسی طریقہ میں ریاضت ومجاہدہ درکار ہوتا ہے۔ روحانیت کے ارتقاء میں اگرچہ ان طرق کے افکار ونظریات اور اصول ایک دوسرے سے مختلف ہیں، مگر سب کا مطلوب؛

۱۔ علم التصوف: ويقال له علم الحقيقة ايضا وهو علم الطريقة ايضا اى تزكية النفس عن الاخلاق الردية وتصفية القلب عن الاغراض الدنية (كشف الظنون: ۱/ ۴۱۳)

۲۔ قد افلح من تزكى (الاعلى/ ۱۴)، وذروا ظاهر الاثم وباطنه (الانعام/ ۱۲۰) ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (آل عمران/ ۱۶۴)، الطريقة سلوك طريق الشريعة والشريعة اعمال شرعية محدودة وهما والحقيقة متلازمة لان الطريق الى الله ظاهر و باطن وظاهر الطريقة والشريعة وباطنها الحقيقة فبطون الحقيقة فى الشريعة كبطون الزبد فى لبنه لا يظفر بزبده بدون مخضه والمراد من الثلثه اقامة العبودية على الوجه المراد من العبد۔ (رد المحتار ۱/ ۴۲)،

۳۔ قال العلامة المحكار بورى: ان الطرق الى الله كثيره كالشاذلية والسهروردية والقادرية الى غير ذلك (فيض الارشاد/ ۵۴۴)، مرجع الطرق كلها الى تحصيل هيئة نفسانية تسمى عندهم بالنسبة لانها انتساب وارتباط بالله عزوجل بالسكينة وبالنور وحقيقتها كيفية حالة فى نفس الناطقة من باب التشبه بالملائكة او التطلع الى الجبروت (شفاء العليل/ ۱۱۳)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں شفاء العليل ترجمہ قول الجميل/ ۴۰، ہمعات/ ۱۵)

مقصود ایک ہی ہے اور وہ ہے باطن کا تزکیہ اور حق تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا۔(۱)

۵:...... تصوف کے طرق اربعہ کا سلسلہ اپنے شیخ و مرشد سے شروع ہوتا ہے اور امت کی پاکیزہ اور نورانی ہستیوں سے ہوتا ہوا جناب نبی کریم ﷺ تک جا پہنچتا ہے۔ ان طرق کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ کون سا طریقہ کامل، سہل اور حصولِ مقصد میں قریب تر ہے، ہر کسی کا کام نہیں، وہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے جسے ان تمام طرق پر کامل عبور ہو اور جس نے ہر طریقہ کے نشیب و فراز، درجات و مقامات اور معارف و اسرار کا مشاہدہ کیا ہو اور اسے بصیرت و فراست سے بھی نوازا گیا ہو۔(۲)

۶:...... تصوف، جس کا دوسرا نام تزکیۂ نفس ہے، کا حکم قرآن کریم میں دیا گیا ہے اور اسے مقاصدِ نبوت میں سے ایک اہم ترین مقصد بتلایا گیا ہے، لہٰذا اس کا انکار کرنا یا اس کو بدعت قرار دینا سراسر غلط اور گمراہی ہے۔(۳)

۱۔ فقد بان لك ان سائر ائمة الصوفية على هدى من ربهم كالأئمة المجتهدين وانه لا ينبغي لاحد ان ينكر عليهم كلامهم (اليواقيت والجواهر: ۲/۹۳)، ولا نظن ان النسبة لا تحصل الا بهذه الاشغال بل هذه طرق لتحصيلها من غير حصر فيها وغالب الرأى عندى ان الصحابةؓ والتابعين كانوا يحصلون السكينة بطرق اخرى فمنها المواظبة على الصلوات والتسبيحات فى الخلوة مع المحافظة على شريطة الخشوع والحضور (شفاء العليل/۱۱۵)

۲۔ ومعظم مادعت الى اقامته الرسل امور ثلثة تصحيح العقائد فى المبداء والمعاد..... وتصحيح العمل وتصحيح الاخلاص والاحسان...... والذى نفسى بيده هذا الثالث ادق المقاصد الشرعية مأخذا واعمقها محتدا بالنسبة الى سائر الشرائع وبمنزلة الروح من الجسد وبمنزلة المعنى من اللفظ وتكفل بها الصوفية رضوان الله عليهم فاهتدوا وهدوا واستسقوا وسقوا وفازوا بالسعادة القصوى وحازوا السهم الاعلى (تفهيمات الهيه: ۱/۱۳)، وهذا المعنى هو المتوارث عن رسول الله ﷺ من طريق مشائخنا لا شك فى ذلك واختلف الالوان واختلفت طرق تحصيلها (القول الجميل/۳۱)

۳۔ ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (آل عمران/۱۶۴)، قد افلح من زكها وقد خاب من دسها (الشمس/۹)، ومن تزكى فانما يتزكى لنفسه والى الله المصير (فاطر/۱۸)، قد افلح من تزكى (الاعلى/۱۴)، قال العلامة ملا على قارىؒ عن امام مالك: من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق (مرقاة: ۱/۵۲۶)، وازالتها فرض عين ولا يمكن الا بمعرفة حدودها واسبابها وعلاماتها...... فان من لا يعرف الشر يقع فيه (ردالمحتار: ۱/۳۰)، وتصحيح الاخلاص والاحسان الدين هما اصلا الدين الحنيفى الذى ارتضاه الله لعباده قال الله تبارك وتعالى وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين..... انهم كانوا قبل ذلك محسنين (تفهيمات الهيه: ۱/۱۲)

۷:...... طرق اربعہ میں سے ہر طریق کے مشائخ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں اور اب بھی ہیں، لہٰذا جس طریق کے معارف سے مناسبت ہو، اسے اختیار کرنا چاہئے۔ اور اس طریق کے کسی شیخ کامل سے بیعت ہونا چاہئے۔ اس بیعت کو بیعتِ طریقت کہتے ہیں۔ احادیث سے یہ بیعت ثابت ہے، لہٰذا اس بیعت سے روگردانی کرنا، اس کو بدعت کہنا یا اس بیعت کا انکار کرنا غلط ہے۔(۱)

۸:...... بیعت کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب کرنا چاہئے جو صحیح معنی میں ولی اللہ یعنی اللہ کا دوست ہو، متبع سنت اور جامع الشریعت والطریقت ہو، تاکہ مقصد بیعت حاصل ہو سکے۔ اس کے برخلاف تصوف وطریقت سے بالکل ناآشنا بدعتی قسم کے، نام کے ولی جو مختلف قسم کی بدعتوں کے مرتکب ہوں، فرائض وواجبات کی پرواہ نہ کرتے ہوں، تارکِ سنت ہوں، ان کو ولی اللہ سمجھنا یا ان سے بیعت ہونا قطعاً جائز نہیں۔(۲)

۱۔ یا ایها النبی اذا جاءك المؤمنات یبایعنك علی ان لا یشرکن بالله شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن (الممتحنه/۱۲)، عن جریر رضی الله عنه قال: بایعت رسول الله ﷺ علی اقام الصلوة وایتاء الزکوة والنصح لکل مسلم (صحیح مسلم: ۱/۵۵)، عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال کنا مع رسول الله ﷺ فی مجلس فقال تبایعونی علی ان لا تشرکوا بالله شیئا ولا تزنوا ولا تسرقوا (صحیح مسلم: ۲/۷۳)، عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه: انی من النقباء الذین بایعوا رسول الله ﷺ وقال: بایعنا علی ان لا نشرك بالله شیئا ولا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم الله الا بالحق (صحیح مسلم: ۲/۷۳)، واما انتساب الطائفة الی شیخ معین فلا ریب ان الناس یحتاجون من یتلقون عنه الایمان والقرآن کما تلقی الصحابة ذلك عن النبی ﷺ وتلقاه عنهم التابعون وبذلك یحصل اتباع السابقین الاولین باحسان فکما ان المرء له من یعلمه القرآن ونحوه فکذلك له من یعلمه الدین الباطن والظاهر (فتاوی ابن تیمیه: ۱۱/۵۱۰)

۲۔ وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا ... اولئك یجزون الغرفة بما صبروا ویلقون فیها تحیة وسلاما (الفرقان/۶۳ تا ۷۵)، قال جنید البغدادی رحمة الله علیه: مذهبنا هذا مقید بالکتاب والسنة فمن لم یقرأ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی به فی مذهبنا وطریقتنا (البدایه: ۱۱/۱۱۳)، الولی هو العارف بالله تعالی وصفاته بحسب ما یمکن المواظب ... ای الملازم علی الطاعات حتی قیل ان الولی الکامل لا [illegible] المجتنب عن المعاصی حتی انه یخرج بالکبیرة [illegible] (الخیالی [illegible])

۹: بیعت سے مقصود شیخ کامل کی اتباع کر کے اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے، لہذا صرف بیعت پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے کہ میں فلاں شیخ سے بیعت ہو گیا ہوں، بلکہ مقصد بیعت حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ اور شیخ کی رہنمائی میں ہر وقت اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح میں لگے رہنا چاہئے۔(۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) و اصرار الصغير عن الولاية المعرض عن الانهماك اى الاستغراق فى اللذات والشهوات (نبراس: ۲۹۵)، و كان جنيد بغدادى رحمة الله عليه يقول ايضا اذا رأيتم شخصا متربعا فى الهواء فلا تلتفتوا اليه الا ان رايتموه مقيدا بالكتاب و السنة(اليواقيت والجواهر: ۲/ ۹۳)، يستحب عندنا اذا فرغ الانسان من تصحيح العقائد و تحصيل المسائل الضرورية من الشرع ان يبايع شيخا راسخ القدم فى الشريعة زاهدا فى الدنيا راغبا فى الآخرة قد قطع عقبات النفس و تمرن فى المنجيات و تبتل عن المهلكات كاملا مكملا و يضع يده فى يده (المهند على المفند/ ۲۰).

۱۔ فاذ اهتدى الطالب بعناية الحق......جل سلطانه الى مثل هذا الشيخ الكامل المكمل و وصل اليه ينبغى ان يغتنم وجوده و ان يفوض نفسه اليه بالتمام و ان يعتقد سعادته فى مرضياته و شقاوته فى خلاف مرضياته و بالجملة ينبغى ان يجعل هواه تابعا لرضاه.... اعلم ان رعاية آداب الصحبة و مراعاة شرائطها من ضروريات هذا الطريق حتى يكون طريق الافادة و الاستفادة مفتوحا و بدونها لا نتيجة للصحبة و لا ثمرة للمجالسة

(المكتوبات الربانية: ۲/ ۱۸۹۔ المكتوب الثانى و التسعون و المائتان)

فرقِ باطلہ

ا:...... قادیانی ولاہوری

حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی شخص منصبِ نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا، آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور زندیق ہے۔(۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا، ۱۸۹۹ء میں ظلی بروزی نبی ہونے کا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں مستقل صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔(۲)

مرزا اپنے ان جھوٹے دعوؤں کی بناء پر کافر و مرتد اور زندیق ٹھہرا، اور اس کو نبی ماننے والے بھی کافر و مرتد اور زندیق ٹھہرے۔(۳)

مرزا کو ماننے والے دو طرح کے لوگ ہیں:

۱۔قادیانی ۲۔لاہوری

قادیانی مرزا کو اس کے تمام دعوؤں میں سچا مانتے ہیں لہٰذا جو لوگ اسلام سے برگشتہ ہوکر قادیانی ہوئے وہ مرتد کہلائیں گے اور جو پیدائشی قادیانی ہیں وہ زندیق کہلائیں گے۔(۴)

لاہوریوں اور قادیانیوں کا اصل جھگڑا حکیم نور الدین کے بعد ''مسئلہ خلافت'' پر ہوا۔ قادیانی خاندان نے مرزا محمود کو خلافت سونپ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی، جبکہ لاہوری گروپ محمد علی لاہوری کی خلافت کا خواہاں تھا، ورنہ دونوں گروپ مرزا کو اپنے دعوؤں میں سچا مانتے ہیں۔

اگر لاہوری کہیں کہ ہم قادیانی کو نبی نہیں مانتے، اول تو یہ بات خلافِ حقیقت اور غلط ہے، اور اگر تسلیم بھی کرلی جائے تو وہ اس کو مجدد، مہدی اور مامور من اللہ وغیرہ ضرور مانتے ہیں، اور جھوٹے مدعیٔ نبوت کو صرف مسلمان سمجھنے سے آدمی کافر و مرتد ہوجاتا ہے، لہٰذا قادیانی جماعت کے دونوں گروہ قادیانی اور لاہوری کافر و مرتد ہیں۔(۵)

۱۔ الاحزاب/ ٤٠، روح البیان: ٧/ ١٨٨، تفسیر ابن کثیر: ٣/ ٣٩٤

۲۔ آئینہ قادیانیت/ ٢١٢

۳۔ الشفاء للقاضی عیاض: ٢/ ٢٤٦، ٢٤٧، المجموع شرح المهذب: ١٩/ ٢٣٣

٤۔ منهاج السنة: ٢/ ٢٣٠ ٥۔ اکفار الملحدین/ ١٤

۲:...... بہائی

بہائی فرقہ مرزا محمد علی شیرازی کی طرف منسوب ہے۔محمد علی ۱۸۲۰ء میں ایران میں پیدا ہوا، اثنا عشری فرقے سے تعلق رکھتا تھا، اسی نے اسماعیلی مذہب کی بنیاد ڈالی۔محمد علی نے بہت سے دعوے کیے، ایک دعویٰ یہ کیا کہ وہ امام منتظر کے لئے ''باب'' یعنی دروازہ ہے، اسی واسطے اس فرقے کو ''فرقہ بابیہ'' بھی کہا جاتا ہے، بہائیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ایک وزیر ''بہاء اللہ'' کا سلسلہ آگے چلا، دوسرے وزیر ''صبح الاول'' کا سلسلہ نہ چل سکا۔

محمد علی کے دعوؤں میں سے ایک دعویٰ یہ تھا کہ وہ خود مہدی منتظر ہے، اس بات کا بھی مدعی تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر حلول کئے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔وہ قربِ قیامت میں نزولِ عیسیٰ علیہ السّلام کی طرح ظہور موسیٰ علیہ السّلام کا بھی قائل تھا، دنیا میں اس کے علاوہ کوئی بھی نزول موسیٰ علیہ السّلام کا قائل نہیں ہے۔وہ اپنے بارے میں اس بات کا بھی مدعی تھا کہ وہ ''اولو العزم من الرسل'' کا مثلِ حقیقی ہے، یعنی حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانے میں وہی نوح تھا، موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں وہی موسیٰ تھا اور عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں وہی عیسیٰ تھا اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں وہی محمد تھا۔(معاذ اللہ)

اس کا ایک دعویٰ یہ تھا کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔وہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا بھی منکر تھا۔اس نے ''البیان'' نامی ایک کتاب لکھی جس کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ یہ کتاب قرآن کریم کا متبادل ہے۔ایک دوسری کتاب ''الأقدس'' لکھی جس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ کتاب میری طرف بھیجی جانے والی وحی الٰہی پر مشتمل ہے۔اس نے تمام محرمات شرعیہ کو جائز قرار دیا اور کتاب وسنت سے ثابت اکثر احکامِ شرعیہ کا انکار کیا، اسلام کے برخلاف ایک جدید اسلام پیش کرنے کا دعویٰ کیا، انہی تمام باطل دعوؤں پر اس کا خاتمہ ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا، عباس المعروف عبد البہاء اس کا خلیفہ مقرر ہوا۔

یہ فرقہ بھی اپنے باطل اور کفریہ نظریات کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔(۱)

۱۔ شرح فقہ اکبر /۸۶، عقیدہ السلف /۱۰۷ تا ۱۰۹، بحوالہ عقیدہ حنفیہ / ۴۵

۳:...... اسماعیلی وآغا خانی

اسماعیلی مذہب، اسلام کے برخلاف واضح کفریہ عقائد اور قرآن وسنت کے منافی اعمال پر مشتمل مذہب ہے۔

اس مذہب کے بانی پیر صدر الدین ۷۰۰ھ میں ایران کے ایک گاؤں ''سبزوار'' میں پیدا ہوئے، خراسان سے ہندوستان آئے، سندھ، پنجاب اور کشمیر کے دورے کیے اور نئے مذہب کی بنیاد ڈالنے کے حوالے سے ان دوروں میں بڑے بڑے تجربات حاصل کیے، چنانچہ سندھ کے ایک گاؤں ''کوہاڈا'' کو اپنا مرکز ومسکن قرار دیا۔ ایک سو اٹھارہ سال کی طویل عمر پاکر پنجاب، بہاولپور کے ایک گاؤں ''اوچ'' میں اس کا انتقال ہوا، اس نے اسماعیلی مذہب کا کھوج لگا کر اسماعیلیوں کو یہ مذہب دیا۔ (۱)

اسماعیلی مذہب کا کلمہ یہ ہے:

''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد انّ محمدا رسول اللّٰہ واشھد ان امیر المؤمنین علی اللّٰہ''(۲)

اسماعیلی مذہب کے عقیدہ امامت کے متعلق عجیب وغریب نظریات ہیں، ان کے نظریہ میں ''امام زمان'' ہی سب کچھ ہے، وہی خدا ہے، وہی قرآن ہے، وہی خانہ کعبہ ہے، وہی بیت المعمور (فرشتوں کا کعبہ) ہے، وہی جنت ہے، قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ ''اللہ'' آیا ہے اس سے مراد بھی امام زمان ہی ہے۔ (۳)

اسماعیلی ختم نبوت کے منکر ہیں، چنانچہ ان کے مذہب کے مطابق آدم علیہ السّلام عالم دین کے اتوار ہیں، نوح علیہ السّلام سوموار ہیں، ابراہیم علیہ السّلام منگل ہیں، موسیٰ علیہ السّلام بدھ ہیں، عیسیٰ علیہ السّلام جمعرات ہیں اور حضرت محمد ﷺ عالم دین کے روز جمعہ ہیں اور سنیچر یعنی ہفتہ کے آنے کا انتظار ہے، اور وہ قائم القیامۃ ہیں، ان کے زمانہ میں اعمال نہیں ہوں گے بلکہ اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ (۴)

۱۔ تاریخ اسماعیلیہ / ۵۳۔۵٤ ۲۔ اسماعیلی تعلیمات کتاب نمبر ۱ ۱۹٦۸ء

۳۔ وجہ دین / ۱۔۱٤۲۔۱٤۰۔۱۵۰ ......علم کے موتی / ۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۲۹۔ ٤۳

٤۔ وجہ دین / ٦٦۔٦۷

اسماعیلی مذہب میں قرآن کریم اور قیامت کا انکار کیا گیا ہے، قرآن امام زمان کو قرار دیا گیا ہے اور ان کے ساتویں حضرت قائم القیامۃ کے زمانہ سنیچر کو قیامت قرار دیا گیا ہے۔(۱)

اسماعیلی مذہب کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

۱۔ دعا کے لئے ہمیشہ جماعت خانہ میں حاضر ہونا اور وہیں دعا پڑھنا۔

۲۔ آنکھ کی نظر پاک ہونا۔

۳۔ سچ بولنا۔

۴۔ سچائی سے چلنا۔

۵۔ نیک اعمال۔(۲)

اسماعیلی مذہب میں نماز نہیں ہے، اس کی جگہ دعا ہے، روزہ فرض نہیں، زکوۃ نہیں اس کے بدلے مال کا دسواں حصہ بطور دسوند امام زمان کو دینا لازم ہے، حج نہیں ہے، اس کے بدلے میں امام زمان کا دیدار ہے، یا اسماعیلیوں کا حج پہلے ایران میں ہوتا تھا اب بمبئی بھی حج کرنے جاتے ہیں۔(۳)

اسماعیلی مذہب کی کفریات کی بناء پر ان کو مسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔(۴)

۴:...... ذکری فرقہ

ذکری فرقے کی بنیاد دسویں صدی ہجری میں بلوچستان کے علاقہ ''تربت'' میں رکھی گئی، ملا محمد اٹکی نے اس کی بنیاد رکھی جو ۹۷۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰۲۹ھ میں وفات پا گیا۔ ملا محمد اٹکی نے پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر نبوت کا دعویٰ کیا، آخر میں خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

ذکری فرقے کا بانی ملا محمد اٹکی، سیّد محمد جونپوری کے مریدوں میں سے تھا، اس کی وفات

۱۔ فرمان نمبر ۱۴ از فرامین سلطان محمد شاہ بمبئی وازی، وجہ دین / ۶۶۔ ۶۷

۲۔ فرمان نمبر ۸۳ زنجبار / ۱۳۔۹۔۱۸۹۹ء

۳۔ تاریخ اسماعیلیہ / ۵۵، فرمان نمبر ۱۱ کچھ ناگلپور، ۱۵۔۱۱۔۱۹۰۳ء و فرمان نمبر ۸۳ زنجبار، ۱۳۔۹۔۱۸۹۹ء

۴۔ امداد الفتاوی: ۶/ ۱۱۴، فتاوی حقانیہ: ۱/ ۳۸۵

کے بعد اس نے ذکری فرقے کی بنیاد رکھی۔ سیّد محمد جونپوری ۸۴۷ھ میں جونپور صوبہ اودھ میں پیدا ہوا، اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے پیروکاروں کو ''فرقہ مہدویہ'' کا نام دیا جاتا ہے، اس فرقے کے بہت سے کفریہ عقائد ہیں، مثلاً سیّد محمد جونپوری کو مہدی ماننا فرض ہے، اس کا انکار کفر ہے، محمد جونپوری کے تمام ساتھی، آنحضرت ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں، احادیث نبوی کی تصدیق محمد جونپوری سے ضروری ہے، وغیرہ وغیرہ ......

سیّد محمد جونپوری نے افغانستان میں ''فراہ'' کے مقام پر وفات پائی۔ جونپوری کے فرقہ سے ذکری فرقہ نکلا ہے، ان دونوں فرقوں کے مابین بعض عقائد میں مماثلت پائی جاتی ہے اور بعض عقائد کا آپس میں فرق ہے۔ مثلاً مہدویہ کے نزدیک سیّد محمد جونپوری مہدی ہے اور ذکریہ کے نزدیک نبی آخرالزمان ہے، مہدویہ کے نزدیک سیّد محمد جونپوری ''فراہ'' میں وفات پا گیا اور ذکریہ کے نزدیک وہ نور ہے مرا نہیں ہے، مہدویہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ذکریہ کے نزدیک آپ ﷺ ، نبی ہیں، خاتم الانبیاء نہیں۔ مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ کی بیان کردہ تعبیر و تفسیر معتبر ہے، اور ذکریہ کے نزدیک قرآن سیّد محمد جونپوری پر نازل ہوا ہے، حضور ﷺ درمیان میں واسطہ ہیں، اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے جو سیّد محمد جونپوری سے بروایت ملا محمد اٹکی منقول ہے، مہدویہ کے نزدیک قرآن کریم میں مذکور لفظ ''محمد'' سے نبی کریم ﷺ مراد ہیں اور ذکریہ کے نزدیک اس سے مراد سیّد محمد جونپوری ہے، مہدویہ ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت کے قائل ہیں اور ذکریہ ان تمام کو منسوخ مانتے ہیں، ذکریہ نے حج کے لئے کوہ مراد کو متعین کیا، ''برکہور'' ایک درخت کو جو تربت سے مغرب کی جانب ہے، ''مہبط الہام'' قرار دیا، تربت سے جنوب کی جانب ایک میدان ''گل ڈن'' کو عرفات کا نام دیا، تربت کی ایک کاریز ''کاریز ہزئی'' کو زم زم کا نام دیا، یہ کاریز اب خشک ہو چکی ہے، جبکہ مہدویہ ان تمام اصطلاحات سے بے خبر ہیں۔

''ذکری فرقہ'' وجود میں آنے کا سبب دراصل یہ بنا کہ سیّد محمد جونپوری کی وفات کے بعد اس کے مریدین تتر بتر ہو گئے، بعض نے واپس ہندوستان کا رخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے۔ انہی مریدوں میں سے ایک ملا محمد اٹکی ''سرباز'' ایرانی بلوچستان کے علاقہ میں جا نکلا۔ ان علاقوں میں اس وقت ایران کے ایک فرقہ باطنیہ، جو فرقہ اسماعیلیہ کی شاخ ہے، آباد تھی، یہ لوگ سیّد کہلاتے تھے۔ ملا محمد اٹکی نے اس فرقہ کے پیشواؤں سے بات چیت کی، مہدویہ اور باطنیہ

عقائد کا آپس میں جب ملاپ ہوا تو اس کے نتیجے میں ایک تیسرے فرقہ ''ذکری'' نے جنم لیا، ملا محمد اٹکی اپنے آپ کو مہدی آخر الزمان کا جانشین کہتا تھا۔

اس فرقہ کا کلمہ ہے۔ "**لا الٰہ الا اللّٰہ نور پاک محمد مہدی رسول اللّٰہ**"

قرآن وسنت کے برخلاف عقائد واعمال پر اس فرقہ کی بنیاد ہے، چنانچہ یہ فرقہ عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے، ان کے مذہب میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسے ارکانِ اسلام منسوخ ہیں، نماز کی جگہ مخصوص اوقات میں اپنا خود ساختہ ذکر کرتے ہیں، اسی وجہ سے ذکری کہلاتے ہیں۔ ان کے علاقے میں مسلمانوں کو نمازی کہا جاتا ہے کہ یہ ذکر کرتے ہیں اور مسلمان نماز پڑھتے ہیں، رمضان المبارک کے روزوں کی جگہ یہ ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے روزے رکھتے ہیں، حج بیت اللہ کی جگہ ستائیس رمضان المبارک کو ''کوہ مراد'' تربت میں جمع ہو کر مخصوص قسم کے اعمال کرتے ہیں جس کو حج کا نام دیتے ہیں، زکوٰۃ کے بدلے اپنے مذہبی پیشواؤں کو آمدنی کا دسواں حصہ دیتے ہیں۔

ذکریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا پیشوا محمد مہدی نوری تھا، عالم بالا واپس چلا گیا۔ وہ کہتے ہیں، ''نوری بود عالم بالا رفت'' ان کے عقیدہ کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عرش پر بیٹھا ہوا ہے، حضور اکرم ﷺ کو معراج اسی لئے کرایا گیا تھا کہ آپ ﷺ محمد مہدی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عرش پر بیٹھا ہوا دیکھ کر سمجھ لیں کہ سردار انبیاء یہ ہے، میں نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ)

ذکری مذہب چند مخصوص رسموں اور خرافات کا مجموعہ ہے، ان کی ایک رسم ''چوگان'' کے نام سے مشہور ہے، جس میں مرد وعورت اکٹھے ہو کر رقص کرتے ہیں۔ ان کی ایک خاص عبادت ''سجدہ'' ہے۔ صبح صادق سے ذرا پہلے مرد وزن یکجا ہو کر باآواز بلند چند کلمات خوش الحانی سے پڑھتے ہیں پھر بلا قیام ورکوع ایک لمبا سجدہ کرتے ہیں جس میں چند مخصوص کلمات پڑھتے ہیں۔ یہ اجتماعی سجدہ ہوتا ہے، اس کے بعد دو انفرادی سجدے کرتے ہیں۔

ذکری فرقہ عقیدۂ ختمِ نبوت اور ارکان اسلام کے انکار، توہینِ رسالت اور بہت سے کفریہ عقائد کی بناء پر اسماعیلیوں اور قادیانیوں کی طرح زندیق ومرتد ہے، انہیں مسلمان سمجھنا یا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ (۱)

۱۔ ذکری دین کی حقیقت، ذکری مذہب کے عقائد و اعمال، ماھی الذکریہ (مصنفہ مفتی احتشام الحق آسیا آبادی)، ذکری مذہب و ذکری فرقہ و ذکری مذہب کا تفصیلی جائزہ

۵:...... ہندو

ہندو دھرم، دنیا کا قدیم ترین دھرم اور مذہب ہے، اس مذہب کا کوئی ایسا داعی یا پیغمبر نہیں جیسا مذہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت وغیرہ کا ہے۔ ہندو دھرم میں کوئی ایسا متفق علیہ عقیدہ، فلسفہ یا اصول نہیں ہے جس کا ماننا تمام ہندوؤں پر لازم ہو۔ ہندو دھرم بذاتِ خود کوئی ایسا دھرم یا ادارہ نہیں جو لوگوں کو عبادات اور ضابطہ کا پابند بنائے۔(۱)

ہندوستان میں ۱۵۰۰ قبل مسیح آریوں کا پہلا جتھا آیا، اس کے بعد دیگرے وہ ہندوستان وارد ہونا شروع ہوئے۔ آریائی قوم اپنے مسلک اور روایتوں کا علم لے کر ہندوستان وارد ہوئی، یہی علم ہندو دھرم کا ماخذ ہے۔(۲)

ہندو مذہب کی قدامت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس لفظ کے استعمال کا ثبوت آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے ۲۳۰۰ سال قبل ملتا ہے۔(۳)

ہندو دھرم کی مختلف تعریفیں

ہندو دھرم وہ ہے جو اصلاً ویدوں، اپنشدوں اور پرانوں وغیرہ سے موید ہو اور جو ایشور کو قادر مطلق، غیر متشکل ہونے میں شبہ نہ کرتے ہوئے مختلف روپ اختیار کرنے کی بھی بات مانتا ہو، اسے کسی گرنتھ یا شخص کا قیدی نہیں بتاتا، جو روح کو اس سے الگ نہیں کرتا، اس کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرنے کے ساتھ علامتوں (مثلاً مورتیوں) کو مسترد نہیں کرتا، 'جو کرم'، 'یوگ'، 'بھگتی' اور 'گیان' کی راہ پر چلتے ہوئے 'دھرم'، 'ارتھ' اور 'جو کچھ' کو زندگی کا نصب العین بتاتا ہے۔(۴)

ہندو دھرم کا اصل ماخذ دھارمک کتب ہیں، بقیہ ماخذ اور بنیادیں انہی پر مبنی ہیں۔

دھارمک کتب کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

۱۔ سرتی　　۲۔ سمرتی

۳۔ دھرم شاستر　　۴۔ دھرم سوتر　　۵۔ رزمیہ تخلیقات

۶۔ پران　　۷۔ اپنشد، ویدانت، وغیرہ

۱۔ ہندو ازم / ۳ ناشر دارالعلوم دیو بند　　۲۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۰۰

۳۔ ہندوازم / ۱۰ ناشر دارالعلوم دیو بند

۴۔ ہندو دھرم از ڈاکٹر رام برشاد / ۱۰۲-۱۰۳ بحوالہ ہندو ازم /۸ ناشر دارالعلوم دیوبند

ان میں بنیادی کتب پہلی دو ہیں یعنی سرتی اور سمرتی، زیادہ تر اصطلاحات انہی کتب کے تحت آجاتی ہیں۔

❁ سرتی کا معنی ہے، سنی ہوئی باتیں۔ اس کے ذیل میں ''وید'' آتا ہے، کیونکہ ویدوں کو جاننے اور یاد کرنے کا روایتی طریقہ یہ تھا کہ انہیں استاذ سے گاتے ہوئے سنا جائے، اس لئے انہیں سرتی کتب کہا جاتا ہے۔

❁ سمرتی کا معنی ہے، یاد کیا ہوا۔ ویدوں کے علاوہ دیگر کتب کا شمار سمرتی میں ہوتا ہے۔(۱)

ویدوں کے علاوہ دیگر اکثر کتب مسلکی نوعیت کی ہیں اور ویدوں کے مقابلہ میں دوسرے درجہ کی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان میں واقعات، کہانیاں، ضابطۂ اخلاق، عبادت کی رسمیں اور فلسفیانہ مکاتب فکر کی رودادیں وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

❁ دھرم شاستر، دھارمک قانون کو کہا جاتا ہے جو نثر میں ہوتا ہے۔ منظوم قانون کو دھرم سوتر کہا جاتا ہے۔ رزمیہ تخلیق میں جنگ وغیرہ کا بیان ہوتا ہے جیسے رامائن، مہابھارت اور گیتا کا شمار رزمیہ اور فلسفیانہ دونوں قسم کی تحریروں میں ہوتا ہے۔

❁ ''پران'' پرانے اور قدیم کو کہتے ہیں۔ ''اپنشد'' اور ''ویدانت'' ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اپنشد کا معنی ہے علمِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے استاد کے پاس جا کر بیٹھنا، اسے اپنشت بھی پڑھا جاتا ہے۔ ''ویدانت'' کا مطلب ہے وید کا آخری یا اس کے بعد۔(۲)

ویدوں کا شمار ہندوؤں میں سب سے قدیم اور بنیادی کتب میں ہوتا ہے۔ ''وید'' سنسکرت لفظ ''ود'' سے لیا گیا ہے، جس کے معنی ہیں، ''علم و معرفت حاصل کرنا''۔ ویدوں کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے مگر اصل وید ایک یا چار ہیں، باقی شروحات ہیں۔ چار وید یہ ہیں:

۱۔ رگ وید ۲۔ یجر وید

۳۔ سام وید ۴۔ اتھروید

ان چاروں میں سے اصل رگ وید ہے، دیگر ویدوں میں اس کے منتروں، اشلوکوں، رسوم اور معلومات کو الگ الگ کر کے مرتب کیا گیا ہے۔

رگ وید کا غالب حصہ دیوتاؤں کی مدح و ثنا پر مشتمل ہے۔ ہندو سماج میں جن مختلف

۱۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ ۱۰۱، ہندو ازم ۱۴

۲۔ ہندو ازم ۱۴۔۱۵

فلسفوں اور نظریات کو عروج و فروغ ملا، مثلاً توحید، شرک، ودیت واد، وحدت الوجود، نظریہ تشکیک، عمل، ثواب اور عقیدہ تناسخ ان سب کا مآخذ رگ وید کو مانا جاتا ہے۔

رگ وید کے رشی یعنی شاعر اور مصنف اپنی پسند سے مختلف دیوتاؤں کو مخاطب کر کے منتر کہتے ہیں۔ تین سو تین کے قریب رشیوں نے اسی کے قریب دیوتاؤں کی مدح وثنا میں منتر گائے ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل دیوتا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:

اگنی، اندر، وایو، ورن، مترا، اندردانی، پرتھوی، وشنو، پوشن، آیو، سوتھا، اوشا، رودر، راکا، سوریہ، وام دیو، اپنا، پترلیٰ، سرماپوتر، مایا بھید، وشو دیو اور سرسوتی وغیرہ۔

زیادہ تر منتر اگنی اور اندر دیوتا کے لئے گائے گئے ہیں۔ ہندو عقیدے کے مطابق اگنی دیوتا آسمان اور زمین کے دیوتاؤں کے درمیان نمائندہ ہے، اس کے سہارے اور دیوتا بلائے جاتے ہیں۔ اندر ایک طاقتور دیوتا مانا جاتا ہے جو برق باری اور بارش وغیرہ کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔

دوسرا وید ''یجر وید'' ہے جو ضخامت میں رگ وید کا دو تہائی ہے۔ اس کا بیشتر حصہ نثری ہے کچھ منظوم ہے، یہ قربانیوں کے موقع پر گایا جاتا ہے۔

تیسرا وید ''سام وید'' ہے۔ اس وید میں راگ اور گیت ہیں۔ ہندوستانی موسیقی کا مآخذ یہی وید ہے۔ یہ رگ وید سے نصف ہے۔

چوتھا وید ''اتھر وو وید'' ہے۔ یہ وید نصف کے قریب نثر میں ہے۔ اس کا زیادہ حصہ جادو کے متعلق ہے۔ یہ وید قدیم آریوں کے تمدن کا آئینہ دار ہے۔

بہت سے ہندو اہل علم ویدوں کو خدا کی طرح غیر مخلوق مانتے ہیں، لیکن اکثر ہندو علماء ان کے ازلی اور غیر مخلوق ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا دور تخلیق ۱۲۰۰۰ سال قبل مسیح، ۱۸۰۰ قبل مسیح، ۲۵۰۰ قبل مسیح، ۱۰۰۰ قبل مسیح اور ۶۰۰ قبل مسیح بتلایا گیا ہے۔ (۱)

ہندوؤں کے عقیدہ میں بے شمار دیوتا اور دیویاں ہیں۔ ہندو دھرم میں تین بڑے خدا ہیں۔ براہمہ دیوتا عالم کا خالق اور کائنات کا نقطۂ آغاز تصور کیا جاتا ہے، اس دیوتا کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے۔ دوسرا بڑا دیوتا ''وشنو'' ہے۔ یہ ویدی معبود ہے، اسے معبود شمس ظاہر کیا گیا ہے۔ ہندو عقیدے میں یہ رحم کا دیوتا ہے، اشیاء کی حفاظت اور بقاء کا ذمہ دار ہے۔

۱۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۰۳ ..... ہندوستانی مذاہب / ۱۳ تا ۱۸
ہندو ازم / ۱۶ تا ۲۴

تیسرا بڑا دیوتا ''شیو'' ہے۔ یہ برباد کرنے والا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ثانوی حیثیت کے اور دوسرے بہت سے دیوتا اور دیویاں ہندو مذہب میں مانے گئے ہیں۔ انہی دیوتاؤں کی بناء پر ہندو دھرم میں بہت سی فرقہ بندیاں ہیں۔

ہندو دیوتاؤں میں گائے کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ہندو ویدوں سے لے کر پرانوں، سمرتیوں اور قصص تک میں گائے اور بیل کی عظمت اور پرستش کا ذکر ہے۔ قدیم ہندوستان میں دھرماتما لوگ گائے کے گوبر میں سے دانے چن چن کر کھاتے اور اس کا پانی نچوڑ کر پیتے تھے۔ تمام دھرم شاستروں میں گائے، بیل کے گوبر اور پیشاب کو پینا گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔(۱)

ہندو دھرم میں ''نیوگ'' کے نام پر زنا کاری کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ نیوگ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اسے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ چاہے تو کسی غیر مرد سے ہم بستر ہو کر اپنی شہوت کو تسکین دے سکتی ہے۔ اسی طرح غیر مرد سے وہ اولاد بھی پیدا کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر زندہ ہو مگر اس سے اولاد پیدا نہ ہوتی ہو تو یہ عورت کسی غیر مرد سے تعلقات استوار کر کے اولاد پیدا کر سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔(۲)

ہندو عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی طرح مادہ اور روح کو ازلی و ابدی قرار دیا گیا ہے۔ ہندو دھرم عقیدہ تناسخ کا قائل ہے۔ تناسخ کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد اپنے اعمال کے مطابق انسانی روح کو مختلف روپ بدلنا پڑیں گے، گناہوں اور نیکیوں کے باعث اسے بار بار جنم لینا اور مرنا پڑے گا۔ آریوں کا عقیدہ ہے کہ روحوں کی تعداد محدود ہے، اللہ تعالیٰ نئی روح پیدا نہیں کر سکتا۔ اس بناء پر ہر روح کو اس کے گناہوں کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں ڈال رکھا ہے، ہر گناہ کے بدلے روح ایک لاکھ چوراسی ہزار مرتبہ مختلف شکلوں میں جنم لیتی ہے۔ یہ بھی نظریہ ہے کہ روح اپنے گزشتہ اعمال وعلم کی بناء پر حصولِ جسم کے لئے کبھی تو رحم مادر میں داخل ہوتی ہے اور بعض روحیں مقیم اشیاء پودے وغیرہ میں داخل ہوتی ہیں۔(۳)

وحی الٰہی سے بغاوت کے نتیجے میں ہندو دھرم کفر کی تاریکی میں بھٹک رہا ہے اور

۱۔ منو سمرتی بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ/۱۵٤

۲۔ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۸٤

۳۔ کنیزا پنشد/۵،۷ بحوالہ مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ / ۱۹۰

رب ذوالجلال کو چھوڑ کر مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کو مان کر شرک جیسے ظلم عظیم جرم کا مرتکب ہے۔

۶:...... سکھ

سکھ مذہب کے بانی گورو نانک صاحب تھے جو لاہور سے تقریباً پچاس میل جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں تلونڈی میں ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے، جو اب ننکانہ صاحب کہلاتا ہے۔ والد کا نام مہتہ کالو تھا، بیدی کھتری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ گورونانک نے ابتدائی عمر میں سنسکرت اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا علم حاصل کیا پھر گاؤں کی مسجد کے مکتب میں عربی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ بچپن ہی سے مذہبی لگاؤ رکھتے تھے، جو روز بروز بڑھتا گیا۔ پنجاب کے مشہور صوفیا کرام شیخ اسماعیل بخاری، سیّد علی ہجویری، بابا فرید، علاء الحق، جلال الدین بخاری، مخدوم جہانیاں اور دوسرے بزرگوں سے کسب فیض کیا۔ اسی وجہ سے نانک صاحب کے مسلمان ہونے کا عقیدہ ان کی زندگی ہی سے مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔ نانک صاحب نے پچیس سال تک سفر کیئے، ۱۴۹۷ء میں انہوں نے اسفار کا سلسلہ شروع کیا۔ پہلا سفر مشرقی ہندوستان میں بنگال، آسام، اڑیسہ اور راجستھان کا کیا۔ دوسرے سفر میں جنوب کی طرف گئے اور سری لنکا تک پہنچے۔ تیسرا سفر شمال کی طرف کیا، اس سفر میں ہمالیہ کی پہاڑی ریاستوں اور کشمیر ہوتے ہوئے تبت تک گئے۔ چوتھا سفر سعودی عرب، عراق، ایران اور وسط ایشیا تک ہوا، اسی سفر میں گورونانک نے ایک حاجی اور مسلم فقیر جیسا لباس اختیار کیا اور حج بھی کیا۔ واپسی پر ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی جس کا نام کرتار پور رکھا، اور وہیں بس گئے۔ زندگی کے آخری ایام میں اپنے ایک مرید ''راہنا'' کو گرو کے منصب پر فائز کیا اور خود رحلت فرما گئے۔ گورونانک خالص توحید کے قائل تھے، رسالت کے قائل تھے، تمام ارکان اسلام نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کے قائل تھے، خود حج کیا تھا، قرآن مجید اور آسمانی کتابوں کے قائل تھے۔ قیامت کے قائل تھے، ختم نبوت کے قائل تھے اور اس پر ایمان لانے کا حکم فرماتے تھے۔(۱)

سکھوں کی مقدس مذہبی کتاب ''گرنتھ صاحب'' ہے جو سکھوں کے پانچویں گرو ''ارجن سنگھ'' نے تیار کی۔ گرنتھ صاحب کے سارے کلام میں ''مول منتر'' (بنیادی کلمہ) کو سب سے

۱۔ گرنتھ صاحب راگ محلہ / ۲۴ بحوالہ ہندوستانی مذاھب /۶۷، مذاھب عالم /۲۰۳، جنم ساکھی / ۱۔۲۲۱ بحوالہ ایضاً

مقدس سمجھا جاتا ہے۔ مول منتر کا مفہوم یہ ہے کہ:

''خدا ایک ہے، اسی کا نام سچ ہے، وہی قادرِ مطلق ہے، وہ بے خوف ہے، اسے کسی سے دشمنی نہیں، وہ ازلی ابدی ہے، بے شکل وصورت ہے، قائم بالذات ہے، خود اپنی رضا اور توفیق سے حاصل ہو جاتا ہے۔''(۱)

مول منتر کے بعد دوسرا درجہ ''جپ جی'' کو حاصل ہے۔ گرو نانک کی تعلیمات میں عشقِ الٰہی کے حصول پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عشقِ الٰہی حاصل کرنے کے لئے انسان کو انانیت، خواہشات نفس، لالچ، دنیا سے تعلق اور غصہ کو چھوڑنا ضروری ہے۔ سکھ مذہب میں بنیادی طریق عبادت ''نام سمرن'' یعنی ذکر الٰہی ہے، یہ خدا کا نام لیتے رہنے کا ایک عام طریقہ ہے، جس کے لئے چھوٹی تسبیح کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اجتماعی شکل میں باجماعت موسیقی کے ساتھ گرنتھ صاحب کے کلام کا ورد بھی ہوتا ہے۔ (۲)

عشقِ الٰہی کے حصول کے لئے ''نام سمرن'' کے علاوہ سادھو سنگت، سیلوا، ایمانداری کی روزی، عجز وانکساری اور مخلوق خدا سے محبت وہمدردی کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

گرو نانک تناسخ کے بھی قائل بتلائے گئے ہیں۔ ان کے خیال میں جب تک انسان عشق الٰہی میں کمال حاصل کر کے خدا کو نہیں پالیتا وہ بار بار اسی دنیا میں جنم لیتا رہے گا۔ اسی طرح ان بے شمار زندگیوں کی تعداد چوراسی لاکھ بتلائی گئی ہے۔ (۳)

گرو نانک صاحب کی تعلیم میں ''گرو'' کا تصور مرکزی حیثیت رکھتا ہے یعنی خدا تک پہنچنے کے لئے ایک پیر ومرشد کی رہبری اور رہنمائی ضروری ہے۔ چنانچہ سکھوں میں دس گرو گزرے ہیں، پہلے گرو ''راہنا'' کو نانک صاحب نے ''انگد'' کا خطاب دیا۔ گرو ''انگد'' نے گرو نانک صاحب اور دوسرے صوفی سنتوں کا کلام لکھنے کے لئے سکھوں کا اپنا رسم الخط ''گورمکھی'' ایجاد کیا۔

تیسرے گرو ''امرداس'' زیادہ مشہور ہوئے، جنہوں نے سکھ عقیدت مندوں کو منظم کرنے کے لئے بڑی خدمات سرانجام دیں۔

۱۔ هندوستاني مذاهب / ٦٣

٢ هندوستاني مذاهب / ٦٣۔٦٤

٣۔ هندوستاني مذاهب ٦٤

چوتھے گرو ''رام داس'' نے سکھوں کی شادی اور مرنے کی رسومات ہندو مذہب سے الگ متعین کیں، ''ستی'' کی رسم کی مخالفت کی اور بیواؤں کی شادی پر زور دیا۔

پانچویں گرو ''ارجن سنگھ'' نے ''گروگرنتھ صاحب'' تیار کی، امرتسر کے تالاب میں سکھوں کے لئے ایک مرکزی عبادت گاہ ''ہری مندر'' کی تعمیر کی، جسے اب ''دربار صاحب'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

''گرو ارجن سنگھ'' نے سکھوں سے ''دسونتھ'' یعنی عشر وصول کرنے کا انتظام کیا اور تین شہر ''ترن تارن، کرتارپور اور ہرگوبند پور'' آباد کئے، پھر اس کی بادشاہِ وقت جہانگیر سے مخالفت ہو گئی۔ جہانگیر نے گرو ارجن کو قتل کرادیا اور اس کا مال واسباب سب ضبط کرلیا۔

نویں گرو ''تیغ بہادر'' تھے، دس سال تک گرو رہے، اورنگزیب عالمگیر نے انہیں دلی بلوایا اور اسلام پیش کیا، انکار پر قتل کرادیا۔

دسویں اور آخری گرو تیغ بہادر کے بیٹے ''گروگوبند سنگھ'' تھے۔ انہوں نے سکھوں کو منظم کرنے کے لئے باضابطہ ارادت کا سلسلہ شروع کیا۔ وفاداری کے سخت ترین امتحان کے بعد مختلف ذاتوں سے تعلق رکھنے والے پانچ سکھوں کو ایک مخصوص رسم ''امرت چکھنا'' کے ذریعے حلقہ مریدین میں داخل کیا اور انہیں ''خالصہ'' کا لقب دیا۔ اس کے بعد اس حلقہ میں عمومی داخلہ ہوا اور ہزاروں سکھ ''خالصہ'' میں داخل ہوئے۔ گروگوبند سنگھ نے کچھ قوانین بھی وضع کئے مثلاً تمباکو اور حلال گوشت سے ممانعت، مردوں کے لئے اپنے نام میں سنگھ (شیر) اور عورتوں کے لئے ''کور'' (شہزادی) کا استعمال اور ''ک'' سے شروع ہونے والی پانچ چیزوں کا رکھنا ضروری قرار دیا:

۱۔ کیس، یعنی بال ۲۔ کنگھا

۳۔ کڑا (ہاتھ میں پہننے کے لئے) ۴۔ کچھ یعنی جانگیہ

۵۔ کرپان یعنی تلوار۔(۱)

گروگوبند سنگھ کی شروع سے ہی مغل حکومت سے مخالفت رہی۔ ''خالصہ'' کی تشکیل کے بعد مغل حکومت سے لڑنے کے لئے انہوں نے فوجی کارروائیاں شروع کیں لیکن اورنگزیب عالمگیر کے مقابلے میں انہیں سخت فوجی ہزیمت اٹھانا پڑی، ان کی فوجی قوت پارہ پارہ ہوئی اور ان کے خاندان کے تمام افراد بھی مارے گئے۔ گروگوبند سنگھ نے بھیس بدل کر زندگی کے آخری ایام

۱۔ هندوستانی مذاهب / ٦٤ تا ٦٦

''دکن'' میں گزارے جہاں دو افغانیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

گرو گوبند سنگھ نے یہ طے کر دیا تھا کہ آئندہ کوئی سکھوں کا گرو نہ ہوگا، بلکہ ان کی مذہبی کتاب ''گرنتھ صاحب'' ہی ہمیشہ گرو کا کام دے گی۔(۱)

۷:...... مجوس

مجوس ایک خدا کی بجائے دو خدا مانتے ہیں۔ایک خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ خیر اور بھلائی کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ اس کو یزدان کہتے ہیں۔دوسرے خدا کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ ہر برائی اور شر کو پیدا کرتا ہے، اس کا نام وہ اہرمن رکھتے ہیں۔مجوسیت کے عقیدے کے مطابق آگ بڑی مقدس چیز ہے، اس کو پوجتے ہیں، ہر وقت اس کو جلائے رکھتے ہیں، ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو بجھنے نہیں دیتے۔مجوس آگ کے ساتھ ساتھ سورج اور چاند کی بھی پرستش کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ مذہب بھی باطل اور شرک ہے کہ اس مذہب میں دو خدا مانے جاتے ہیں اور آگ کو پوجا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو ان کے ساتھ بہت سے معاملات میں اہل کتاب جیسا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن ان کا ذبیحہ کھانے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا۔اسلام پھیلنے کے ساتھ ساتھ یہ مذہب ختم ہوتا چلا گیا۔(۲)

۸:...... یہود

لفظ یہود یا تو ھود سے لیا گیا ہے، جس کا معنی ہے ''توبہ'' یا یہودا سے لیا گیا ہے، جو حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی اور بنی اسرائیل میں سے تھا اور تغلیباً اس کا اطلاق تمام بنی اسرائیل پر کیا جاتا ہے۔

یہودی بزعم خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، تورات ان کی آسمانی کتاب ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں انہیں بنی اسرائیل کہا جاتا تھا، یہودی کب سے کہا

۱۔ ہندوستانی مذاہب / ۶۶۔۶۷

۲۔ احکام القرآن للقرطبی: ۱ / ۴۳۳، الفصل فی الملل والاھواء والنحل ۱ / ۴۹

جانے لگا، اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

یہودی مذہب کے بڑے عجیب وغریب عقائد ہیں، مثلاً یہودی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں، یہودی اللہ کے بیٹے ہیں، دنیا میں اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین کی ساری برکتیں اٹھالی جاتیں، سورج چھپالیا جاتا، بارشیں روک دی جاتیں، یہود، غیر یہود سے ایسے افضل ہیں جیسے انسان جانوروں سے افضل ہیں، یہودی پر حرام ہے کہ وہ غیر یہودی پر نرمی ومہربانی سے پیش آئے، یہودی کے لئے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ غیر یہودی کے ساتھ بھلائی کرے، دنیا کے سارے خزانے یہودیوں کے لئے پیدا کیے گئے ہیں، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا ان کے لئے جیسے ممکن ہو ان پر قبضہ کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ صرف یہودی کی عبادت قبول کرتا ہے، ان کے عقیدہ میں انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہوتے بلکہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

دجال ان کے عقیدے میں امامِ عدل ہے، اس کے آنے سے ساری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے قائل نہیں ہیں، حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگاتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ ہم نے انہیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دیا۔ قرآن کریم نے ان کے غلط نظریات کی جا بجا تردید کی ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ ان کے عقیدے میں اللہ تبارک وتعالیٰ زمین وآسمان بنانے کے بعد تھک گئے اور ساتویں دن آرام کیا، اور وہ ساتواں دن ہفتہ کا دن تھا، اس قسم کے اور بھی بہت سارے واہی عقیدے ان کے مذہب کا حصہ ہیں۔ یہ اہل کتاب ہیں، اور اپنے ان عقائد کی بناء پر کافر ومشرک ہیں۔ (۱)

۹:...... نصاریٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بستی کا نام نصرانہ، ناصرۃ یا نصوریہ تھا، اسی بستی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان لوگوں کو نصاریٰ کہا جاتا ہے جو بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں۔

انہیں عیسائی یا مسیحی نہیں کہنا چاہئے، اس لئے کہ عیسائی یا مسیحی کا معنی ہے حضرت عیسیٰ

۱۔ الادیان والفرق والمذاہب المعاصرۃ / ۱۴۰

مسیح علیہ السلام کے متبعین، جبکہ فی الواقع یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے روگردانی کی اور انہیں بدل ڈالا۔ اسی لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں انہیں ان دوناموں سے نہیں پکارا گیا بلکہ انہیں نصاریٰ، اہل الکتاب اور اہل انجیل کہا گیا ہے۔ اغلب یہی ہے کہ انہیں دوسری صدی عیسوی کے اوائل میں نصاریٰ کا لقب دیا گیا۔

یہ بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، انجیل ان کی آسمانی کتاب ہے۔ ان کے عقائد بھی کفروشرک پر مبنی ہیں، مثلاً عقیدۂ تثلیث کے قائل ہیں کہ الوھیت کے تین جزء اور عناصر ہیں: باپ، خود ذات باری تعالیٰ؛ بیٹا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ عیسیٰؑ کے سولی پر لٹکائے جانے کے قائل ہیں۔ اس بات کے قائل ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب شجرِ ممنوع سے دانہ کھایا تو وہ اور ان کی ذریت فنا کی مستحق ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کھایا اپنے کلمہ اور اپنے ازلی بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو جسم ظاہری عطا فرما کر جبریل علیہ السلام کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا، چنانچہ مریم علیہا السلام نے جب اس کلمۂ ازلی کو جنا تو وہ الٰہ کی ماں بن گئی، پھر عیسیٰ علیہ السلام نے بے گناہ ہونے کے باوجود سولی پر چڑھنا گوارا کرلیا، تاکہ وہ آدم علیہ السلام کی خطاء کا کفارہ بن سکیں۔

نصاریٰ کے بہت سے گروہ ہیں مثلاً کیتھولک اور پروٹیسٹینٹ وغیرہ مگر ان اصولی عقائد پر سب متفق ہیں، بعض فروع میں ان کا اختلاف ہے۔

نصاریٰ اہلِ کتاب ہیں اور اپنے عقیدۂ تثلیث، الوھیت مسیح علیہ السلام اور انکارِ رسالت محمد ﷺ اور دیگر شرکیہ وکفریہ عقائد کی بناء پر کافر اور مشرک ہیں۔

جو شخص انہیں یا یہود کو صحیح مذہب والا سمجھتا ہے یا ان کے بارے میں جنتی ہونے کا یا جہنمی نہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جہاں تک حقیقی تورات اور انجیل کا تعلق ہے، تو وہ سچی آسمانی کتابیں ہیں۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی، لیکن یہ دونوں آسمانی کتابیں اور زبور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر اتاری گئی تھی تبدیل کردی گئیں۔ آج تورات اور انجیل کے نام سے جو کتابیں موجود ہیں یہ وہ آسمانی کتابیں نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئیں تھیں، بلکہ محرف اور تبدیل شدہ ہیں۔ ان کی جو بات قرآن کریم

اور احادیث معتبرہ کے مطابق ہو وہ مقبول ہے، ورنہ مردود، اور ان کی جس بات کے بارے میں قرآن وسنت خاموش ہوں، ہم اس کی تصدیق کریں گے نہ تکذیب۔(۱)

۱۰:...... رفض

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عبداللہ ابن سبا یہودی شخص نے اسلام قبول کیا، اس کا مقصد دینِ اسلام میں فتنہ پیدا کرنا اور اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا تھا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیدا ہونے والے فتنے میں پیش پیش تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی ملوث ہوا۔ اس شخص کے عقائد ونظریات سے رفض نے جنم لیا۔ رفض کے بہت سے گروہ ہیں، بعض محض تفضیلی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہؓ سے افضل سمجھتے ہیں اور کسی صحابیؓ کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے، بعض تبرائی ہیں کہ چند صحابہؓ کے علاوہ باقی سب کو برا بھلا کہتے ہیں، بعض الوھیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں، بعض تحریف قرآن کے قائل ہیں، بعض صفات باری تعالیٰ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں، بعض اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بھی بہت سی چیزیں واجب ہیں، بعض آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کے قائل نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔(۲)

رفض کے ہر گروہ کے عقائد، دوسرے سے مختلف ہیں، لہٰذا بحیثیت مجموعی ان پر کوئی ایک حکم نہیں لگایا جاسکتا۔(۳)

۱۱:...... خوارج

خوارج، خارج کی جمع ہے۔ خارج لغت میں باہر نکلنے والے کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو امام برحق واجب الاطاعت کی بغاوت کرکے اس کی

۱۔ الادیان والفرق/ ۳۰، ۳۱، بحوالہ العقیدۃ الحنفیہ/ ۱۴۱، ۱۴۲،
الفصل فی الملل: ۱/ ۴۴ تا ۶۴، ۲۴۱
۲۔ مسند احمد: ۱/ ۱۰۳، رجال کشی / ۱۰۸، الاعتصام: ۲ / ۱۸۱ تا ۱۸۵،
حاجی دور المجوس/ ۳۵ تا ۸۹
۱۔ ردالمحتار: ۴/ ۲۳۷، البزازیہ: ۶/ ۳۱۸، بحرالرائق: ۵/ ۱۲۲

اطاعت سے باہر نکل جائے۔

یہ لفظ ان باغیوں کا لقب اور نام بن گیا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بغاوت کر کے ان کی شان میں بہت سی گستاخیاں کیں۔ مسئلہ تحکیم کے موقع پر یہ گروہ پیدا ہوا، یہ تقریباً بارہ ہزار لوگ تھے۔ ان کے مختلف نام تھے، مثلاً محکمہ، حروریہ، نواصب اور مارقہ وغیرہ۔ ان لوگوں کے ظاہری حالات بڑے اچھے تھے، لیکن ظاہر جتنا اچھا تھا، باطن اتنا ہی برا تھا۔

مسئلہ تحکیم کے بعد یہ لوگ حروراء مقام پر چلے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں سمجھائیں اور انہیں امیر کی اطاعت میں واپس لائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سمجھانے سے بہت سے لوگ ان سے الگ ہو گئے اور امیر کی اطاعت میں واپس آ گئے، لیکن ان کے بڑے اور انکے موافقین اپنی ضد پر اڑے رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس تشریف لائے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان کے ساتھ معرکہ ہوا۔ خارجیوں کی قیادت عبداللہ بن وھب اور ذی الخویصرہ حرقوص بن زید وغیرہ کے ہاتھ میں تھی، اس جنگ کے نتیجے میں اکثر خارجی قتل ہو گئے۔

خوارج حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے۔ اس شخص کو بھی کافر کہتے تھے جو ان کا ہم مسلک ہونے کے باوجود ان کے ساتھ قتال میں شریک نہ ہوتا، مخالفین کے بچوں اور عورتوں کے قتل کے قائل تھے۔ رجم کے قائل نہیں تھے، اطفال المشرکین کے خلود فی النار کے قائل تھے، اس بات کے بھی قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی نبی بنا دیتے ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہو کہ یہ بعد میں کافر ہو جائے گا. اس بات کے بھی قائل تھے کہ نبی بعثت سے پہلے معاذ اللہ کافر ہو سکتا ہے، خوارج مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار قرار دیتے تھے، اس پر وہ کفر ابلیس سے استدلال کرتے تھے کہ وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ نہ کر کے مرتکب کبیرہ ہوا تھا، اس بناء پر اس کو کافر قرار دے دیا گیا، معلوم ہوا مرتکب کبیرہ کافر ہو جاتا ہے، حالانکہ ابلیس محض ارتکاب کبیرہ کی بناء پر کافر نہیں ہوا بلکہ حکم خداوندی کے مقابلے میں اباء و استکبار اس کے کفر کا سبب ہے۔ (۱)

۱۔ الملل والنحل/۸۸، ۸۹، الاعتصام: ۲/ ۱۸۵، ۱۸۶

۱۲:...... معتزلہ

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں یہ فرقہ معرضِ وجود میں آیا، اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء الغزال تھا اور اس کا سب سے پہلا پیروکار عمرو بن عبید تھا جو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا شاگرد تھا۔ ان لوگوں کو اہل السنۃ والجماعت کے عقائد سے الگ ہو جانے کی بناء پر معتزلہ کہا جاتا ہے۔

معتزلہ کے مذہب کی بنیاد عقل پر ہے کہ ان لوگوں نے عقل کو نقل پر ترجیح دی ہے۔ عقل کے خلاف قطعیات میں تاویلات کرتے ہیں اور ظنیات کا انکار کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے افعال کو بندوں کے افعال پر قیاس کرتے ہیں، بندوں کے افعال کے حسن و قبح کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے افعال پر حسن و قبح کا حکم لگاتے ہیں۔ خلق اور کسب میں کوئی فرق نہیں کر پاتے۔ ان کے مذہب کے پانچ اصول ہیں:

۱۔عدل ۲۔توحید ۳:انفاذ وعید

۴۔منزلۃ بین منزلتین ۵۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

۱۔ ''عقیدۂ عدل'' کے اندر درحقیقت انکار عقیدہ تقدیر مضمر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ شر کا خالق نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو خالق شر مانیں تو شریر لوگوں کو عذاب دینا ظلم ہوگا جو کہ خلاف عدل ہے جبکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے، ظالم نہیں۔

۲۔ ان کی ''توحید'' کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور قرآن کریم مخلوق ہیں، اگر انہیں غیر مخلوق مانیں تو تعدد قدماء لازم آتا ہے جو توحید کے خلاف ہے۔

۳۔ ''وعید'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو جو عذاب بتلائے ہیں اور جو جو وعیدیں سنائی ہیں گنہ گاروں پر ان کو جاری کرنا، اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو معاف نہیں کر سکتا اور کسی گنہ گار کی توبہ قبول نہیں کر سکتا، اس پر لازم ہے کہ گنہگار کو سزا دے جیسا کہ اس پر لازم ہے کہ نیک کو اجر و ثواب دے، ورنہ انفاذ وعید نہیں ہوگا۔

۴۔ ''منزلہ بین منزلتین'' کا مطلب یہ ہے کہ معتزلہ ایمان اور کفر کے درمیان ایک تیسرا درجہ مانتے ہیں اور وہ مرتکب کبیرہ کا درجہ ہے، ان کے نزدیک مرتکب کبیرہ یعنی گنہگار شخص ایمان سے نکل جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا، گویا نہ وہ مسلمان ہے اور نہ کافر۔

۵۔ ''امر بالمعروف'' کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ جن احکامات کے ہم مکلف ہیں، دوسروں کو ان کا حکم کریں اور لازمی طور پر ان کی پابندی کروائیں اور ''نہی عن المنکر'' یہ ہے کہ اگر امام ظلم کرے تو اس کی بغاوت کر کے اس کے ساتھ قتال کیا جائے۔

معتزلہ کے یہ تمام اصول اور ان کی تشریحات عقل و قیاس پر مبنی ہیں، ان کے خلاف واضح آیات و احادیث موجود ہیں، نصوص کی موجودگی میں عقل و قیاس کو مقدم کرنا سراسر غلطی اور گمراہی ہے۔(۱)

۱۳:...... مشبہ

یہ وہ فرقہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو مخلوق کے ساتھ صفات میں تشبیہ دیتا ہے۔ اس فرقے کا بانی داؤد جوار بی ہے۔ یہ مذہب، مذہب نصاریٰ کے برعکس ہے کہ وہ مخلوق یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خالق کے ساتھ ملاتے ہیں اور انہیں بھی الٰہ قرار دیتے ہیں اور یہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ملاتے ہیں۔ اس مذہب کے باطل اور گمراہ ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔(۲)

۱۴:...... جہمیہ

جہم بن صفوان سمرقندی کی طرف منسوب فرقے کا نام جہمیہ ہے۔ اس فرقے کے عجیب و غریب عقائد ہیں، یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفات کی نفی کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اللہ ''وجود مطلق'' کا نام ہے، پھر اس کے لئے جسم بھی مانتے ہیں۔ جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک ایمان صرف ''معرفت'' کا نام ہے اور کفر فقط ''جہل'' کا نام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے لئے جسم کے قائل ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی فعل نہیں ہے، اگر کسی کی طرف کوئی فعل منسوب ہوتا ہے تو وہ مجازاً ہے۔

جہم بن صفوان، جعد بن درہم کا شاگرد تھا۔ جعد وغیرہ کا مذہب یہ بھی تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ نہیں ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نہیں ہیں۔ خالد بن عبد اللہ القسری نے واسط شہر میں عید الاضحیٰ کے دن لوگوں کی موجودگی میں جعد کی قربانی کی اور اسے ذبح

۱۔ عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۵۲۱، ۵۲۲، الاعتصام: ۲/ ۱۷۷ تا ۱۸۱

۲۔ شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/ ۹۱، ۹۲

کردیا۔ معتزلہ نے بھی کچھ عقائد ان سے لئے ہیں۔(۱)

۱۵:...... مرجیہ

ارجاء کا معنی ہے، پیچھے کرنا۔ یہ فرقہ اعمال کی ضرورت کا قائل نہیں، یہ اعمال کی حیثیت کو بالکل پیچھے کر دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، تصدیق قلبی حاصل ہو تو بس کافی ہے۔ ان کا کہنا ہے جیسے کفر کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی مفید نہیں، ایسے ہی ایمان یعنی تصدیق کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ مضر نہیں، جس طرح ایک کافر عمر بھر حسنات کرتے رہنے سے ایک لمحہ کے لئے بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جنت اس پر حرام ہے اسی طرح گناہوں میں غرق ہونے والا مومن ایک لمحہ کے لئے بھی جہنم میں نہیں جائے گا، جہنم اس پر حرام ہے۔ یہ مذہب بھی باطل اور سراسر گمراہی ہے کیونکہ قرآن وحدیث میں جا بجا مسلمانوں کو اعمال صالحہ کرنے کا اور اعمال سیئہ سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔(۲)

۱۶:...... جبریہ

یہ فرقہ بھی جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہے۔ یہ فرقہ بندہ کو جمادات کی طرح مجبور محض مانتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال پر کوئی قدرت واختیار نہیں بلکہ اس کا ہر عمل محض اللہ تبارک وتعالیٰ کی تقدیر، علم، ارادے اور قدرت سے ہوتا ہے جس میں بندے کا اپنا کوئی دخل نہیں۔

یہ مذہب صریح البطلان ہے، نقل وعقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، اگر انسان کے پاس کوئی اختیار نہیں اور یہ مجبور محض ہے تو پھر اس کے لئے جزاء وسزا کیوں ہے؟(۳)

۱۷:...... قدریہ

یہ جبریہ کے برعکس نظریات کا حامل فرقہ ہے، یہ انسان کو قادرِ مطلق مانتا ہے اور تقدیر کا

۱۔ عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۵۲۲تا۵۲٤

۲۔ شرح عقیدہ سفارینیہ: ۱/ ۸۹، ۹۰

۳۔ عقیدہ طحاویہ مع الشرح/ ۵۲٤

منکر ہے۔ احادیث میں قدریہ کو اس امت کا مجوس کہا گیا ہے۔ مجوس دو خداؤں کے قائل ہیں اور یہ ہر ایک کو قادرِ مطلق کہہ کر بے شمار خداؤں کے قائل ہیں۔

یہ مذہب بھی باطل اور قرآن وحدیث کی صریح نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن وسنت اور عقل ومشاہدہ سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ ہی قادر مطلق ہے، بلکہ کاسب ہے اور کسب کا اختیار اپنے اندر رکھتا ہے۔ (۱)

۱۸:...... کرامیہ

یہ فرقہ محمد بن کرام کی طرف منسوب ہے۔ اس فرقے کا نام کرامیہ (بفتح الکاف وتشدید الراء) یا کرامیہ (بکسر الکاف مع تخفیف الراء) ہے۔ یہ شخص سجستان کا رہنے والا تھا، صفات باری تعالیٰ کا منکر تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ایمان صرف اقرار باللسان کا نام ہے، لیکن محققین کی رائے کے مطابق ان کا یہ مذہب دنیوی احکام کے اعتبار سے ہے، آخرت میں ایمان معتبر ہونے کے لئے ان کے ہاں بھی تصدیق ضروری ہے۔ بہر حال مجموعی اعتبار سے یہ بھی غلط اور گمراہ فرقہ ہے، ان کے مذہب میں مسافر پر نماز فرض نہیں، مسافر کے لئے قصر صلوٰۃ کی بجائے دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ لینا کافی ہے۔ (۲)

۱۹:...... اہلِ تناسخ

تناسخ درحقیقت بعض قدیم اقوام اور ہندوؤں کا عقیدہ ہے جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں اور تناسخ کے قائل ہیں۔

تناسخ کے معنی ہیں روحوں کی تبدیلی اور ایک جسم سے دوسرے میں منتقل ہونا۔ اہلِ تناسخ آخرت کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ بندے کو اچھے اور برے اعمال کی جزاء وسزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے، وہ اس طرح کہ نیک لوگوں کی روح اعلیٰ تر جسم میں منتقل ہوکر عزت پاتی ہے اور برے لوگوں کی روح کمتر جسم میں منتقل ہوکر ذلیل و خوار ہوتی ہے، یہی نیک وبد کی جزا وسزا ہے۔

۱۔ سنن ابو داؤد: ۲/ ٦٤٤، مرقاۃ: ١/ ١٧٨، ١٧٩

٢۔ الفصل في الملل والنحل: ١/ ٣٦٩، ٣/ ١٤٢، ١٤٣

اہلِ تناسخ کے بہت سے فرقے ہیں، بعض فرقے مدعیٔ اسلام بھی ہیں، ان کا مقتدی احمد بن حابط اور اس کا شاگرد احمد بن نانوس ہے۔

ان کا ایک فرقہ دہریہ ہے جو دنیا کے عدم فناء کا قائل ہے۔ بعض فرقے روحوں کے دوسری اجناس میں انتقال کے بھی قائل ہیں کہ انسانی روح جانوروں میں بھی منتقل ہو جاتی ہے۔ بعض اس کے قائل نہیں ہیں، وہ صرف جنس میں انتقالِ روح کے قائل ہیں۔(۱)

۱۔ الفصل فی الملل والنحل: ۱/۱۰۹، ۱۱۰

فتنہ انکارِ حدیث

۱: حدیث، نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور آپ ﷺ کی تقریرات کو کہتے ہیں۔

۲:..... نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کو قولی حدیث، افعالِ مبارکہ کو فعلی حدیث اور کسی متبع شریعت (یعنی مسلمان) کے آپ کے سامنے کوئی کام کرنے، یا اس کے کسی کام پر مطلع ہونے پر خاموشی اختیار فرمانے کو تقریری حدیث کہتے ہیں۔(۱)

۳:..... جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں اتنی تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا یا اتفاقاً ان سے جھوٹ صادر ہونا محال ہو، اس کو حدیث متواتر یا خبر متواتر کہتے ہیں۔(۲)

۴: خبر متواتر کے قطعی ہونے کا علم ہو جانے کے بعد اس کا منکر کافر ہے۔(۳)

۵: جس حدیث کے راوی ہر زمانے میں اس قدر کثیر نہ ہوں، البتہ کسی زمانے میں تین سے کم بھی نہ ہوں، اس کو خبر مشہور کہا جاتا ہے۔(۴)

۶: جس حدیث کے راوی کسی زمانہ میں تین سے کم ہوں اس کو خبر واحد کہا جاتا ہے۔(۵)

۷: خبر واحد کا منکر کافر نہیں، تاہم ضال، مضل اور فاسق و فاجر ہے۔(۶)

۸:..... خبر متواتر یقین کا فائدہ دیتی ہے اور خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے۔(۷)

۱۔ فالحديث أقوال الرسول ﷺ وتقريراته، والسنة وأفعال الرسول وصفاته زيادة على أقواله وتقريراته: (ميزان الاعتدال: ۱/۹)

۲۔ والمتواتر في الحديث من بلغ رواته كثرة بحيث يستحيل تواطؤهم على الكذب۔ (ميزان الاعتدال: ۱/۹)

۳۔ فصار منكر المتواتر ومخالفه كافرا۔ (كشف الأسرار ۲/۶۷۱)، والمتواتر يفيد العلم القطعي۔ (ميزان الاعتدال: ۱/۹)

۴۔ أي الخبر المشهور ويسمى المستفيض هو ما يرويه أكثر من اثنين من غير أن يبلغ حد التواتر۔ (کذا فی النخبۃ ۵)

۵۔ هو كل خبر يرويه الواحد أو الاثنان فصاعدا لا عبرة للعدد فيه بعد أن يكون دون المشهور والمتواتر۔ (كشف الأسرار: ۲/۶۷۸)

۶۔ لا يكفر منكر خبر الآحاد في الأصح۔ (شرح عقيدة سفارينية: ۱/۱۹)

۷۔ المتواتر يفيد العلم القطعي وخبر الواحد الصحيح يفيد الظن۔ (ميزان الاعتدال: ۱/۹)

۹:..... قرآن کریم میں جس ظن کی پیروی سے روکا گیا ہے، وہ بے سند اور بے دلیل بات کے معنی میں ہے اور خبرِ واحد جس ظن کا فائدہ دیتی ہے وہ جانب راجح اور غالب ظن کے معنی میں ہے، لہٰذا قرآن کریم کی ایسی آیات سے خبرِ واحد کی حجیت کا انکار کرنا غلط ہے۔(۱)

۱۰:..... خبرِ واحد دلائل اور حججِ شرعیہ میں سے ایک شرعی دلیل اور حجت ہے۔(۲)

۱۱:..... نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس لکھی ہوئی احادیث موجود تھیں۔ مثلاً حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت عمرو بن حزام، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے پاس لکھی ہوئی احادیث کا ذخیرہ موجود تھا۔ تاہم اکثر صحابہ احادیث کو زبانی یاد رکھتے تھے۔ دوسری صدی ہجری میں احادیث کو باقاعدہ کتابی شکل میں لکھا گیا، اس سے پہلے بھی احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں۔(۳)

۱۲:..... احادیث مبارکہ ہر زمانہ میں محفوظ رہی ہیں، البتہ طریق حفاظت بدلتے رہے ہیں۔ قرن اوّل میں ضبطِ صدر کے ذریعے محفوظ تھیں، اس کے بعد ضبطِ کتابت کے ذریعے محفوظ ہیں۔(۴)

۱۳:.....قرآن کریم کے بعد دوسری بڑی دلیل حدیثِ نبوی ہے، اس کے بعد اجماعِ امت کا درجہ ہے، چوتھے درجہ کی دلیل قیاسِ شرعی ہے۔(۵)

۱۴:..... احادیث مبارکہ کا موضوع اور بیان بہت وسیع ہے، اس حوالے سے احادیث کی بہت سی

۱۔ الذین یظنون انھم ملقوا ربھم وانھم الیہ راجعون (البقرۃ/ ٤٦)، وظن داؤد انما فتنہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب (ص/ ٢٤)

۲۔ (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک) مع انہ کان رسولا الی الناس کافۃ ویجب علیہ تبلیغھم۔ فلو کان خبر الواحد غیر مقبول لتعذر ابلاغ الشریعۃ الی الکل ضرورۃ لتعذر خطاب جمیع الناس شفاھا وکذا تعذر ارسال عدد التواتر الیھم وھو مسلک جید ینضم الی ما احتج بہ الشافعی ثم البخاری۔ (فتح الباری: ١٣/ ٢٩٢)

۳۔ صحیح بخاری: ١/ ٢٨، ٤٥١، صحیح مسلم: ١/ ٤٩٥، سنن نسائی: ٢/ ٢٥٢، مستدرک حاکم: ٣/ ٥٧٣، ٥٧٤ مصنف ابن ابی شیبۃ: ٨/ ٤١، طبقات ابن سعد: ٥/ ٤٩٣، جامع بیان العلم: ١/ ٧٢، تدریب الراوی: ٢/ ٢١٦، تھذیب التھذیب: ٨/ ٣٥٣

٤۔ فتح الباری: ١/ ١٦٨

٥۔ وخلاصۃ القول ان الائمۃ قاطبۃ مجمعون علی اتخاذ الحدیث الصحیح قاعدۃ اساسیۃ بعد کتاب اللّٰہ تعالیٰ وانہ یجب العمل بہ فی القضاء والافتاء۔ (میزان الاعتدال: ١/ ١٩)

اقسام بن جاتی ہیں۔ احادیثِ مبارکہ کا ایک بہت بڑا حصہ تمثیلات پر مشتمل ہے، بعض احادیث میں احکام بیان کیے گئے ہیں، بعض احادیث میں ادعیہ کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں جنت، جہنم، حشر، نشر آخرت کے احوال بیان کئے گئے ہیں، بعض احادیث میں فضائل کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں علامات قیامت، آئندہ رونما ہونے والے واقعات اور پیشگوئیاں بیان کی گئی ہیں، بعض احادیث میں فتن کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث آداب پر مشتمل ہیں، بعض احادیث میں احوال برزخ وقبر وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں حقوق کو بیان کیا گیا ہے، بعض احادیث میں حدود وقصاص اور تعزیرات کو بیان کیا گیا ہے۔(۱)

خلاصہ یہ کہ احادیث میں دین کا بہت بڑا حصہ بیان کر دیا گیا ہے، انکارِ حدیث سے ان تمام چیزوں کا انکار لازم آتا ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

۱۵:..... سب سے پہلے معتزلہ نے بعض علمی قسم کے شبہات کی بناء پر خبر واحد کی حجیت کا انکار کیا، جبکہ خبر واحد کے حجت ہونے پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ دورِ حاضر کے منکرینِ حدیث نے بے دینی اور اتباعِ خواہشات کی بناء پر حدیث کی حجیت کا انکار کیا ہے، ان میں عبد اللہ چکڑالوی، حافظ اسلم جیراج پوری، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر احمد دین، علامہ مشرقی، چوہدری غلام احمد پرویز اور تمنا عمادی پھلواری وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام کے نظریات اسلام سے متصادم ہیں اور ضلالت وگمراہی کی طرف لے جانے والے ہیں۔(۲)

۱۶:..... منکرین حدیث کبھی تو رسول اللہ ﷺ کے واجب الاطاعت ہونے کا ہی انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "من حیث الرسول" آپ ﷺ کی اطاعت نہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر واجب تھی اور نہ ہم پر واجب ہے، اور کبھی کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے

۱۔ اعلم ان انواع علوم الحدیث کثیرۃ لا تعد۔ قال الحازمی فی کتاب "العجالة" علم الحدیث یشتمل علی انواع کثیرة تبلغ مائة کل نوع منها علم مستقل لو انفق الطالب فیه عمره لما ادرك نهایته۔ (تدریب الراوی: ۱/ ۱۹، ۲۰)

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں حجۃ اللہ البالغہ: ۲/ ۲۹۴، ۲۹۶

۲۔ کان لظهور الاعتزال فی القرن الثالث الهجری علی ید واصل بن عطاء اثر کبیر فی نشاة الخلاف بین هذه الفرق وأهل السنة تناول کثیراً... حتی تجرأوا علی الأحادیث النبویة بردها اذا لم یجدوا لها تاویلاً تستسیغه عقولهم۔

(میزان الاعتدال: ۱/ ۲۱، انکار حدیث کے نتائج/ ۳۳)

حجت تھے ہمارے لئے حجت اور دلیل نہیں ہیں، اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ احادیث تمام انسانوں کے لئے حجت ہیں، مگر احادیث محفوظ نہیں ہیں یہ قابلِ اعتماد ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچیں۔ انجام اور مآل سب کا ایک ہی ہے کہ موجودہ کتب حدیث نا قابلِ اعتماد اور نا قابلِ عمل ہیں۔(۱)

۱۷:...... منکرین حدیث کے پاس اپنے نظریہ کے اثبات کے لئے کوئی معقول دلیل نہیں ہے، چند شبہات اور وساوس ہیں جن کو وہ پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم عام فہم انداز میں ان کے شبہات کا جواب ذکر کرتے ہیں۔

۱۸: صحیح مسلم کی ایک روایت میں حدیث لکھنے سے ممانعت وارد ہے، جبکہ بے شمار مواقع پر آنحضرت ﷺ نے احادیث لکھنے کا حکم دیا ہے، حدیث نہی میں اوّل تو رفع و وقف کا اختلاف ہے، دوسرے ایک ہی ورق پر قرآن پاک اور حدیث لکھنے سے نہی مراد ہے، یا نہی ان لوگوں کو تھی جو اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، یا یہ نہی منسوخ ہے اور ناسخ بعد کی وہ احادیث ہیں جن میں لکھنے کا حکم موجود ہے۔(۲)

۱۹:...... قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کو تفسیر و بیان کا حق دیا ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ کو محض سفیر سمجھنا سراسر غلط اور قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ نیز قرآن کریم اپنی جامعیت کے باوجود محتاجِ تفسیر ہے اور نبی کریم ﷺ ازروئے قرآن اس کے مفسّر اور شارح ہیں اور احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر و شرح ہے۔(۳)

۲۰:...... قرآن کریم کی بے شمار آیات میں نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے، لہٰذا احادیث کو چھوڑ کر قرآن کریم پر عمل کرنا ناممکن ہے۔(۴)

۱۔ انکارِ حدیث کے نتائج/۳۲

۲۔ فتح الباری: ۱/۲۰۸، شرح النووی علی صحیح مسلم: ۲/۴۱۵، فتح الملہم: ۱/۲۶۰، تدریب الراوی/۲۹

۳۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم۔ (نحل/۴۴)، ان کتاب اللّٰہ ابہم ہذا وان السنۃ تفسر ذلک۔ (جامع بیان العلم: ۲/۳۶۶)، لان الکتاب یکون محتملا لامرین فاکثر فتاتی السنۃ بتعیین احدہما فیرجع الی السنۃ ویترک مقتضی الکتاب۔ (الموافقات: ۴/۸)

۴۔ قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولوا فان اللّٰہ لایحب الکفرین۔ (آل عمران/۳۲)، یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (النساء/۵۹)، واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا (الانفال/۴۶)، یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔ (محمد/۳۳)، ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔ (الاحزاب/۷۱)

۲۱: بعض احادیث روایت بالمعنی کے طور پر منقول ہیں، مگر اس کے لئے ایسی شرائط مقرر کی گئی ہیں کہ روایت بالمعنی کے طور پر مروی احادیث کی صحت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نیز عقل ونقل اس پر شاہد ہیں کہ کسی بات کو محض اس وجہ سے رد نہیں کیا جاتا کہ یہ روایت بالمعنی کے طور پر مروی ہے۔(۱)

۲۲: بعض احادیث میں ظاہر تعارض نظر آتا ہے، مگر اس کو ترجیح، تطبیق، تنسیخ اور توقف وغیرہ کے ذریعے دور کردیا گیا ہے، لہٰذا یہ تعارض حجیت حدیث میں مانع نہیں، ورنہ قرآن کریم کی بعض آیات میں بھی ظاہری تعارض پایا جاتا ہے، کیا اس سے قرآن کریم کے حجت ہونے کا بھی انکار کردیا جائے گا؟(۲)

۲۳: احادیث مبارکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بھی حجت تھیں اور تا قیامت مسلمانوں کے لئے حجت ہیں، لہٰذا یہ سمجھنا کہ احادیث صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے حجت تھیں ہمارے لئے نہیں بدیہی البطلان ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کی رسالت و نبوت صرف عہد صحابہ رضی اللہ عنہم تک کے لئے تھی، بعد کے لوگوں کے لئے نہیں تھی۔(۳)

۱۔ فان لم یکن عالما عارفا بالالفاظ ومقاصدها خبیرا بما یحیل معانیها بصیرا بمقادیر التفاوت بینها فلا خلاف انه لا یجوز له ذلك (مقدمہ ابن الصلاح/ ۱۰۵)

۲۔ احدهما ان یمکن الجمع بین الحدیثین ولا یتعذر ابداء وجه ینفی تنافیهما فیتعین حینئذ المصیر الی ذلك والقول بهما معا۔ (معرفة انواع علم الحدیث/ ۳۹۰)، القسم الثانی ان یتضادا بحیث لا یمکن الجمع بینهما وذلك علی ضربین: احدهما: ان یظهر کون احدهما ناسخا والآخر منسوخا فیعمل بالناسخ ویترك المنسوخ۔ والثانی: ان لا تقوم دلالة علی ان الناسخ ایهما والمنسوخ ایهما فیفزع حینئذ الی الترجیح ویعمل بالارجح منهما والاثبت کالترجیح بکثرة الرواة او بصفاتهم فی خمسین وجها من وجوه الترجیحات واکثر ولتفصیلها موضع غیر ذا والله سبحانه اعلم۔ (معرفة انواع علم الحدیث/ ۳۹۱)، واذا تعارض الحدیثان ففی کتب الشافعیة یعمل بالتطبیق ثم بالترجیح ثم بالنسخ ثم بالتساقط وفی کتبنا یحتذا ولا بالنسخ ثم بالترجیح ثم بالتطبیق ثم بالتساقط۔ (العرف الشذی/ ۴۳)

۳۔ یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا۔ (الاعراف/ ۱۵۸)، وما ارسلناك الا کافة للناس بشیرا ونذیرا (سبا/ ۲۸)، تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا (الفرقان/ ۱)، قال رسول الله ﷺ لاتزال طائفة من امتی قائمة بامر الله لایضرهم من خذلهم او خالفهم حتی یاتی امر الله۔ (صحیح مسلم ۲/ ۱۴۳)، وفیه ایضا بشری ببقاء الاسلام واهله الی یوم القیمة ... وهم المسلمون (فتح الباری: ۲/ ۴۲)

۲۴:...... احادیث مبارکہ انہی معتبر ذرائع اور واسطوں سے ہم تک پہنچی ہیں، جن واسطوں سے قرآن کریم پہنچا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ احادیث ہم تک قابلِ اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچیں اور یہ ہمارے لئے حجت نہیں، غلط ہے۔ اور اس طرح کہنے سے قرآن کریم سے بھی اعتماد اٹھ جاتا ہے۔(۱)

۲۵: آیت قرآنی ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون '' میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور قرآن کریم الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے اور معانی قرآن، احادیث مبارکہ ہیں، لہٰذا قرآن کریم اور حدیث مبارکہ دونوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے لیا ہے اور دونوں محفوظ ہیں۔ اس آیت کی بناء پر یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف الفاظ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا، لہٰذا صرف قرآن کریم محفوظ ہے اور حدیث محفوظ نہیں، غلط ہے۔(۲)

۲۶:...... شرم وحیا کے مسائل بھی دین اور شریعت کا حصہ ہیں، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس قسم کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، ان مسائل کی بناء پر حدیث کی حجیت کا انکار کرنا اور ایسی احادیث کو من گھڑت کہنا غلط ہے، یہ تو شریعت کی جامعیت کی دلیل ہے، کیا اس بناء پر ایسی آیات کا بھی انکار کر دیا جائے گا؟

۱۔ صحیح مسلم: ۲/ ۱۴۳، فتح الباری: ۲/ ۴۲

۲۔ هو اسم للنظم والمعنى جميعا، امرنا بحفظ النظم والمعنى فانه دلالة على النبوة۔ (اللمعة المقدسيه/ ۳۱ بحواله آثار التنزيل: ۱/ ۲۴۲)، عن عمران بن حصين انه قال لرجل انك امرؤ احمق اتجدفي كتاب الله الظهر اربعا لا تجهر فيها بالقرآة ثم عدد عليه الصلوٰة والزكوٰة ونحو هذا ثم قال اتجد في كتاب الله مفسرا ان كتاب الله ابهم هذا وان السنة تفسير ذلك۔ (جامع بيان العلم: ۲/ ۳۶۵، ۳۶۶)

۲۷: صحیح احادیث کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ تعدد طرق کی بناء پر یہ تعداد سات لاکھ سے بھی متجاوز ہے، لہٰذا اگر کسی محدث کے بارے میں یہ کہا جائے کہ انہیں اتنی لاکھ احادیث یاد تھیں یا انہوں نے اتنی لاکھ مثلاً سات، چھ یا تین لاکھ احادیث میں انتخاب کر کے فلاں کتاب لکھی ہے تو یہ تعداد تعدد طرق واسناد کی بناء پر بیان کی جاتی ہے، متن حدیث کے حوالے سے بیان نہیں کی جاتی۔(۱)

۱۔ قال العراقی فی هذا الکلام نظر۔ لقول البخاری: احفظ مائة الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح، قال. ولعل البخاری اراد بالاحادیث المکررة الاسانید والموقوفات فربما عد الحدیث الواحد المروی باسنادین حدیثین.... لو تتبعت من المسانید والجوامع والسنن والاجزاء وغیرها لما بلغت مائة الف بلا تکرار، بل ولا خمسین الفا　قال الامام احمد: صح سبعمائة الف وکسر، وقال: جمعت فی المسند احادیث انتخبتها من اکثر من سبعمائة الف وخمسین الفا۔ (تدریب الراوی: ۱ / ۴۷)، قال ابن الجوزی: ان المراد بهذا العدد الطرق لا المتون(شوق حدیث / ۳۹)

سنت اور بدعات وخرافات

۱: بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹی تھی، امت محمد یہ علی صاحبھا الف الف تحیۃ تہتر فرقوں میں بٹے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ ناجیہ ہوگا باقی اپنے غلط عقائد ونظریات کی بناء پر دوزخ میں جائیں گے۔ فرقہ ناجیہ کو حدیث میں ''ما انا علیہ و اصحابی '' سے تعبیر فرمایا گیا ہے جس کا معنیٰ ''اہل السنۃ والجماعۃ'' ہے۔ فرقہ ناجیہ یا اہل السنۃ والجماعۃ کون ہیں، ان کی چند علامتیں ذکر کی جاتی ہیں:

اہل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو قرآن کریم، سنت نبوی ﷺ اور صحابہؓ کے طریق پر بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ جو تنازع اور اختلاف کے وقت کلام اللہ اور کلام الرسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان پر کسی کے قول کو مقدم نہیں کرتے۔ جو تمام اسلامی عقائد کو ان کی صحیح اور اصلی شکل میں قبول کرتے ہیں اور کسی بھی عقیدے کے بارے میں غلو یا افراط وتفریط کا شکار نہیں ہوتے۔ جو کسی بھی طور غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے، غیر اللہ سے حاجتیں اور مرادیں نہیں مانگتے، غیر اللہ کو دعا اور استعانت کے لئے نہیں پکارتے، غیر اللہ کی نذر و نیاز نہیں مانتے اور غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح نہیں کرتے۔ جو اپنی تمام عبادات، معاملات، سلوک اور زندگی کے طور طریقوں میں سنت کو اختیار کرتے ہیں اور ہر قسم کی بدعات وخرافات سے بچتے ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو معصوم سمجھتے ہیں، ان کے علاوہ امت میں سے کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی امت میں کسی کے ہر قول کو بلا احتمال خطاء صواب قرار دیتے ہیں۔ جو تمام صحابہ کرام، اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیاء اللہ اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کا احترام کرتے ہیں اور غیر مجتہد کے لئے تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور اس میں طرق مبتدعہ سے اجتناب کرتے ہیں۔(۱)

۲: سنت کے مقابل طریقے کا نام بدعت ہے۔ لغت میں بدعت کا معنیٰ ہے،''دین میں کوئی نئی بات، نئی رسم یا نیا دستور نکالنا''، شریعت میں بدعت کہتے ہیں احداث فی الدین کو، یعنی ہر وہ نیا

(۱ [illegible] ۳۶، صحیح [illegible] جامع ترمذی ۲ / ۸۹، غنیۃ الطالبین / ۱۹۵، شرح فقہ اکبر / ۲۰۱۲۰، طحطاوی علی الدر المختار: ۴ / ۱۵۳، حجۃ اللہ البالغۃ: ۱ / ۱۷۰)

کام جس کو دین کا حصہ سمجھ لیا جائے اور اس کی اصل کتاب وسنت میں یا قرون مشہود لہا بالخیر میں یعنی صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کے تین زمانے، جن کے خیر اور بھلائی کی گواہی نبی کریم ﷺ نے دی ہے، موجود نہ ہو۔ اس کو محدثات بھی کہا جاتا ہے۔(۱)

۳: اگر کوئی نیا کام دین کی تقویت وحفاظت دین کی تائید یا انتظام کے طور پر کیا جائے اور اسے داخلِ دین نہ سمجھا جائے تو یہ احداث للدین ہے، احداث فی الدین نہیں۔ اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، جیسے حفاظت دین کے لئے مدارس ومکاتب کا قیام یہ خود کوئی دین نہیں بلکہ دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے، لہٰذا یہ بدعت نہیں۔ (۲)

۴: بدعت کے لئے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے: ایک منشاء ماثور کے بغیر دین میں کسی نئی چیز کا اختراع کرنا اور دوسرے اس چیز کو جزوِ دین سمجھنا۔ جس چیز میں یہ دونوں باتیں ہوں گی وہ بدعت کہلائے گی۔ اگر کسی چیز میں ایک بات ہو دوسری نہ ہو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ (۳)

۵: بدعتِ لغویہ کی دو قسمیں ہیں: سیئہ اور حسنہ۔ بدعت لغویہ میں وہ کام بھی شامل کیے جاسکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جاری ہوئے۔ بدعتِ شرعیہ، سیئہ ہی ہے، حسنہ نہیں۔ یہ وہ بدعت ہے جو قرون مشہود لہا بالخیر کے بعد جاری ہوئی ہو اور اس کا کوئی منشاء صراحۃً، ضمناً، دلالۃً، یا اشارۃً خیر القرون میں نہ ملتا ہو۔ (۴)

۱۔ ۱۔ والبدعة اصلها ما احدث على غير مثال سابق و تطلق فى الشرع فى مقابل السنة فتكون مذموما(فتح البارى: ٣١٨/٤)،
مزید تفصیل کے لئے:(الاعتصام: ١٩/١، شرح المقاصد: ٢٧١/٢، نبراس/٢١)

۲۔ فلم يتعلق بها امر تعبدى يقال فى مثله بدعة، الا على فرض ان يكون من السنة ان لا يقرا العلم الا بالمساجد، وهذالا يوجد بل العلم كان فى الزمان اوّل يبث بكل مكان من مسجد او منزل، او سفر او حضر او غير ذلك حتىٰ فى الاسواق، فاذا اعد احد من الناس مدرسة يعنى باعدادها الطلبة فلا يزيد ذلك على اعداده له منزلا من منازله، او حائطا من حوائطه او غير ذلك فاين مدخل البدعة هاهنا؟(الاعتصام: ١٦٢/١)

۳۔ والبدعة اصلها ما احدث على غير مثال سابق و تطلق فى الشرع فى مقابل السنة فتكون مذموما(فتح البارى: ٣١٨/٤)

٤۔ اما البدعة على قسمين بدعة لغوية و بدعة شرعية فالاول هو المحدث مطلقا عادة كانت او عبادة وهى التى يقسمونها الى الاقسام الخمسة والثانى وهو مازيد على ماشرع من حيث الطاعة بعد انقراض الازمنة الثلاثة بغير اذن من الشارع　　　(بقیہ اگلے صفحے پر)

۶:..... کفر اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے۔(۱)

۷:..... بدعت کی حکم کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱۔ بدعت فی العقیدہ

۲۔ دوسری بدعت فی العمل

بدعت فی العقیدہ کبھی مُخرِج ملت ہوتی ہے اور کبھی مُخرِج ملت نہیں ہوتی، یعنی اس بدعت کا مرتکب بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔مخرج ملت ہونے کی صورت میں اس کو بدعتِ مکفِّرہ کہا جاتا ہے، اور بدعت فی العمل مخرج ملت نہیں ہوتی البتہ موجب فسق وضلالت ضرور ہے۔اس کو بدعتِ مُفسِّقہ کہا جاتا ہے۔(۲)

۸:..... زمانہ کی نئی نئی ایجادات اور رہن سہن کے نئے نئے طور طریقے بدعت نہیں ہیں، اس لئے کہ ان پر بدعت کی تعریف صادق نہیں آتی۔(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ) لا قولا ولا فعلا ولا صريحا ولا اشاره وهى المراد بالبدعة المحكوم عليها بالضلالة: (اللحنة: ١٦١ بحواله راه سنت ٩٩)، البدعة بدعتان بدعة خالفت كتابا او سنة او اجماعا او اثرا عن بعض اصحاب رسول الله ﷺ فهذه بدعة ضلالة و بدعة لم تخالف شيئا من ذلك فهذه قد تكون حسنة لقول عمرؓ نعمت البدعة هذه

(موافقة صريح المعقول لابن تيميه على منهاج السنة: ١٢٨/٢ بحواله راه سنت/١٠٠)

١۔ عن علي رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ من احدث فيها حدث او اوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين (صحيح بخارى: ٢٨١/١)، عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة (صحيح مسلم ٢٨٥/١)، فالصراط المستقيم هو سبيل الله الذى دعا اليه وهو السنة۔ والسبل هى سبل اهل لا ختلاف العائدين عن الصراط المستقيم وهم اهل البدع۔ وليس المراد سبل المعاصى۔ لان المعاصى من حيث هى معاص لم يضعها احد طريق تسلك دائما على مضاهاة التشريع۔ وانما هذا الوصف خاص بالبدع المحدثات(الاعتصام: ٣٥/١)

٢۔ ردالمحتار: ٥٦٠/١، الاعتصام: ١٥٩/٢، ١٦٠، مرقاة: ١٧٧/١

٣۔ "البدعة طريقة فى الدين مخترعة تضاهى الشرعية يقصد بالسلوك عليها مايقصد بالطريقة الشرعية" ولا بد من بيان الفاظ هذا الحد فالطريقة والطريق والسبيل والسنن هى بمعنى واحد وهو مارسم للسلوك عليه وانما قيدت بالدين لانها فيه تخترع واليه يضيفها صاحبها وايضا فلو كانت طريقة مخترعة فى الدنيا على الخصوصى لم تسم بدعة كاحداث الصنائع والبلدان التى لاعهد بها فيما تقدم۔ (الاعتصام: ١٩/١)

۹:...... بدعت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً احکامِ شریعت سے جہالت یا انہیں پسِ پشت ڈالنا، اتباعِ خواہشات، تعصبِ دینی اور تشبہ بالکفار وغیرہ۔ (۱)

۱۰:...... خلافتِ راشدہ کا زمانہ سنت کا زمانہ ہے اس کے بعد دوسری صدی ہجری تک کا زمانہ بھی سنت ہی کا زمانہ ہے، دوسری صدی ہجری میں بدعات کا آغاز ہوا، اس وقت موجود صحابہ کرامؓ اور دیگر اہل علم نے بدعات کی بھرپور تردید فرمائی۔ سب سے پہلی بدعت، انکارِ تقدیر کی بدعت ہے، پھر ارجاء، رفض، خروج اور اعتزال وغیرہ بدعات نے جنم لیا۔ (۲)

۱۱:...... کوفہ، بصرہ، شام اور خراسان سے بالترتیب تشیع، ارجاء، قدر و اعتزال اور جہمیہ وغیرہ نے جنم لیا۔ مدینہ منورہ مرکزِ علمِ نبوت ہونے کی بناء پر بدعات سے محفوظ رہا، تاہم مقام حروراء خارجیوں کا گڑھ رہا ہے۔ (۳)

۱۲:...... عصرِ حاضر میں بھی بہت ساری بدعات وخرافات رائج ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے، مثلاً عرس کرنا، قبروں پر چراغ جلانا، قبروں پر چادریں اور غلاف ڈالنا، پختہ قبریں بنانا، قبروں پر گنبد بنانا، میت کا قل، تیجہ، چالیسواں اور برسی وغیرہ کرنا، اذان کے اول یا آخر میں زائد کلمات مثلاً

۱۔ هذه الاسباب الثلاثة راجعة في التحصيل الى وجه واحد: وهو الجهل بمقاصد الشريعة، والتخرص على معانيها بالظن من غير تثبت او الاخذ فيها بالنظر الاول، ولا يكون ذلك من راسخ في العلم الا ترى ان الخوارج كيف خرجوا عن الدين كما يخرج السهم من الصيد المرمى۔ (الاعتصام: ۲/۱۵۶، ۱۵۷)

۲۔ (الثالثة) اوّل بدعة ظهرت بدعة القدر وبدعة الارجاء وبدعة التشيع والخوارج، وهذه البدع ظهرت في القرن الثاني والصحابة موجودون وقد انكروا على اهلها كما سياتي بيان ذلك ثم ظهرت بدعة الاعتزال ولم يزل المسلمون على النهج الاول ولزوم ظاهر السنة وما كان عليه الصحابةؓ الى ان حدثت الفتن بين المسلمين، والبغي على ائمة الدين وظهر اختلاف الآراء والميل الى البدع والاهواء وكثرت المسائل والوقعيات والرجوع الى العلماء في المهمات، فاشتغلوا بالنظر والاستدلال واستنباط النتائج وتمهيد القواعد وانتاج القضايا والفوائد واختلفوا في التبويب والتفصيل، والترتيب والتاصيل۔ (شرح عقيده سفارينيه: ۱/۷۱)

۳۔ قال شيخ الاسلام: فان الامصار الكبار التي سكنها اصحاب رسول الله ﷺ وخرج منها العلم والايمان خمسة: الحرمان، والعراقان، والشام منها خرج القرآن والحديث والفقه والعبادة وما يتبع ذلك من امور الاسلام وخرج من هذه الامصار بدع اصولية غير المدينة النبوية فالكوفة خرج منها التشيع والارجاء وانتشر بعد ذلك في غيرها والبصرة خرج منها القدر والاعتزال والنسك الفاسد، وانتشر بعد ذلك في غيرها والشام كان بها النصب والقدر، اما التجهم فانما ظهر في ناحية خراسان وهو شر البدع وكان ظهور البدع بحسب البعد عن الدار النبوية فلما حدثت الفرقة بعد مقتل عثمان ظهرت بدعة الحرورية واما المدينة النبوية فكانت سليمة من ظهور هذه البدع وان كان بها من هو مضمر لذلك فكان عندهم مهانا مذموما اذا كان بهم قوم من القدرية وغيرهم ولكن كانوا مقهورين ذليلين بخلاف التشيع والارجاء في الكوفة والاعتزال وبدع النساك بالبصرة والنصب بالشام فانه كان ظاهرا (الارشاد الى صحيح الاعتقاد: ۲۹۶، ۲۹۷، بحواله العقيدة الحنفيه: ۲۹)

۶:...... گناہِ کبیرہ کی کوئی متعین تعداد نہیں ہے، بعض احادیث میں تین، بعض میں سات، بعض میں دس، بعض میں پندرہ، بعض میں ستر تک بیان کئے گئے ہیں، چونکہ ہر چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کی نفی نہیں کرتا، اس لئے حصر کہیں بھی مقصود نہیں۔(۱)

۷:...... ذیل میں گناہِ کبیرہ ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱)...... شرک

یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔(۲)

(۲)...... کفر

ضروریاتِ دین میں سے کسی امرِ ضروری کا انکار کرنا۔

کفر و شرک کی حالت میں اگر موت آگئی تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہوگا اور آخرت میں اس کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(۳)

(۳)...... تقدیر کا انکار کرنا۔(۴)(تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب کا صفحہ ۱۴۹)

(۴)...... ناحق کسی کو قتل کرنا۔(۵)

(۵)...... زنا کرنا۔(۶)

(۶)...... جادو کرنا۔(۷)(تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب کا صفحہ ۱۹۰)

(۷)...... جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دینا۔(۸)

(۸)...... زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔(۹)

(۹)...... بلا عذر، رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا۔(۱۰)

۱۔ الزواجر: ۱/۱۶، ۱۷

۲۔ لقمان /۱۳، صحیح بخاری ۱/۳۸۸

۳۔ الانفال /۵۵، النساء /۵۶، شرح المقاصد: ۳/۳۵۶

۴۔ صحیح بخاری ۱/۳۸۸

۵۔ النساء /۹۳، صحیح بخاری: ۱/۳۸۸

۶۔ الاسراء /۳۲، صحیح بخاری ۱/۳۸۸

۷۔ البقرہ/۱۰۲، صحیح بخاری: ۲/۸۵۸

۸۔ مریم /۵۹، مدثر/۴۲، ۴۳، جامع ترمذی: ۲/۵۴۶

۹۔ آل عمران /۱۷، التوبہ /۳۴

۱۰۔ البقرہ /۱۸۵

(۱۰)...... بلا عذر، رمضان المبارک کا روزہ توڑ دینا۔(۱)

(۱۱)...... حج فرض ادا نہ کرنا۔(۲)

(۱۲)...... خودکشی کرنا۔(۳)

(۱۳)...... اولاد کو قتل کرنا۔روح پڑ جانے کے بعد بچے کو ضائع کرانا بھی قتل اولاد میں داخل ہے۔(۴)

(۱۴)...... والدین کی نافرمانی کرنا۔

جائز اور واجب اُمور میں والدین کی اطاعت فرض ہے، ناجائز اور حرام کاموں میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔(۵)

(۱۵)...... محارم واقارب سے قطع رحمی وقطع تعلق کرنا۔(۶)

(۱۶)...... جھوٹ بولنا۔(۷)

(۱۷)...... جھوٹی قسم کھانا۔(۸)

(۱۸)...... جھوٹی گواہی دینا۔(۹)

(۱۹)...... فعل قوم لوط یعنی بدفعلی کرنا۔(۱۰)

(۲۰)...... سود کھانا۔(۱۱)

(۲۱)...... سود کھلانا۔

(۲۲)...... سودی معاملہ کرنا۔

۱۔ جامع ترمذی: ۱/ ۲۷۲، مصنف عبد الرزاق: ٤/ ١٥٣

۲۔ آل عمران / ۹۷، جامع ترمذی: ۱/ ۲۸۸

۳۔ النساء/ ۲۹، ۳۰، صحیح بخاری: ۲/ ۸٦٠

٤۔ الانعام / ۱۵۱، الاسراء / ۳۱

٥۔ الاسراء / ۲۳، ۲٤، جامع ترمذی: ۲/ ٤٥٤

٦۔ محمد/ ۲۲، صحیح بخاری ۲/ ۸۸٥

۷۔ آل عمران / ٦١، غافر / ۲۸، جامع ترمذی: ۲/ ٤٦١

۸۔ آل عمران/ ۷۷، صحیح بخاری: ۲/ ۹۸۷

۹۔ الحج/ ۲، الفرقان / ۷۲، صحیح بخاری: ۱/ ۳٦۲

۱۰۔ هود/ ۸۲، ۸۳، الشعراء / ١٦٥، ١٦٦، جامع ترمذی: ۱/ ۳٥٠م۲/ ٤٠۲

۱۱۔ البقرہ / ۲۷٥، آل عمران / ۱۳، سنن ابن ماجه / ١٦٤

(۲۳)......سود پر گواہ بننا۔(۱)

(۲۴)......ناحق یتیم کا مال کھانا۔(۲)

(۲۵) میدانِ جنگ سے بھاگنا۔(۳)

(۲۶)......اللہ تعالیٰ پر یا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا، یعنی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو اُن سے ثابت نہیں۔(۴)

(۲۷)......ظلم کرنا۔(۵)

(۲۸)......کسی کو دھوکہ دینا۔(۶)

(۲۹)......تکبر کرنا۔(۷)

(۳۰)......کسی پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔(۸)

(۳۱)......مالِ غنیمت میں خیانت کرنا۔(۹)

(۳۲)......کسی کا مال اُچک کر لے جانا۔(۱۰)

(۳۳)......حسد کرنا۔(۱۱)

(۳۴)......کینہ رکھنا۔ (۱۲)

(۳۵)......دینی علوم دنیا کی خاطر پڑھنا، پڑھانا۔(۱۳)

۱۔ جامع ترمذی: ۱/ ۳٦۰، سنن ابن ماجه /١٦٥

۲۔ النساء/ ۱۰، اسراء/ ۳٤، صحیح بخاری: ۱/۳۸۸

۳۔ الانفال / ١٦، صحیح بخاری: ۱/۳۸۸

٤۔ جامع ترمذی: ۱/۵۵۱

۵۔ ابراهیم/٤۲، صحیح بخاری: ۱/ ۳۳۱

٦۔ فاطر/٤۳، صحیح مسلم: ۲/ ۳۸۵

۷۔ النحل/ ۲۳، سنن ابن ماجه /۳۰۸

۸۔ النور /٤، ۲۳، ۲٤، صحیح مسلم: ۱/ ٤۲

۹۔ انفال /۵۸، صحیح بخاری: ۱/ ٤۳۲

۱۰۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/ ۱۷

۱۱۔ النساء /۵٤، سنن ابن ماجه / ۳۱۰

۱۲۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۷ ٤

۱۳۔ آل عمران/۱۸۷، سنن ابو داؤد: ۲/ ١٦۰

(۳۶) ..... علم پر عمل نہ کرنا۔(۱)

(۳۷) ..... ضرورت کے موقع پر علم کو چھپانا۔(۲)

(۳۸) ..... جھوٹی حدیث بنانا یا معلوم ہونے کے باوجود جھوٹی حدیث نقل کرنا، اور اس کا جھوٹی حدیث ہونا نہ بتانا۔(۳)

(۳۹) ..... وعدہ کی خلاف ورزی کرنا۔

(۴۰) ..... امانت میں خیانت کرنا۔

(۴۱) ..... معاہدہ کی پابندی نہ کرنا۔(۴)

(۴۲) ..... ظالم وفاسق لوگوں کو اچھا سمجھنا اور صلحاء سے بغض رکھنا۔(۵)

(۴۳) ..... اولیاء اللہ کو ایذاء دینا یا ان سے دشمنی رکھنا۔(۶)

(۴۴) ..... کسی کو ناحق مقدمہ میں پھنسانا۔(۷)

(۴۵) ..... شراب پینا۔(۸)

(۴۶) ..... جوا کھیلنا۔(۹)

(۴۷) ..... حرام مال کمانا۔(۱۰)

(۴۸) ..... حرام مال کھانا یا کھلانا۔(۱۱)

(۴۹) ..... ڈاکہ ڈالنا۔(۱۲)

۱۔ صحیح مسلم: ۲/۴۱۲

۲۔ البقرہ / ۵۹

۳۔ جامع ترمذی: ۲/۱۰۵

۴۔ الاسراء /۳۴، مائدہ /۱، صحیح بخاری ۱/۱۰، ۱۵

۵۔ مسند احمد: ۶/۱۴۵

۶۔ احزاب /۵۸، صحیح بخاری: ۲/۹۶۳

۷۔ الفرقان/۷۲، صحیح بخاری: ۲/۱۰۶۵

۸۔ المائدہ /۹۱، صحیح مسلم: ۲/۱۶۷

۹۔ صحیح مسلم: ۲/۲۴۰

۱۰۔ صحیح مسلم: ۲/۲۴۰

۱۱۔ البقرہ /۱۸۸، المعجم الصغیر للطبرانی: ۱۰/۲۹۱

۱۲۔ مائدہ /۳۳، سنن الدار قطنی ۳/۲۱۴

(۵۰)...... جج کا جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنا۔(۱)

(۵۱)...... لوگوں سے اسلحہ وغیرہ کے زور پر مال بٹورنا یا ناحق ٹیکس وصول کرنا۔(۲)

(۵۲)...... مردوں کا عورتوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا اور عورتوں کا مردوں جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا۔(۳)

(۵۳)...... دیوث، یعنی بے غیرت ہونا۔(۴)

(۵۴)...... پیشاب کے قطروں سے جسم یا کپڑوں کو نہ بچانا۔(۵)

(۵۵)...... ریاء، یعنی نیک اعمال میں دکھلاوا کرنا۔(۶)

(۵۶)...... سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا۔

(۵۷)...... مرد کا سونے کی انگوٹھی وغیرہ پہننا۔

(۵۸)...... مرد کا خالص ریشم پہننا۔(۷)

(۵۹)...... قرآن کریم تھوڑا یا زیادہ یاد کر کے بھلا دینا۔(۸)

(۶۰)...... ستر نہ چھپانا۔(۹)

مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اور عورت کا پورا جسم ستر ہے، سوائے ہتھیلیوں، چہرے اور پاؤں کے۔ عورت کے لئے چہرے کا چھپانا ستر کے طور پر نہیں بلکہ حجاب اور پردے کے طور پر ضروری ہے۔(۱۰)

(۶۱)...... عورت کا محرم یا خاوند کے بغیر سفر کرنا۔(۱۱)

۱۔ مائدہ/ ٤٧، مستدرك حاكم: ٧/ ٢٥٠

۲۔ صحيح مسلم: ١/ ٨١

۳۔ سنن ابو داؤد: ٢/ ٢١٢

٤۔ سنن نسائي: ١/ ٣٥٧

٥۔ صحيح بخاري: ١/ ٣٥

٦۔ النساء/ ١٤٢، صحيح مسلم: ٢/ ١٤٠

٧۔ صحيح بخاري: ٢/ ٨٦٨

٨۔ سنن ابو داؤد: ٢/ ٢١٧

٩۔ سنن ابو داؤد: ٢/ ٢٠١، سنن ابن ماجه ٢٩١

١٠۔ فتح القدير: ١/ ٢٢٥

١١۔ صحيح بخاري: ١/ ١٤٧

(۶۲)......بلا عذر جمعہ کی بجائے ظہر پڑھنا۔(۱)

(۶۳)......عورت کا شوہر کی نافرمانی کرنا۔(۲)

(۶۴)......بلا عذر تصویر بنوانا۔(۳)

(۶۵)......عورت کا ایسا باریک لباس پہننا جس سے جسم کی رنگت معلوم ہوتی ہو یا ایسا چست لباس پہننا جس سے جسم کی ہیئت معلوم ہوتی ہو۔(۴)

(۶۶)......مرد کا شلوار یا لنگی وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا۔(۵)

(۶۷)......احسان جتلانا۔(۶)

(۶۸)......لوگوں کے راز اور ان کی پوشیدہ باتوں پر مطلع ہونے کی کوشش کرنا۔(۷)

(۶۹)......چغل خوری کرنا۔(۸)

(۷۰)......کسی پر بہتان لگانا۔(۹)

(۷۱)......غیبت کرنا۔(۱۰)

(۷۲)......کاہن یا نجومی کی بات کی تصدیق کرنا۔(۱۱)

(۷۳)......پریشانی اور مصیبت کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرنا، نوحہ کرنا، ماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا یا بددعا وغیرہ کرنا۔(۱۲)

۱۔ سنن ابن ماجہ / ۷۵

۲۔ النساء / ۳۴، صحیح بخاری: ۲ / ۷۸۲

۳۔ صحیح بخاری: ۲ / ۸۸۰

٤۔ صحیح مسلم: ۲ / ۲۰۵

٥۔ صحیح بخاری: ۲ / ۸٦۱، صحیح مسلم: ۱ / ۷۱

٦۔ البقرہ / ۲٦٤، صحیح مسلم: ۱ / ۷۱

۷۔ الحجرات / ۱۲، صحیح بخاری ۲ / ۱۰٤۲

۸۔ القلم / ۱۱، الہمزہ / ۱

۹۔ الاحزاب / ۵۸، الشوری / ٤۲، مسند احمد: ۲ / ۳٦۲

۱۰۔ الحجرات / ۱۲، صحیح مسلم: ۲ / ۳۱۹

۱۱۔ الاسراء / ۳٦، سنن ابو داؤد ۲ / ۱۸۹

۱۲۔ صحیح بخاری ۱ / ۱۷۲، جامع ترمذی ۱ / ۳۲۱

(۷۴) ......ہمسائے کا حق ادا نہ کرنا یا اس کو تکلیف دینا۔(۱)

(۷۵) ......مسلمان کو ایذاء دینا۔(۲)

(۷۶) ......اپنا نسب یا قوم تبدیل کرنا۔(۳)

(۷۷) ......ناپ تول میں کمی کرنا۔(۴)

(۷۸) ......اللہ تعالیٰ سے بے خوف ہونا، یعنی اس کے عذاب اور اس کی تدبیروں سے بے خوف رہنا۔(۵)

(۷۹) ......بلا عذر جماعت سے نماز نہ پڑھنا۔(۶)

(۸۰) کسی وارث کو محروم کرنے یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے وصیت کرنا۔(۷)

(۸۱) ......بہنوں کو وراثت میں سے حصہ نہ دینا۔(۸)

(۸۲) ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا سلف صالحین کو بُرا بھلا کہنا۔(۹)

(۸۳) ......کمزور لوگوں پر دست درازی کرنا۔(۱۰)

(۸۴) ......شرعی احکام پر تبصرہ کرنا یا انہیں خلافِ مصلحت سمجھنا۔(۱۱)

(۸۵) ......زمین سیراب کرنے کے لئے اپنے حصہ سے زائد پانی لینا۔(۱۲)

(۸۶) ......مسلمان کی پردہ دری کرنا یا اس کے عیوب لوگوں پر ظاہر کرنا۔(۱۳)

۱۔ النساء / ۳۶، صحیح بخاری ۲ / ۸۸۹

۲۔ الاحزاب/۵۸، الحجرات / ۱۱، صحیح بخاری: ۲ / ۲۹٤

۳۔ صحیح بخاری: ۲ / ۱۰۰۱

٤۔ المطففین / ۱تا٤، صحیح بخاری: ۱ / ٦۹

۵۔ الانعام / ٤٤، جامع ترمذی: ۲ / ٤۸۱

٦۔ سنن ابن ماجہ / ۵۷

۷۔ النساء/۱۲، جامع ترمذی: ۲ / ٤۷٦

۸۔ الکبائر / ۲٦۸

۹۔ صحیح بخاری: ۲ / ۹٦۳، صحیح مسلم: ۲ / ۳۱۰، جامع ترمذی: ۲ / ۷۰٦

۱۰۔ نساء / ۳٦، صحیح مسلم: ۲ / ۵۱

۱۱۔ الزخرف / ۵۸، جامع ترمذی: ۲ / ٦۳۲، مجمع الزوائد: ۱ / ۱۸٦، ۱٦۷

۱۲۔ انفال / ۲۷، سنن ابو داؤد: ۱ / ۲۲۳

۱۳۔ سنن ابن ماجہ / ۱۸۳

(۸۷)...... داڑھی مونڈنا، یا ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا۔(۱)

(۸۸)...... قبر پر چراغ جلانا۔(۲)

(۸۹)...... صدقہ خیرات کر کے احسان جتلانا۔(۳)

(۹۰)...... زمینی پیداوار کا عشر ادا نہ کرنا۔(۴)

(۹۱)...... جس شخص کے پاس روزمرہ کی ضروریات کا انتظام ہو، اس کا سوال کرنا اور لوگوں سے مانگتے پھرنا۔(۵)

(۹۲) عید الفطر، عید الاضحیٰ یا ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔(۶)

(۹۳)...... حالت احرام میں خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔(۷)

(۹۴)...... واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنا۔(۸)

(۹۵)...... نشہ کرنا۔(۹)

(۹۶) کسی اعتقادی یا عملی بدعت کا اختراع یا ارتکاب کرنا۔(۱۰)

اعتقادی بدعت اگر مفسقہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب، مرتکب کبیرہ ہوگا، اور اگر بدعت مکفرہ ہو تو اس کا مخترع اور مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

(۹۷)...... کسی چیز یا رقم کی ادائیگی کی مدت پوری ہونے پر قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کرنا اور ٹال مٹول کرنا۔(۱۱)

۱۔ صحیح بخاری: ۲/۸۷۵، فتح القدیر: ۲/۷۷

۲۔ سنن ابو داؤد: ۲/۱۰۵

۳۔ البقرۃ/۲۶۴

۴۔ الانعام/۱۴۱

۵۔ سنن ابو داؤد: ۱/۲۳۶

۶۔ صحیح مسلم: ۱/۳۶۰، مسند احمد: ۲/۵۱۳

۷۔ المائدہ/۹۵

۸۔ سنن بیہقی: ۹/۲۶۰

۹۔ سنن ابی داؤد: ۲/۱۶۳، الزواجر: ۱/۳۰۵

۱۰۔ ردالمحتار: ۱/۵۶۰

۱۱۔ صحیح بخاری: ۱/۳۲۳

(۹۸) ..... نابینا شخص کو قصداً غلط رستہ پر لگا دینا یا ناواقف شخص کو جان بوجھ کر غلط راستہ بتلانا۔(۱)

(۹۹) ..... عام گزرگاہ یا رستہ پر قبضہ جما لینا کہ جس کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہو۔(۲)

(۱۰۰) ..... امانت کے طور پر رکھوائی ہوئی چیز کو بلا اجازتِ مالک استعمال کرنا۔(۳)

(۱۰۱) ..... رہن رکھوائی ہوئی چیز کو استعمال کرنا۔(۴)

(۱۰۲) ..... گری پڑی چیز ذاتی استعمال میں لانے کی نیت سے اٹھانا۔(۵)

(۱۰۳) ..... تقاضا اور استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنا۔(۶)

(۱۰۴) ..... اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا۔(۷)

(۱۰۵) کسی کو برے القاب سے پکارنا۔(۸)

(۱۰۶) مسلمان کے ساتھ استہزاء یا اس کی ہتک عزت کرنا۔(۹)

(۱۰۷) کسی کی منگنی پر منگنی کرنا۔(۱۰)

(۱۰۸) کسی کے سودے پر سودا کرنا۔(۱۱)

(۱۰۹) محرمہ نسبیہ، صہریہ یا رضاعیہ کے ساتھ نکاح کرنا۔(۱۲)

(۱۱۰) تین طلاقیں دینے کے بعد بغیر حلالہ شرعیہ سابقہ منکوحہ کو بسانا۔(۱۳)

(۱۱۱) ادا نہ کرنے کی نیت سے مہر مقرر کرنا۔(۱۴)

١۔ الزواجر: ١/ ٣٦٨

٢۔ الزواجر: ١/ ٣٦٨

٣۔ النساء: ٥٨، مسند احمد: ٢/ ١٣٥

٤۔ سنن ابو داؤد: ١/ ٢٢٣

٥۔ البقرة: ١٨٨

٦۔ صحیح بخاری: ٢/ ٧٥٧، ٧٥٨

٧۔ صحیح بخاری: ٢/ ٧٨٢

٨۔ الحجرات: ١١

٩۔ الحجرات: ١١

١٠۔ جامع ترمذی: ٢/ ٣٧٤

١١۔ جامع ترمذی: ٢/ ٣٧٤

١٢۔ النساء: ٢٣

١٣۔ صحیح بخاری: ٢/ ٧٩١

١٤۔ الزواجر: ٢/ ٤٠

(۱۱۲) ......اسراف یعنی فضول خرچی کرنا۔(۱)

(۱۱۳) ...کسی کی دلی رضامندی کے بغیر اس کا مال وغیرہ استعمال کرنا۔(۲)

(۱۱۴) ......ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں، ان میں برابری نہ کرنا۔(۳)

(۱۱۵)...... میاں بیوی کا ایک دوسرے کے حقوق واجبہ ادا نہ کرنا۔(۴)

(۱۱۶) ...... بلا عذر شرعی کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع تعلق کرنا۔(۵)

(۱۱۷) ......عورت کا بے پردہ ہو کر باہر نکلنا۔(۶)

(۱۱۸)......عورت کا بلا ضرورت شرعیہ خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا۔(۷)

(۱۱۹) عورت کا عدت پوری ہونے کے بارے میں غلط بیانی کرنا۔(۸)

(۱۲۰) ......عدت والی عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر سے باہر نکلنا۔(۹)

(۱۲۱)......عدت وفات والی عورت کا عدت کی مدت تک بناؤ سنگھار وغیرہ سے اجتناب نہ کرنا۔(۱۰)

(۱۲۲) ......زیر کفالت لوگوں، یعنی بیوی بچوں وغیرہ پر استطاعت کے باوجود خرچ نہ کرنا۔(۱۱)

(۱۲۳) ...گناہ اور حرام کاموں میں معاونت کرنا۔(۱۲)

(۱۲۴) کسی منصب سے اہل کو معزول کر کے نااہل کو مقرر کرنا۔(۱۳)

(۱۲۵)......کسی مسلمان کو "کافر" یا "اللہ کا دشمن" کہنا یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ سے گالی دینا۔(۱۴)

۱۔ الاعراف/۳۱

۲۔ البقرہ/۱۸۸

۳۔ جامع ترمذی: ۱/۳٤٥

٤۔ مسند احمد: ٥/۲۲۸

٥۔ صحیح بخاری: ۲/۸۸٥، سنن ابو داؤد: ۲/۳۳۱

٦۔ سنن نسائی: ۲/۲۸۲

۷۔ سنن ابو داؤد: ۱/۳۲۱

۸۔ البقرہ/۲۲۸

۹۔ البقرہ/۲۲۸

۱۰۔ البقرہ/۲۳٤

۱۱۔ صحیح بخاری: ۱/۱۹۰، ۱۹۲

۱۲۔ المائدہ/۲، الزواجر: ۲/۱۳۳

۱۳۔ المائدہ/۲، الزواجر: ۲/۱۳۳

۱٤۔ الزواجر: ۲/۱۷۳

(۱۲۶)......حدود شرعیہ میں کسی کی سفارش کرنا۔(۱)

(۱۲۷)...... بالغ ہونے کے بعد ختنہ نہ کروانا۔(۲)

(۱۲۸)......فرض ہونے کے باوجود جہاد نہ کرنا۔(۳)

(۱۲۹)......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا۔(۴)

(۱۳۰)... مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا۔(۵)

(۱۳۱) ...طاعون والی جگہ سے بھاگنا۔(۶)

(۱۳۲) مسلمانوں کا اجتماعی یا انفرادی راز افشاء کرنا۔(۷)

(۱۳۳)... منت پوری نہ کرنا۔(۸)

(۱۳۴) ... رشوت لینا۔(۹)

(۱۳۵) ... رشوت دینا، اگر حصول حق یا دفع ضرر رشوت دیئے بغیر ممکن نہ ہو تو مجبوراً رشوت دینا جائز ہے، رشوت لینا بہر صورت حرام ہے۔(۱۰)

(۱۳۶)......لوگوں کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا۔(۱۱)

(۱۳۷)......سفارشی کا ہدیہ قبول کرنا۔(۱۲)

(۱۳۸) ... بلا عذر شرعی گواہی کو چھپانا۔(۱۳)

۱۔ سنن ابو داؤد: ۲/ ۱۵۰

۲۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/ ٤٤

۳۔ البقرہ / ۱۹۰، صحیح مسلم: ۲/ ۱٤۱، سنن ابن ماجہ / ۱۹۸

٤۔ التوبۃ/۷۱، جامع ترمذی: ۲/ ٤۸٦

۵۔ جامع ترمذی: ۲/ ۵۵٦

٦۔ البقرہ/ ۲٤۳، صحیح بخاری: ۲/ ۸۵۳

۷۔ صحیح بخاری: ۲/ ۵٦۷، الزواجر: ۲/ ۲٤۹

۸۔ الزواجر: ۲/ ۲۵۷

۹۔ البقرہ/ ۱۸۸، الترغیب: ۳/ ۱۲۵، الزواجر: ۲/ ۲٦٤

۱۰۔ سنن ابو داؤد: ۲/ ۱٤۸، الزواجر: ۲/ ۲٦۳

۱۱۔ سنن ابو داؤد: ۲/ ۱۵۰، الزواجر: ۲/ ۲٦۱

۱۲۔ البقرہ/ ۲۸۳

۱۳۔ البقرہ/ ۲۸۳، الزواجر: ۲/ ۲۷۵

(۱۳۹) ..... فساق کی مجلس میں بوقت ارتکاب فسق جانا اور وہاں بیٹھنا۔(۱)

(۱۴۰) ..... کسی کے خلاف ناحق دعویٰ کرنا۔(۲)

(۱۴۱) ..... گناہِ صغیرہ پر اصرار کرنا۔ لا صغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار (۳)

نحمد اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اولا و آخرا، والصلوة والسلام علی
نبیہ دائما و سرمدا، و علی آلہ و صحبہ اجمعین ابداابدا،
والحمد للّٰہ الذی لہ البدایة والیہ النہایة

۱۔ صحیح مسلم: ۲/ ۳۳۰، الزواجر: ۲/ ۲۷۵

۲۔ الزواجر: ۲/ ۳۲۵

۳۔ الزواجر: ۲/ ۲۹۹